

ذالک الكتاب

تألیف : سید بشیر الدین زمانی پر حمہ اللہ

(اشاعت اول : فروری ۱۹۹۷ (رمضان ۱۴۱۷)

مقام اشاعت : ناظم آباد کراچی

ضروری وضاحت: اس کتاب میں سادہ اردو میں قرآن کریم سے ملنے والے ارشادات اور احکامات کی وضاحت بغیر کسی مسلک یا مکتبہ فکر کے توسط سے کرنے کی ایک ادنی کوشش کی گئی ہے۔ اگر آپ اس کتاب کو آسان پائیں یا اس سے مستقید ہوں تو مصنف مرحوم کے حق میں دعائے مغفرت فرمائیں۔ أمین

مقصد اشاعت: صدقہ جاریہ

قیمت: صفر

نوٹ: اگر کسی معاملہ میں غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں۔
ان شا اللہ نظر ثانی کی جائے گی۔

و ما علینا الا البلاغ المبين

وَالْذَّارِيَاتُ ذَرْوَاً ۝ فَالْمُحَلَّاتُ وَقْرًا ۝ فَالْجَارِيَاتُ يَسْرًا ۝

نمبر ۱۵۔ سورہ الذاریات۔

کسی عارف دانا نے خود سے یہ سوال کیا کہ اب کیا چیز ہے ہوا کیا ہے۔ !! قرآن مجتبی ہے یہ ہوا میں کبھی سردا، کبھی بلکی اور رجھی طوفانی یہ حاملین قدرت کے کام بجالانیوں اور قدرت کے پیغامات لاسکی آسمانوں سے زمین پر اور زمین کے اوپر آسمانوں میں لیجنیوں یہ سب کیا ہیں؟ اللہ کے امر کی عملی میں فرشتوں کے حکم اور ارشاد کے مطابق اپنا اتنا کام انجام دیتی رہتی ہیں۔ اللہ کے حکم سے کبھی رحمت و محنہ مل کی باد ریشم بن جاتی ہے۔ رجھی باد صر صر کی طوفان آندھی چانی والی اپنی طوفانی رختار سے فنا کا پیغام لانیوں۔ یہ سب تماشاگاہ ہی تو ہیں۔ یہاں ان ہواوں کو الذاریات کہا گیا ہے جو پانی سے بھرے بادلوں کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے اور ہر سے اور ہر گھومی پھرتی رہتی ہیں۔ گرد و غبار آسمان کا سیست کریانی سے بو جمل ہو ہو کر فرشتوں کے حکم کے استثمار میں جلی میں رہتی ہیں اور فرشتے اللہ کے حکم کے مسئلکر رہتے ہیں۔ جہاں حکم ہوتا ہے وہاں بارش بر ساتے رہتے ہیں اور جس قدر بارش کی ضرورت مقدار مقرر ہے اسی قدر بارش بر ساتی ہیں۔ جہاں حکم نہیں ہے وہاں بارش مطلقاً نہیں ہوتی۔ یہ ہوا میں ان بادلوں کو اٹھا کر دوسری طرف لے جلی جاتی ہیں۔ یہ اللہ کا نظام روزاً قی کا تریکم رزق ہے۔ فرشتوں کے ذمے اللہ کی مخلوقات کو زمین پر پادل بارش بھی کے، بارش و رزق خیزی آبیاری کرنا، اناج، خلہ، کھیت و باغات شرات کی نعمتیں کریں کے لئے بے حساب اور کسی کے لئے مقرر کر دیا گیا۔ محدود بھر اور کسی کے لئے کچھ بھی نہیں۔ حالی قط سائل۔ ذاریات۔ حاملات۔ جاریات اور مقسمات ان جاروں کی قسم سے سورت کی ابتداء ہو رہی ہے۔

یہ سارا نظام قدرت اوپر آسمان والے کا بنایا ہوا ہے۔ اس کی مرضی اور حکمت سے چل رہا ہے۔ رزق سب کو تحریک ہو رہا ہے۔ انصاف اور ہدایت کے ساتھ توازن اور اعتدال کے ساتھ جو کام قسم مقرر کر دیا گیا ہے اور جس کا مقصود و مقدور نہیں کیا گیا ہے۔ یہ

ہوا تھیں کسی کے لئے بارش کی فوید اور امید ہیں تو کسی کے لئے خوفناک طوفانی بارش، آندھی اور طوفان بر بادی کا ہے۔ کسی کے لئے نامیدی اور مایوسی کا پیغام ہے۔ یہ ہوا تھیں حکم خداوندی اور مشیت ایزدی کے پیغامات لوگوں میں باہمی پھرتی رہتی ہیں۔ یہ دنیا جب تک قائم ہے۔ اللہ کی مشیت اور رحمت کی یہ قسم برابر جاری ہے۔ اور جب دنیا ختم ہو جائیگی روز قیامت اور روز محشر ہو گا سارا نظام قدرت چلتے چلتے خود بخود رک جائیگا۔ اللہ کی عدالت و انصاف میں ایک ایک بندے سے جن اور انس سے ضرور پوچھا جائیگا کہ دنیا سے وہ کما کر آخرت کے لئے کیا ساتھ لایا ہے۔ جو لوگ یوم قیامت اور آخرت کا یقین حکم رکھتے ہیں وہ اپنا رذراہ آخرت ضروری ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ ان کے درجے مقامات اللہ کے یاں مقرر ہیں۔ حلق کے لئے جنت کے انعامات اور باغات ہیں مُمنین کے لئے اس دنیا کی زندگی اور آخرت کی زندگی کے لئے ہے۔ اللہ کی نشانیوں میں وہ غور و فکر کرتے ہیں۔ مُمنین کے انفس کے اندر اُن کی زندگی کے اندر اور باہر ہر جگہ اس کائنات میں وہ ان نشانیوں میں خدا کو یاد کرتے ہیں۔ پچھلی سورت حم سجدہ والی میں فرمایا گیا تھا کہ ہم اس کائنات میں اس زندگی میں لوگوں کے انفس میں اپنی نشانیاں دکھاتے رہیں گے۔ یہ بات اس سورت میں بھی کھی جا رہی ہے۔ کہ رزق لوگوں کا آسمانوں سے زمین پر انتارا جاتا ہے اور رزق کی منصافانہ رحیم اللہ کے اختیار اور اسمی کی مرضی کے مطابق ہو گی۔ کوئی آدمی حرص و لکھن نہ کرے کہ اس کا رزق کم کیوں کیا گیا ہے۔ دوسرے کا رزق بے حساب کیوں کیا گیا ہے۔ آدمی کی اپنی مرضی سے نفس کی حرص و لکھن سے کوئی رزق، کھانی نہیں بڑھتی پر اللہ کی مرضی و مشیت سے گھستا اور بڑھتا رہتا ہے۔ بندہ کو اپنے مقوم رزق کر کم پر صبر اور شکر کرتے رہنا چاہیے۔

قرآن کی تعلیمات غیب کی باتوں سے ایگھی کرتی ہیں۔ کہ غفلت وسیٰ سے نکل آؤ۔ زندگی کی ابھی مہلت باقی ہے۔ وقت تھوڑا ہے کچھ کرو اپنی عاقبت اور آخرت کے سامان کر کے اپنائز اور اسی دنیا سے ماتھو لے کر جانا ہے۔ اپنے کھن کے اندر باندھ کر قبر میں لیجانا ہے۔ خانی ماتھو ہوں گے تو ساتھ کچھ نہ جائیگا۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ اللہ سے توبہ کرو۔ معافی و مغفرت اور برش مانگتے رہو۔ اپنے اعمال ناموں کی اصلاح اور درستگی کی کوشش کرو۔ انسان اپنے عمل کا اور اپنی آخرت کا اور اپنی جنت کا اور اپنی دوزخ کا خود ذمے دار بنایا گیا ہے۔ بدایت اور رہنمائی سامنے کھول رکھ دی گئی ہے۔ اس کے بعد بھی غفلت اور سُتی لاپرواہی قرآن سے

راہ سے بھٹکاتا غفلت میں ڈالا ہوا ہمیشہ ساتھ ساتھ رہتا ہے۔

تیسرا کوئ سوت کا جنت اور دوزخ کا الگ الگ حال بیان کر رہا ہے تو انہیں انسان کے اختیار میں ہیں۔ اب بھی وقت ہے اور مہلت ہے۔ مغفرت اور بخشش تو بہ کا وقت ہے۔ آجاؤ قرآن کی ہدایت کی طرف اللہ کی نافرمانی چھوڑ دو۔ سلامتی کی سیدھی راہ کھلی ہوئی ہے۔ جنت کے اعلامات کا وعدہ کیا گیا ہے۔ قرآن صبح و شام پڑھتے رہو۔ روزانہ اس کو سمجھا کرو۔ اس پر عمل کرو اپنی اصلاح کرتے رہو۔ جن پاتولوں سے منع کیا گیا ہے ان کو چھوڑ دو۔ صبح و شام کے اوقات میں اللہ کے حضور اوبت سے واجزتی سے محض ہو کر دعا کرو۔ آخرت کے عذاب سے بچنے کی سیدھی راہ کی ترغیب ملنے کی۔ نماز سے بہترین دعا اور عبادت کا طریقہ مقرر کر دیا گیا ہے۔ خلوص نیت سے اللہ کے ڈر و خوف سے نماز پڑھتے رہو۔ زکوہ دینے سے رہو۔ اپنا مال صدقہ و خیرات کرتے رہو۔ قرآن کی تکلوت سے سب کچھ سیکھ جاؤ گے۔ یہ زندگی اگر سو برس کی بھی ہو گی تو مت یقینی ہے۔ اللہ کے ہائے ضرور جانا ہے اور اپنا اپنا حساب قبر کی زندگی ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔ اس وقت صحت ہے تندستی ہے وقت ہے مہلت ہے۔ اسی کو غیبت جان کر ابھی سے اللہ کی طرف رجوع ہو جاو۔ تو بہ و استغفار سے نئی زندگی کا پھر سے آغاز کرو۔ اللہ دلوں کے اندر کا حال خوب جانتا ہے۔ وہ تمہاری نیت اور ارادتے سے باخبر ہے۔ تم کو سارے گناہوں سے معاف اور بخش دیگا۔ تم کو اپنی رحمت میں سستی لے لے گا۔ اسکی رحمت بہت وسیع ہے۔ تو بہ کرنیوالے سعادتی بخش مانگنے والے اللہ کو بہت پسند ہیں۔ فوراً آن کی طرف اللہ مسوجہ ہو گا۔ ساری زندگی کا صلہ ایک لمحے میں مل جائیگا۔

اللہ کے رسول کو حکم دیا گیا کہ وہ صبح و شام حاجزتی و ادب سے ڈر اور خوف سے اللہ کی عبادت میں زندگی بسر کریں۔ خلوص سے عبادت اور بندگی کا حق وہی آدا کرتے ہیں جو راتوں کی میسیحی نیشن اور نرم گرم بستر بچھوئے کے الگ ہو کر مردی گرمی ہر موسم میں وضو کر کے اللہ کے حضور تجدید کی نمازوں میں شکرانے کے بعدوں میں دعاؤں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اپنے مولا کو اپنے مالک کو رات کے پچھلے پھر جبکہ سارے گھر والے سارا شہر سوتا خواب میں محور ہتے ہیں اللہ کا تخلص بندہ اللہ کے حضور محمر اللہ کی رضا چاہتا ہے۔ اللہ کی خوشنودی میں اپنی مغفرت اور بخشش کی دعائیں کرتے ہوئے نہیں سکتا۔ آسانوں کے فرشتے اسکی دعاؤں کو سستی کر آسانوں میں اللہ کے عرش کے تھانے ہوئے فرشتوں کو پہنچاتے رہتے ہیں اور اپنی سخارش اور دعائیں بھی کرتے رہتے ہیں۔ اللہ کے رسول نے اپنا ہی عمل زندگی

لے ساتھ رکھا۔ اللہ لے صحابہ نے بھی بھی مسلیحی سنت اپنے رسول کی ادا کی۔ اللہ کے مومن و مخلص بندے اگر کوئی مومن بننا جائے تو یہ اسکے ایمان اور یقین کی خلوص کی بندگی کی علامت اللہ قبول کرتا رہتا ہے۔ زندگی سخور جائیگی اور آخرت میں جائیگی ہمیشہ ہمیشہ کی بہترین زندگی سے اس دنیاوی سمجھی کی تلافی اور آخرت کے لئے اضافی کنجائش نکالنے کی کوشش اور جستجو کرنی چاہیئے۔ رزق انعامات، اور اولاد سب اللہ کی طرف سے، اللہ کی مرضی اور حکمت و مصلحت سے دینے جاتے ہیں۔ اس میں انسان کا اختیار کچھ نہیں اور نہ اسکی شکایت اور شکوہ ہونا چاہیئے۔

آیت ۲۳ میں حضرت ابراہیم مطیع کا قصہ سنایا جا رہا ہے۔ ان کی عمر نو سال اور سارہ ان کی بیوی بُرُھی اور بانجھ تھی۔ بڑھا پے میں میاں بیوی کو اولاد کی آس اور امید ختم ہو چکی تھی۔ اللہ نے دو فرشتوں کو ان کے گھر اجنبی مہمان کے روپ میں بھیجا، یہی اخاق کے پیدا ہونے کی پیش گوئی کی خبر دی۔ ابراہیم مطیع کو حیرت ہوئی۔ پھر پوچھا تم لوگ میرے مہمان ہو تو میں تہاری خاطر و مدارث کروں۔ ورنہ صرع بات بتاؤ کے تم کون ہو۔ اور یہ حیرت تاک خبر کیسی؟ فرشتے بوئے ہم آسمان سے تہارے ہی لئے یہی کے عطا ہونے کی خوشخبری پہنچانے آئے ہیں۔ حیرت کی گوئی بات نہیں۔ بڑھا پے اور بانجھ پن میں اولاد کا عطا کرنا اللہ کی مرضی اور ارادتے اور مشدت و حکمت سے ہے۔ بندہ اس میں اپنا کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ اللہ جب جا ہے اور جو چاہے وہ انعام اپنے بندوں کو دیتا اور نوازتا رہتا ہے۔ فرشتوں نے اپنا دوسرا کام بھی حضرت ابراہیم مطیع کے پوچھنے پر بتادیا کہ وہ ان کے بھینتے حضرت لوٹ مطیع کی قوم کی کی طرف اللہ کا عذاب پہنچانے کے لئے وہاں بھیجا جا رہے ہیں۔ ان کی قوم اللہ کے پیغمبر کی نافرمان و نابکار اور فاشی زنا کاری اور امرد پرستی میں چوری ڈاک، زنا و قتل و غارت گری میں مشغول رہی ہے۔ اللہ نے سنگار کرنے کا حکم دیا ہے۔ آسمانوں سے پتھروں کی بارش ہو گی، ہوا میں پتھروں کو اپنے ساتھ لا لیں گی۔ ہر پتھر کے اوپر ہر مجرم کا نام لکھا ہو اپوگا۔ وہی پتھر اس کو ہلاک کر دیگا۔ اور یہ عذاب آسمانوں کا مجرموں کے لئے اللہ کا حکم ہے وہی ہو گا جو اللہ کی مرضی اور حکم ہو گا۔ اللہ کے محسنین و متفقین اور مستقرین کے لئے اللہ کے انعامات ہیں اللہ کے حکم سے اوپر آسمانوں سے ہوا میں رحمت کے انعامات کے پیغامات انہیں پہنچاتی رہتی ہیں۔ اللہ کے منکرین و مشرکین و مخالفین اور مجرمین کے لئے یہی سوائیں اللہ کے غیض و غفٹ کے طوفان اور آندھی و بااد صرصر کے عذاب لے کر انہیں

ہلاک کرنے آئی ہیں۔ قومِ عاد اور ثمود کے لئے یہی ہوائیں باد صر صر کی آٹھ دن اور سات راتوں تک مسلسل چلتی رہیں اور ساری قوم کو خس و خاشاک کر کے ان کا نام و نشان تک مٹا دیا۔ یہی ہوائیں تھیں جو قوم فوج کے لئے آسمانوں سے مُسلمان حار بارش اور طوفانوں کے بادو باراں لے کر چڑھ دوڑیں تھیں اور سیلاب عظیم میں ساری دنیا کو غرق سبب کر دیا تھا۔

لوگو! دنیا ایک عربت کی جگہ ہے۔ سبنت حاصل کرو اس دنیا میں جو کچھ لوگوں کے ساتھ ہوتا رہتا ہے خوشیاں و راحتِ عیش و غم۔ دکھ و درد اور بیماری ذلت و آفت سب کچھ اللہ کی مرضی میثت سے ہوتا رہتا ہے۔ انعامات بھی اللہ کی طرف سے ملتے ہیں اور عذاب اور لعنت بھی اللہ کی طرف سے ملتے ہیں۔ ہر ایک کے اعمال کا اپنا اپنا صدھ ہوتا ہے۔ جو دنیا میں ملتا رہتا ہے۔ یہ دنیا اصداد کا مجموعہ ہے۔ ہر شے اپنی مختلف جنس سے پہچانی جاتی ہے۔ دو چیزوں میں فرق اور امتیاز ان ہی دو جوڑوں جوڑوں سے کیا جاتا ہے۔ نیکی نیکی ہی رہیگی بدی کا بدکہ بدی ہی سے دیا جائیگا۔ اسی دنیا میں اچھے اور بُرے سب ہی لوگ ساتھ ساتھ رہتے ہیں اور ان کے ساتھ نباه کرنا ضروری ہے۔ یہ زندگی اور حاضرہ کی ضرورت ہوتی ہیں۔ مرد کے ساتھ عورت، راحت و آرام جان، دل کا آرام۔ دل ریخنگی کے لئے ضروری ہے۔ یہی جب بُرانی کی طرف راغب ہوں تو قیامت اور عذاب بن جاتے ہیں۔ قتل اور خون، ہمارت گری کا سبب بن جاتے ہیں۔ انسان کو اس سے سُکا کر دیا گیا ہے قرآن بار بار فصیحت اور بدایت کرتا رہتا ہے کہ صُحیتوں میں صبر کرو۔ راحتوں میں اللہ کا شکر ادا کرو۔ اللہ کو ہر وقت یاد کرتے رہو۔ نماز سے سہارا پکڑو۔ نماز کی پابندی رکھو۔ اللہ سے اپنا رشتہ ضبوط رکھو اللہ سے ڈرتے رہو۔

جب تک یہ حیات ہے زندگی ہے۔ اچھے اور بُرے کے ساتھ زندگی گذارنا نباه کرتے رہنا ہے۔ سزا اور جزا بھی جیتنی کرنی ویسی یہ رُنی کے مطابق دیجائیں۔ صبر بہترین عمل ہے اسکو عبادت کے درجہ میں رکھا گیا ہے۔ محمل و برداشت سے معافی اور درگذز کرتے رہنا زندگی کو خوٹکوار اور خوش رہنے کے قابل بنانا ضروری ہے۔ دنیا کی زندگی بہت مختصر ہے۔ اس کے بعد موت اور پھر آخرت کی زندگی ہے۔ آخرت کی فکر کرتے رہو۔ آخرت سنوارتے رہو وہ ہمیشہ کی زندگی ہے۔ اللہ نے انسانوں کی بدایت اور رہنمائی کے لئے اپنے انبیاء اور رسولوں کو اس دنیا میں بھیجا کر لوگوں کو تعلیم دیں اور سیدھی راہ دکھائیں۔ یہ ذمہ

کھوں کر سامنے رکھدی ہے۔ اس کو روز پڑھتے رہو اس سے ہدایت و نصیحت حاصل کرتے رہو اور اپنی آخرت کی فکر کرو۔ سب کو اللہ کے پاس جانا ہے اور اپنا اپنا حساب دینا ہے۔

بہ اللہ نے انسان اور جنات کو دو الگ الگ مادوں سے پیدا کیا ہے۔ جنوں کو بھی غذا کی ضرورت ہوتی ہے اُن کا کھانا انسانوں سے الگ بنایا گیا ہے۔ اُن کا رزق بھی آسمانوں سے آتا ہے وہ بھی امتِ مسلم کے پیرویں۔ اُن میں بعض کافر اور بعض مشرک ہیں۔ اور بعض مسلمان خدا کے مانتے والے ہیں۔ قرآن پڑھتے ہیں نماز روزہ کرنیوالے ہیں۔ ایک خاک مخلوق دوسرا آئشی مخلوق دونوں کی خصوصیات فطرت اور ضرورت ایک جیسی ہیں۔ دونوں کو بیکار محض نہیں بنایا گیا ہے بلکہ اللہ کی عبادت و بندگی و اطاعت اور فرمان برداری کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ دونوں کے لئے توحید اور رسالت سکھانے کے لئے پیغمبر اور انبياء مجھے گئے تھے۔ صحیفے آسمانوں سے اتارے گئے تھے۔ کہ دونوں کی رہنمائی ہو دونوں کو سیدھا راستہ ہے۔ دونوں خدا کی اطاعت اور بندگی میں زندگی گزاریں۔ اللہ نے جنوں کو محمد ﷺ کی امت میں دین اسلام کا پیرو اور سلم بنا یا ہے۔ وہ بھی امتِ محمدی کے پیروی، ہیں۔ قرآن سے نصیحت اور ہدایت قبول کرنیوالے ہیں۔ دن کا وقت انسانوں کے لئے رات جنوں کے لئے عبادت اور بندگی کے لئے مقرر کی گئی ہے تاکہ یکسوئی سے دونوں اللہ کی عبادت اور بندگی کریں اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کریں۔ رسول اللہ کی سنت کی اتباع اور پیروی کرتے رہیں۔

قرآن موجود ہے اسکو پڑھتے رہو۔ اس سے ہدایت حاصل کرتے رہو روز آخرت اعمال دیکھے جائیں گے اور اعمال ناتے پر فیصلہ ہوگا۔ ایک ایک عمل تو لا جائیگا اور وزن کر کے دیکھا جائیگا۔ ظالم اور بدبنث اگر قرآن کی ہدایت سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور مومن مسلمان بنا کر زندگی نہیں گزارتے تو ان کے لئے جہنم کے دروازے اور دُرُج کا عذاب کھلا رکھا ہوا استثار کر رہا ہوگا۔ آخرت کا وعدہ پکا ہے۔ وہ ضرور پورا ہوگا۔ آخرت کا یقین رکھو۔

اس دنیا سے چلنے سے پہلے اپنی آخرت اور عاقبت کی تیاری ضرور ساتھ لے کر چلو دونوں سے اس دن پورا پورا حساب لیا جائیگا۔ حیات بعد اکملات کا فلفہ بہت سمجھ لوگوں کی عقل اور سمجھ میں آیا۔ لوگوں کو کعبت اس بات پر ہے کہ مرنے کے بعد جب حدیاں گلی سڑک بوسیدہ و چورہ چورہ ہو جائیں گی تو وہ پھر کس طرح دوبارہ زندہ کر کے اٹایا جائیگا۔ قرآن بار بار اس حقیقت کو اجاگر کرتا جاتا ہے اور یقین آخرت پر ایمان اور ایقان قائم کرانا چاہتا ہے۔

وَالظُّورُ ۝ وَكِتابٌ مَطْوَرٌ ۝ فِي رُقٍ مُشَوَّرٍ ۝ وَبَيْتٌ الْمَعْوَرُ ۝

نمبر ۵۲۔ سورہ الطور۔

اللَّهُ تَعَالَى لَبَّى آخَرَی کتاب جو سَطْرَوْں میں اور اوراق میں کھلی بیت اللہ میں اتاری کی ہے کیا تم جانتے ہو بیت اللہ کہاں ہے؟ کہ کی زمین پر ایک نقل اتاری کی ہے۔ اس بیت المعمورہ کی جو آسمانوں کی جنت میں بُست اعلیٰ اور اوپری چھت کا قائم سے اس کے عین پیچے عمودی نشان قاعدے پر کہ تعمیر ہوا ہے۔ کہ دراصل نقل کی کی ہے بیت المعمورہ جنت کی۔ دنیا جہاں کے لوگوں کی حدایت اور رہنمائی کی بہترین کتاب آسمان کے لوح محفوظ سے زمین پر اتاری کی ہے۔ کھلی حدایت و نصیحت ہے۔ اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں۔ اس سے بہترین کوئی حدایت اور نصیحت نہیں ہے۔ دنیا میں جمحدِ الہامی صحیحے کتبات توڑیت و انیل اتاری گتیں وہ بھی بحدایت کے سرچھے نصیحت اور رہنمائی کرنیوالی صراط مستقیم دکھانیوالی کتابیں تھیں اور ان سب میں زیادہ محترم مفید نفع کیا خدا کی یہ آخری کتاب جو سب کتابوں کا سب رس ہے۔ یہ قرآن مجید ہے خدا کی طرف سے رہنمائی کرنیوالی کتاب ہے۔ آسمانوں کی امامت زمین پر صرف مومنوں اور مسلمانوں کے لئے سُقی لوگوں کے لئے حدایت اور نصیحت ہے۔ اس کی قدر کرو اس کو دن رات پڑھتے رہو۔ اس سے رہنمائی لیتے رہو۔ یعنی آخرت کی فکر گرو اور آخرت کا یقین کرو۔ یہ کتاب ہبہ کی چھپی باتوں کو کھعل کھول کر بیان کرتی ہے۔ زندگی سے متعلق سوت کے متعلق اور آخرت کے متعلق ہر بات صاف صاف بیان کرتی ہے۔ دنیا کی کی کتاب میں غیب کی باتیں ایسی نہیں ملیں گی۔ اس کو پڑھتے رہنا ہے۔

یہ دنیا ایک فریب اور دھوکا زندگی اور رونق آرائشِ جمال ہے۔ لوگوں کے لئے امتحان گاہ ہے۔ زندگی کی ساری خوشیاں ترفیبات اور طلب کے سارے تھانے اسی دنیا میں پورے ہوتے ہیں۔ یہ زندگی لطف و مزہ کیفت و سُرور کا نام ہے۔ اسی میں بندہ مومن کا امتحان رکھا گیا ہے۔ امتحان پاس کرنے کا لذت بھی قرآن نے تجویز کیا ہے کہ تم صرف صبر

کرنا تھمل و برداشت سے ہر مُکمل مصیبَت سے نکل آنا۔ لوگوں کو درگذر کرتے رہنا اور
 معاف کرتے رہنا۔ اللہ سے اپنا سہارا اور تعلق مصبوط باندھ لینا جو بھی کھننا سننا ہے اور مانگنا
 ہے صرف اللہ ہی سے مانگنا ہے۔ اللہ سُجّع عَلِمْ بصیر ہے۔ دیکھتا رہتا ہے، سنتا رہتا ہے،
 جانتے والا ہے، جو دلوں کے اندر چھپا رہتا ہے۔ اگر قرآن کی حدایت اور رہنمائی تمہارے
 ساتھ رہی تو تم جیت گئے اور امتحان پاس کر گئے۔ دنیا کی زندگی سے کامیاب آئے اور
 آخرت بنالی۔ اللہ کو راضی کر لیا۔ اللہ کے انعاموں کے مستحق ہو گئے۔ آدم کی چھوٹی ہوئی
 جنت کے تم وارث قرار دیئے گئے۔ تم جنت کے باخوان میں جاؤ اور آزادی سے چلو پھر و جو
 جی چاہے کھاؤ اور مانگو اور جسٹے جسموں کی لہروں سے صاف شفاقت میٹھا ٹھنڈا پانی پیو، دوچھ
 شربت، شد اور مشروبیات جو دل جا ہے پیو۔ تم اللہ کے نیک مقرب بندے سے شمار ہوئے۔
 تمہاری یہ شان اور عزت و توقیر کہ اگر تم وہاں اللہ سے اپنے مرے ہوئے ماں باپ کو جو نیک
 و مسٹی صلح زندگی گذارے تھے اور جو اپنی لپنی جنت میں درجے مراتب کے مقامات میں الگ
 الگ کے گئے تھے اور تمہاری نیک لائن اطاعت و فرمان بردار اولاد بھی جو اللہ کے فرماں بردار
 مسٹی صلح اور نیک بن کر دنیا سے گئے۔ تمہاری سفارش پر ان سب کو اکٹھا تمہارے ساتھ رکھا
 جائیگا۔ یہ صلح ہو گا ان نیک اعمال کا، اس ایمان اور تفہیم کا، جو تم کو ملا اور دنیا میں اللہ کے
 امتحان میں کامیاب ہو کر آئے ہو۔ یہ مقام اور حضرت موسیٰ کی ہے جو قرآن تیار کرتا ہے۔
 اسکی رہنمائی سے مومن بندہ اللہ کا بن جاتا ہے۔ ”کل امرِ بِنَا کُتُبْ رَحِيم“ (آیت ۲۱) ہر کام
 کا بدله الگ الگ دیا جائیگا۔ ہر نیکی و بدی شمار ہوگی۔ انصاف کیا جائیگا۔ یہ زندگی صرف ایک
 بار آزمائش کے لئے ملی ہے۔ دوبارہ نہیں ملیگی۔ اس کا بھرپور طریقہ سے فائدہ اٹھاوے۔ بہترین
 زندگی بناؤ جو قرآن کی حدایت کے مطابق اور قرآنی تعلیمات کے مطابق ہو۔ قرآن ایک
 مکمل دستور حیات پیش کرتا ہے اور زندگی کا سلیقہ و طریقہ زندگی کا لطف اور فرمہ کیف و سرور
 سب کچھ جائز اور حلل طریقے سے سکھاتا ہے۔ دین کے حدود اور دائرے انسانیت،
 ایمانیات، اسلامیات میں سکھاتا اور بتاتا ہے۔ ان حدود کے اندر رہ کر اللہ کی پسند کی لور رسول
 اللہ کے اسوہ حسن اور نمونہ انسانیت کی سنت کی پیش روی کی زندگی گذارو۔ قرآن والی زندگی جو
 آخرت سنوارتی ہے، بناتی ہے، زمانہ پلٹ کر کبھی نہ آسے اور نہ زندگی دوبارہ ملیگی جو کچھ کرنا
 ہے اسی محدود وقت میں اسی زندگی میں کرو۔ حاصل کرو مہلت بہت کم ملتی ہے اور وقت
 پورا ہو جاتا ہے۔ ابھی سے آ جاؤ قرآن کی طرف اس کی تعلیمات کی طرف اس کی حدایت اور

رہنمائی میں زندگی بسر لرو۔ ورنہ پچھتاوے وفت کذرا جائے لے پعد پجھتاوا اور افسوس لیما؟
 اے اللہ کے جیبِ تم اپنا مقصدِ حیات پورا کرئے رہو اور اپنا تسلیمی مشن پورا کرتے
 رہو۔ جو کچھ تم کو تکلیف اور دکھ درد پہنچا ہے اس محنت اور مشقت میں، اس پر صبر کرو ہست
 سے کام لو۔ اللہ کی نظر میں تمہارا ہر عمل رہتا ہے۔ تم نے اپنا سب کام خوبی سے انجام دیا
 ہے۔ تمہارے بعد قیامت تک اب کوئی پیغیر، بادی، رہنمائی نہیں آئیگا۔ صرف یہ قرآن
 باتی رہیگا۔ حدایت اور رہنمائی کرتا رہیگا اور ان لوگوں کو جو مکو پڑھتے ہیں، اس کے معنی
 و مفہوم سمجھتے ہیں، اپسی لپسی زبانوں میں اور اپنے اپنے طریقوں سے زندگی گزارتے ہیں وہ
 سب کچھ قرآن کے مطابق ہوگا۔ جو قرآن تم نے لوگوں تک پہنچایا ہے، لوگوں کو اتنا ضرور
 سمجھا دو کہ آخرت یقینی ہے وہ ضرور آئیگی۔ اسی دنیا سے آخرت کی تیاری کرتے رہنا ہے۔
 آخرت کو سوارتے رہنا ہے اللہ سے معافی و مغفرت اور توبہ و استغفار کرتے رہنا ہے۔ اللہ
 نے تمہاری حفاظت کا وعدہ کر رکھا ہے۔ تم ہر وقت اللہ کی نظر میں اس کی حفاظت میں
 ہو۔ تم کو کسی بات کا رنج و ملل اور اندریث نہیں ہونا چاہیے اپنا کام کرتے رہو۔ صبح و شام اللہ
 کی یاد کی نماز پابندی رکھو۔ ذکر و نیع اور یاد سے ہر وقت زبان اور دل کو شادو آباد رکھو۔ یہ
 نماز یہ ذکر و نیع مون کی آخری سانس تک جاری رہیگی۔ صرف موت ہی اس سلسلے کو ختم
 کر سکتی ہے ورنہ موت کے آخری لمحے تک دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے بھی اللہ کا نام اس
 کا ذکر کر موت کی زبان پر رہتا ہے۔ موت اور اس کا خالق مالک کبھی ایکدوسرے سے ایک لمحے
 کے نئے باہر یا الگ نہیں ہو سکتے ہیں موت کی بیوی شی تک اللہ کا نام ذکر زبان پر رہنا چاہیے یہ
 قرآن کی تاکید ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْحُمْمٌ إِذَا هُوَيٌ ۝ مَاضِلٌ صَارِبٌ حَكْمٌ وَمَاعُوْيٌ ۝ وَمَا نَطَقَ عَنْ الصَّوْيٌ ۝

نمبر ۵۳ سورہ والحمد

قرآن کی یہ تکوٹ اشاروں اور کایوں میں ہاتھیں کرہی ہے۔ اس میں گئیں لگی ہوئی
 ہیں۔ ان کو کھوئے بغیر سورت کی آیات الگ الگ سمجھ میں آسانی سے نہیں آتیں۔ ہر

آئت کو ایک حوالہ مابین سے جوڑا گی ہے۔ اس کو ذہن میں رکھتے بغیر پوری سوت سمجھ میں نہیں آتی حالانکہ یہ سوت مسلسل ایک واقعہ معراج کا بیان ہے جو قرآن کی ستر ٹھویں سوت اسرائیل میں بیان ہو چکی ہے۔ سوت کی ابتداء اور انتساب کے لئے ہے۔ یہ چوکیدار شب، آسمان کا پہرہ دار، آخری اکیلا ستارہ ہے جو رات بھر آسمانوں کی حفاظت کے لئے دنیا کی رکھواں کرنے پر اکیلا شب بیدار آسمان پر نظر آتا رہتا ہے۔ جوں ہی صبح صادق کی لکیر آسمان پر نظر آتی ہے یہ جاگا ہوا ستارہ انعم بوجمل نیندھری آنکھوں سے ٹھپٹاتا ہوا غائب ہو جاتا ہے۔ گویا صبح صادق کے آنے کی خبر دیکھ چلا جاتا ہے۔ اس کا حوالہ واقعی ہے۔ اللہ کے رسول کو جب اپنے محترم چچا کی بیماری کی خبر ملی تو ان کی عبادت کے لئے وہ مکہ ان کے گھر آئے تھے۔ اسی وقت مکہ کے بڑے بڑے رو ساد سردار ان قبائل بھی حضرت ابو طالب کی عبادت کے لئے وہاں پہونچے تھے۔ یوں اللہ کے رسول کی ان مقامیں اسلام سے ایک جگہ مدھبیر ہو گئی تھی۔ وقت اور موقع کی فراز کت سے آمنا سامنا ہوا تو روپا قریش نے اس سے فائدہ اٹھایا اور حضرت ابو طالب کو حکم بنا کر اللہ کے رسول سے بات چیت ہونے لگی جس کا پورا حال قرآن کی ۳۸ ویں سورت صحن میں سنایا گیا ہے۔ کافی دیر ہو گئی اور با توں میں شام ہوئے لگی تو اپنی پھوپھی کی فرائش پر وو رات انہوں نے مکہ میں گزاری۔ اس وقت تک ان کے چھاسیت گھر کا کوئی فرد اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ بت اپنے آبائی قدیم طریقوں پر قائم تھے۔ اللہ کے رسول نے اپنی چیازاد بہن ام بانی کے گھر رات گذاری جو مکہ میں بیت اللہ تے بہت قریب تھا۔ اس رات اللہ کی مہمانی کا حکم ملے کہ حضرت جبریل ملکهم اس جگہ آئے جہاں آپ سورہ ہے تھے۔ نیشنے سے جایا اللہ کا پیغام پہونچایا اور معراج کے سفر پر ساتھ ملے کہ چلے۔ اور صبح صادق سے پہلے جب آسمان پر رات کا چوکیدار ستارہ والنجم اخیری مسما رہا تھا صبح صادق آنسیوالی تھی اللہ کے مہمان کو مہمانی کے بعد مکہ میں واپس لا کر پہونچا دیا تھا۔ محمد ملکهم جوں ہی دروازے میں داخل ہوئے انہی آہٹ پر اہل خانہ نے پوچھا کون ہے۔ آنسیوالے نے اپنا نام بتایا۔ پھر سوال کیا گیا کہ تم تو یہاں سوئے ہوئے تھے پھر تم کہاں گئے تھے اور اب کہاں سے آرے ہو؟ اللہ کے رسول نے اسی وقت اپنی چیازاد بہن کو وہ سارا سفر معراج کا واقعہ جوان پر گذرا تا وہ پورا پورا استادیا۔ ام بانی ابھی تک اپنے پڑاٹے دن پر قائم تھی۔ ان کے شوہر نامدار بھی مشرک بت پرستوں کی صحبت اور مختلف میں دشمن اسلام کے مقابلہ میں سے ایک تھے۔ شوہر اس وقت گھر میں نہ تھے باہر گئے ہوئے تھے ام بانی نے جب آپ

سے پورا پورا حال اور واقعہ سنا تو حیرت زدہ اور متعجب ہو گئی۔ دل یقین کرتا تھا عقل شک و شبہ ظاہر کرتی۔ چھاڑا دہن تھی تازہ تازہ واردات قلبی کو دل سے سنا آئکھوں سے یقین کیا پھر بھی اس نے کہا سیرے سماں جو کچھ تم نے مجھے سنایا ہے میں نے یقین کر دیا مگر مکہ والوں میں کسی کو بھی یہ واقعہ آج کا بھی نہ سُنا۔ وہ تحسیں یقین نہیں کر سکے۔ جھٹکا میں گے۔ نہیں معلوم تم کو کیا کیا کہیں گے۔ قرآن نے اس کا جواب دیا ہے اور اسکی تصدیق کی ہے۔ جو اللہ کے رسول نے میں وہن جو واقعہ ان کو سنایا ہے۔ اسیں حیرت اور تعجب کی کوئی بات نہیں۔ اللہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ وہ کہا سکتا ہے۔ اللہ پر ایمان للو۔ اور اللہ کے یقین کا عقیدہ پیدا کرو تو پھر سب کچھ سمجھ میں آجائیگا۔ واقعہ اپنی جگہ بیج ہے۔ محمد اللہ کے بھجتے ہوئے برحق رسول وہ جو کچھ سمجھتے ہیں لبپی طرف سے دل سے باتیں بنانے کر جھوٹ موت کچھ نہیں سمجھتے۔ جو کچھ ان کو دھمی کے ذریعہ کہا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے اور دکھایا جاتا ہے وہی کچھ وہ بیان کرتے ہیں اس پر یقین اور ایمان للو۔

جس فرشتے کے حوالے سے یہ سارا سفر طے ہوا وہ اللہ کا مُحْبِر اور زبردست قوت اور طاقت والا فرشتہ ہے۔ جبریل علیہ السلام کی تعریف قرآن گردہ رہا ہے سودہ الکوہر میں بھی ان کا ذکر آئیگا۔ وہ اللہ کا حکم لے کر اللہ کے رسول پر وحی پہنچانے کے لئے اللہ نے مقرونہ کردار ہے۔ یہ ملاقات جبریل علیہ السلام کی محمد سے کوئی پہلی ملاقات تو نہ تھی کہ تم شک کرو۔ اس سے پہلے بھی جب اللہ نے لبپی پہلی وحی نازل کی تھی خارِ حراء میں خود پہنچا تھا تو اس سے قبل بھی اس نے اپنا پہلا تعارف اللہ کے رسول سے آسمانوں میں افت کے کناروں پر لبپی اصلی حالت لور یقین میں اپنے چاروں پوئ کو پورے طور پر آسمان پر پھیلانے ہوئے لیکر رہا تھا اور محمد مُصطفیٰ اللہ کو نام لے کر حاصلت کر رہا تھا۔ اور وہ اس کی طرف نظر کرتی اور دیکھیں کہ کون ہے۔

بیشک اللہ کا یہ مقرب فرشتہ خاص اس راست کے میں اس جگہ آیا تھا اور انہیں نہیں سے جگا کر اللہ کا پیغام پہنچایا تھا۔ اور اپنے ساتھ لے کر کہ سے آسمانوں میں لے گیا تھا۔ وہاں آسمانوں کے طبقات در طبقات سے گذار کر بیرونی کے اسی درخت تک ساتھ لایا تھا جو مقام عرش سے قریب آسمانوں کی آخری سرحد تھی۔ سُدُرَةُ الْمُنْتَهَى۔ وہاں بارگاہِ خداوندی میں پاریں کا فرشت حاصل ہوا۔ اللہ اور اس کا محبوب دُو نوں ایکدوسرے سے اسقدر قریب ہوئے ہیئے ایک کھانا کے دو کناروں کے درمیان کافاصلہ باقی تھا۔ کیا کیا راز و نیاز کی باتیں اس

محبٰت کی اپنے حبٰت سے ہوتیں، یہ اللہ اور اُس کا رسول ہی جانتے والا تھا۔ حضرت جبریل وہاں اس مقام سے دور نشیرے ہوتے تھے۔ وہاں سے واپسی پر اللہ نے امت مُحمدی گو اپنی طرف سے نایاب تھدودے کر رخصت کیا تھا۔

یہ سارا واقعہ ایک حقیقت ہے۔ جھوٹ موث علط شک و شبہ کی کوئی بات نہیں ہے۔ جو لوگ یقین نہ کریں، وہاں جو اللہ کو ہی نہیں مانتے وہ اللہ کی غیبت کی نشانیوں کو کسی طرح مانیں گے؟ اللہ کے رسول نے اس رات انوار قدرت کا تخلیقات رحمت کا، پہتم خود مطالعہ کیا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا، جو کچھ دیکھا دل نے یقین کر لیا۔ حق الیقین کا ایمان پیدا ہوا۔ جو کچھ دیکھا وہ آکر سنادیا۔ یہ انسان عجیب ہے۔ طرح طرح کی خواہشات اور تمنا میں آرزویں اپنے دل کے اندر پیدا کر لیتا ہے اور جاہتنا ہے کہ اُسکی ہر خواہش اور تمنا پوری ہو۔ مگر تمنا اور خواہش بغیر عمل کے، جستجو اور جدوجہد کے کبھی پوری نہیں ہوتی۔ دنیا تو اضافہ قوت کا مجموعہ ہے۔ مقابل کا مقابل سے استھان ہوتا رہتا ہے۔ کوشش اور سعی اور محنت دیکھی جائیگی۔ چیزیں کوشش اور محنت ہو گی وہی نتیجہ برآمد ہو گا۔ سیدھی سست سفر کو گے تو مسْرِزل مراد مسْرِزل مقصود پر آسانی سے پہنچ جاؤ گے۔ غلط راہ اختیار کرو گے تو صحیح مسْرِزل مراد کا پتہ نہ لگے گا۔ غلط جگہ پہنچ جاؤ گے۔ قرآن سیدھی راہ صحیح سست شعین کرتا ہے۔ اپنی خواہشات، ستر تمنا میں، آرزویں مرادیں سب اللہ کے نام کر دو۔ قرآن کی رہنمائی میں سمجھ کوشش گرو۔ آخرت کی صحیح مسْرِزل مراد کو پہنچ جاؤ گے۔ اللہ اپنے بندے کو آزماتا رہتا ہے۔ کبھی مشکلات اور آفات یکے بعد دیگرے لا کر ڈالتا ہے۔ بھوک افلاس اور بیماری دکھ درد میں آزماتا ہے۔ کہ دیکھیں بندہ صَبَرْہ اور هستَ سے کام لیتا ہے یا لوگوں سے شکوہ و شکایت کرتا، روتا و حوتا، ناشکر گذار اور بے صَبَرْہ کا مظاہرہ کرتا رہتا ہے۔ کبھی نعمتیں اور خوشحالی دولت بیویاں پہنچ جائیداد حکومت و اقتدار شان و شوکت دے کر آزماتا ہے۔ کہ دیکھیں کیقدر منصفتِ مزاج اور اعتدال پسندِ انصاف پر عمل کرنیوالا ہے۔ خدا کی نعمتوں کا شکر بجا لانے والا ہے۔ اللہ کی نعمتوں میں اللہ کو یاد کرتے رہنے والا ہے۔ یا اسکو بھول گیا ہے۔ عیش و عشرت میں ظلم و زیادتی اور نَانصافی میں اللہ کی ناشکری کرنے لگا۔ ہر دو صورتوں میں اس کی زندگی کا امتحان لیا جاتا ہے۔ یہ قرآن کا فیصلہ ہے۔ یہ انسان اپنی فطرت میں ظالم ہے۔ جاہل ہے نادان ہے۔ اس نے اس کے لئے قرآن کی بدایت اور نصیحت ہر روز تھوڑی تھوڑی ضرور لمبی چاہیے۔ اس سے بہتر کوئی بدایت نصحت کرنیوالی کتاب نہیں ہے۔

اُنسان اُر بِدایت و ریخت سے دور رہے تو اس کا ذہن گندے خیالات اور شیطانی و مسوں کا گھر بن جاتا ہے۔ عجیب عجیب شیطانی منفوبے اور فرش خیالات زنا بد کاری۔ انہوں قتل غارت گری کے منفوبے بناتا رہتا ہے۔ اس کے ارادے اور عمل کے درمیان کوئی روک نہیں ہوتی۔ البتہ اللہ نے ہر نفس کے اندر نفس کی ایک قوت لوامر جکو ضمیر سمجھتے ہیں وہ ان کو روکتی ٹوکتی رہتی ہے۔ کہ وہ غلط ارادے اور عمل فاشی وزنا کاری سے محروم کرو کے۔ اور اس عمل سے دور رہے۔ اسکو قرآنی اصطلاح میں تَمَهْ سمجھا گیا ہے۔ ان کا ضمیر اسکی ملامت اگر انسان اس کام سے رک چکا اور سیدھی راہ پر لوٹ آیا۔ غلط فرش زنا، انہوں قتل ڈاک سے بچ گیا تو پھر اللہ کی رحمت کا جوش اسکو اپنی آنکھوں میں سیکھ لیتا ہے۔ اس کے لئے پھر سارے چھوٹے صغیرہ و کبیرہ گناہ کو معاف کرتا ہے۔ اسکو پاک صاف و سُمْرَا ایمان عطا کرتا ہے۔ نفس کی نجاشت ناپاکی کو دور کر دیتا ہے۔

اللہ کا رسول قرآن کی توحید اور رسانی کی تبلیغ کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اللہ واحد اکیلا ہے۔ الہ کو اہل مکہ بھی مانتے تھے مگر قرب اور وسیلہ، سفارش کا ذریعہ ان بتوں کو، لات و منات و عزیزی کو بنائے ہوئے تھے۔ ان کو پوچھتے اور پرسش کرنے لگے تھے۔ یہ اگر خوش اور راحی ہوں گے تو اللہ ان کی سفارش اور وسیلے سے ان کے سارے بگڑے کام بنائیں گا۔ ان کی دولت عزت اور تجارت مال سب ترقی عطا کریں گا۔ ان کی نبوست و ناکامی بد بخی کو دور کریں گا۔ چونکہ یہ فرمودہ نظام اور طریقہ بر سوں سے باپ دادا کے زمانے سے رنج تھا، اور لوگ اس کے لئے ایسے عادی ہو چکے تھے کہ اس کے خلاف کوئی بات بھی سنتے کے روادر نہیں تھے۔ اور یہ معاملہ اس وقت حضرت ابوطالب کی مجلس عیادت میں زیر بحث رہا اور بالآخر سردار ان مکنے غصہ میں اللہ کے رسول کو یہ کہدا یا کہہ کم کی صورت لات و منات اور عزیزی کو نہیں پھوڑ دیں گے صرف ایک اللہ کے بدلتے۔ بخوبی کروہ اٹھ کر چلے گئے تھے کہ ہم اپنے قدیم باپ دادا کے طریقوں کو نہیں چھوٹا کیلے گے۔ اسی بحث میں دن سے رات ہو گئی تھی۔ اللہ کے رسول کو اپنے گھر جانے میں دید ہو گئی تھی لہنی چغارا زاد بہن اُم ہانی کے گھر رات گذاری تھی جہاں یہ واقعہ رونما ہوا۔ اسی تسلیل سے باقی آیات پر غور کلرو۔

عربوں کے باپ دادا کے طریقوں میں ہر سردار قبیلہ اپنی سیادت و امارت اور سرداری کا دعویدار تھا۔ اور لہنی الگ ممتاز حیثیت قائم رکھنا چاہتا تھا۔ ہر سردار قبیلہ کے ساتھ اسکی جماعت ہوتی تھی۔ مختلف قبائل کا ایک ہی طریقہ اور رواج تھا۔ سب قبائل اپنے

لئے الگ الگ ستارہ۔ الگ الگ بُت اور الگ انگ طریقہ عبادت بندگی قائم کئے ہوئے تھے۔ بنو اسرائیل کے لوگ سیارہ عطا رکھنے کے پرستار تھے۔ بنو حزرم کے لوگ ستارہ مشتری کے پرستار تھے۔ قبیلہ طے کے لوگ ستارہ مرنج کو پوچھنے والے تھے۔ ایک اور قبیلہ رب الشُّرُمی کا پرستار تھا۔ وانہ حوا الغی واقدسی ۵ وانہ سورب الشُّرُمی وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو لوگوں کو غیری بناتا اور مال دولت اور اولاد سے نوازتا ہے۔ وہی لوگوں کو غیریت اور فقیر بناتا ہے۔ شرمی ستارہ کا پروردگار بھی اللہ ہی ہے۔ بنو شرم سورج کی پرستش کرنسیا لے تھے۔ بنو شرم محملاتے تھے۔ عبدا شرم قریش کے سردار کا نام تھا۔ قبیلوں کی طرح خاندانوں کے بھی الگ الگ بُت اور ستارے بنائے گئے تھے۔ یہ زبانہ جاہلیت کے عقیدے اور گھرراہ کی خیالات تھے۔ جب چاند۔ ستاروں کی شجر اور حجر کی پرستش کی جاتی تھی۔ ہر قبیلہ کا ایک ستارہ مقدس ہوا کرتا تھا۔ لوگوں نے اپنے نفس کی خواہیں میں اپنے عقیدوں میں افرافری پیدا کر لی تھی۔ اہلک بچوں باتوں پر یقین کر کے اصل حقیقت کو کسی طرح ماننے کو تیار ہی نہیں تھے۔ اپنے وہم و قیاس و گمان کی جہالت میں اپنے خالق اور اپنے رب کو جو ان کا روزی پہونچانے والا تابھول کے۔ اس سے دور ہو گئے تھے۔ اللہ کے رسول نے انہیں سمجھایا اور منایا کہ یہ پتھر کے بُت و مجھے جنکو تم اپنے پاتھوں سے بھائی ہو نصت کئے ہو یہ تمہارے کیا کام آئیا لے ہیں۔ یہ تمہاری سخارش و سلسلہ اور قرب اللہ کے ہاں کس طرح کر سکتے ہیں۔ ان کو چھوڑو آخرت کا یقین کرو۔ اللہ پر یغیر دیکھے جائے اور بوجھے ایمان اللہ۔ اللہ کے رسول کی بات مانو۔ قرآن پڑھو یہ تمہاری اپنی زبان میں فحاحت اور بلاعثت کے انداز میں تمہاری اصطلاح زبان میں ضرب الامثال میں تمہیں سمجھاتا اور سکھاتا ہے۔ مگر انہوں نے تھالفت پر گھر باندہ رکھی تھی۔ وہ ایک دو نہیں تھے بلکہ دارالتدہ مکہ کے کئی تھے انفرادی شخصیت کی آزادی کی ان کے ہاں کوئی اہمیت نہ تھی۔ حضرت ام ہانی کے شوہر بھی اسی تھالفین کی جماعت کے ایک فرد تھے۔ شوہر کافر تو بیوی بھی شوہر کا دین قبول کرنیوالی کافر تھی۔ اللہ کے رسول نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ قرآن کی آیات خود تصدیق کرتی ہیں کہ جو واقعہ اس رات ہوا وہ حق ہے۔ جھوٹ کچھ نہیں ہے پھر تم بھی یقین کرنے لگی ہو مگر اپنے شوہر اور سردار ان قریش کے نزیعے میں ان کی صحت ٹھیکت میں حق کا انکار کرنے لگی تھی۔ اس سلسلے میں رکوع ۳ آیت ۳۳ میں۔ سردار مکہ کے سر بر آور دہ ولیدہ بن مغیرہ جس کے زیر اثر سب تھالفین اسلام کے دشمن تھے یہاں اس کا ذکر ہو رہا ہے کہ وہ کھدر نا بکار جاہل و گنڈہ ذمیت کا شخص ہے۔ اللہ نے اسکو

اولاد، سے دولت سے، تجارت کاروبار سے نوازا ہے۔ پھر بھی اللہ کے دین کی اللہ کے ہیغہ
 کی مخالفت اور دشمنی پر اتر آیا ہے۔ اور اپنے زیر اثر ایک جماعت بنارکھی ہے۔ اسی شخص
 نے حضرت ابو طالب کے گھر گفتگو کو آگے بڑھنے نہیں دیا تھا۔ لپنی صندوہٹ دھرمی پر جما
 ہوا اپنے باپ دادا کے طریقوں ہی کو قائم رکھا تھا۔ دن کی، عقل کی، دلیل و بُریان کی، حق کی
 کوئی بات نہیں مانی تھی۔ یہ کہ تو ابراہیم ملکہ نے تفسیر کیا تھا اس وقت سے اللہ کی توحید کا
 اعلان اور عبادت یہاں قائم تھی۔ اللہ کے نام سے اس وقت سے آج تک لوگ اللہ کو پکارتے
 ہیں۔ حضرت ابراہیم ملکہ نے مثال قائم کی اپنے گھر والوں کو چھوڑ دیا تھا جب انہوں نے
 دشمن کی توحید کی کوئی بات نہیں مانی تھی۔ جلوہ ملن ہوئے گھر بارے۔ عزیز و رشته دار وطن شہر
 سب کچھ چھوڑ دیا تھا۔ آج اسی ابراہیم ملکہ کا خوانوادہ اس خاندان کا آخری پیغمبر محمد ملکہ
 بھی آج اس اسوہ حسنے ابراہیمی پر قائم ہے۔ اس نے بھی حق اور انصاف کے لئے اللہ کی
 توحید اور اس کے دن کے لئے اپنے محترم بھجو حضرت ابو طالب کو چھوڑ دیا۔ اسی محنت پھوپھی
 کو جسنوں نے یتیمی کی حالت میں پرورش اور دمکھ بحال کی تھی ان سے بہت محبت رکھتی
 تھیں ان کو چھوڑ دیا تھا اور دن ابراہیمی کی سنت پر آج کے بعد وہ یہ شہر مکہ بھی چھوڑ کر اپنی
 پیدائش کی جگہ سے اپنے عزیز و رشته داروں سب کو چھوڑ کر مکہ سے مدد نہ ہجرت کر جائیگا۔ یہ
 سنت ابراہیمی قائم رہیگی لوگوں کی لاکر حافظت کے باوجود دن اسلام کو کوئی خدا و خطرہ
 نہیں وہ قائم رہیگا۔ لوگو۔ تم خواہ کی ستارہ و ستارہ کو اپنا خدا بنالو۔ اسکی پرش پوچھا کرو۔ وہ
 ستارے کسی کام نہیں آئیں گے۔ ان ستاروں میں کوئی بھی رب اُشتری نہیں ہے جسکو تم
 رب اُشتری پکار رہے ہو۔ وہ نہ تھیں خوشحال دولت تجارت کاروبار میں ترقی دیکھانہ نہم کو امیر
 بنایا یا غریب کرنے میں اسکی اندر نہ کوئی طاقت ہے اور نہ خوبی۔ وہ بھی والحمد کی طرح اللہ کا
 ایک کارندہ ہے جو نشانی کے طور پر مقرر کیا گیا ہے۔ ویسے یہ تھا رب اُشتری ایک معقولی
 ستارہ ہی تو ہے۔ طلوع و غروبِ موت اور حیات اس کا مقدار ہے۔ تم کب تک اس غلط
 عقیدہ گمراہی میں پڑے رہو گے۔ اس اللہ کی عبادت اور بندگی کو جو سب کا خالق مالک ہے۔
 سب کا رزق پہونچانے والا سب کو موت دینے والا ہے۔

تم عقل و سمجھ رکھتے ہو تو اپنے باپ دادا کے قصوں کو یاد کرو جسنوں نے تھیں خدا اور
 شہود کے خاندانوں کی سمجھانیاں اور قصے سنائے اور قوم سب والوں کی دولت، ملکہ سبَا کے تخت و
 تاج اور ہیرے جو اہرات کی افاسنے جو ملک۔ یعنی حضرت مولانا اور عمان میں بڑی شان و
 بُری کار، کار، متنہ تھے۔ بکار، کار، اس اس کا تھا۔ اس تھا۔

رِشَانْ بھی نہیں ہے صرف قِصَّے رہ گئے ہیں۔ ان کے حالات اور انجام سے نصیحت اور عمرت حاصل کرو۔ یہ بُہت دھرمی۔ صند مخالفت دین اسلام کی چھوڑو۔ تم اللہ کے گھر کے محافظ مسوی و مجاہد ہو جو توحید کا گھر بنایا گیا ہے اور تم خود ہی اس گھر کے اندر بُتوں کو بُھائے ہوئے۔ اسکی چھت پر جمل کا بُست نصب کئے ہو۔ کیا ہو گیا تہاری عقل اور سمجھ پر؟ کیوں نہم اصل دین اور اصل حقیقت توحید کی طرف کیوں نہیں آتے۔ اگر غلط و سُتی اور بُہت دھرمی صند کوئے گے تو تہار انجام بھی ہلاکت تباہی پر بادی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ پھر تمہیں کوئی ہدایت و نصیحت را دراست پر نہیں لاسکتی۔

آجاؤ۔ دین اسلام کی طرف دین فطرت کی طرف، ایک اللہ کو مان لو۔ اس کے سوا اللہ کا اقرار کرلو۔ صدق دل سے پورے خلوص سے اللہ کے آگے رَبُّ کعبَہ کے حضور سجدہ میں گر جاؤ۔ اپنے ربِ حقیقی سے اپنے بھلے گناہوں کی توبہ کرو۔ معافی مغفرت اور بخش طلب کرو۔ وہ الرحمن الرحيم ہے وہ تم کو ضرور معاف کر دیگا۔ معافی طلب کرنے والوں کو اپنی رحمت میں کا بندہ ہوتا ہے۔ او بُاجدہ کرنے والوں بندگی کا اقرار دل سے خلوص نیت سے عمل کر کے رسمیت لیتا ہے۔ اب تم سچے مومن بن کر صرف ایک سجدہ کرنے سے تم مسلمان کہلاؤ گے۔ مسلمان اللہ دھکاؤ۔ اب تم سچے مومن بن کر صرف ایک سجدہ کرنے سے تم مسلمان کہلاؤ گے۔ یہی توحید ہے قرآن کا پیغام بھی یعنی ہے۔

دِسْتَخْلَانَ اللَّهَ الْمُكَبَّرُ

اقْرَبُتَ السَّاعَةَ وَاقْتَنَقَ الْقَرْبُ^۰ وَإِنْ يَرْوَى إِلَيْهِ يَعْصُو وَيَقُولُ وَرَحْمَةُ رَبِّهِ

نمبر ۵۳۔ سورہ القمر۔

پچھلی سورت میں قبائل کے عقیدے اور ہر قبیلے کا ایک ستارہ جداً جداً ان کا خدا اور حاجت برآری کرنے والا بیان ہوا تا اور قرآن نے اسکی تردید کی کہ ربُّ الشُّرُعَیٰ تو صرف اللہ ہی ہے اور اکیلا ہے۔ کوئی ستارہ ربُّ الشُّرُعَیٰ نہیں ہو سکتا۔ اسکی تردید اور ثبوت کے طور پر اللہ کے رسول نے چودھویں کے چاند کے محلے دکتے چاند نے روپ کی طرف اپنی الگی سے

ہو کر الگ ہو گیا۔ اس بات سارا شرک مکہ یہ معجزہ دیکھا ان کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ چاند ستارے نہیں وہ اپنا معبد اور مشکل کٹا۔ وسیلہ و فضیلہ مانتے تھے ان کی آنکھوں کے سامنے دو گلڑے ہو گیا۔ اللہ کے رسول نے دوبارہ اللہ کے اشارے سے اسکو حکم دیا تو دونوں علیحدہ علیحدہ حصے ایکدوسرے سے آکر مل گئے۔ یہ اللہ کے رسول کا اس طرح دیکھانا مقصود تھا کہ یہ کائنات چاند اور ستارے شبِ اللہ کی نشانیاں ہیں یہ سبِ عالمین قدرت ہیں۔ قدرت کے راشارے کے محتاج ہیں۔ اور اپنے اپنے مقدرات میں اپنے اپنے کام میں مشغول رہتے ہیں۔ ان کو تم اللہ، معبد و شید و فضیلہ سنت بناؤ۔ ایک اللہ کی بندگی کرو جو ان سب کا خالق اور مالک ہے۔ اہل کہ کے باطل عقیدے صابی مذہب کی تردید اور اس کے غلط تصورات کی حقیقت بیان کرنا مقصود تھا۔ یہ سورج۔ یہ چاند ستارے سبِ اللہ کی نشانیاں ہیں۔ جس دن قیامت ہو گی اس دن سارا نظام کائنات در حرم بر حرم ہو جائیگا۔ سورج تابنے کی طرح سرخ پکھل کر بُجھ جائیگا۔ یہ چاند اسی طرح دو گلڑے ہو کر علیحدہ ختم ہو جائیگا۔ ستارے تمام آسمان سے بھڑ جائیں گے۔ دنیا میں گھپپ آندھیرا چا جائیگا۔ ہر طرف دھنوں ہی دھنوں اور لوگ حیران آنکھیں چندھیا جائیں گی۔ اس کائنات کے عالمین قدرت کی ساری حقیقت کھل کر سامنے آ جائیگی۔ ایک اللہ کا نام باقی رہیگا۔ اور خر کا میدان سامنے ہو گا۔ یومِحساب یہ پیش گوئی قیامت نے کر دی اور استقرار اطلاع لوگوں کے لئے کافی ہے جان لیں! خبردار ہو جائیں یوم الحساب پر سب کا حساب لیا جائیگا۔

یہ قرآن حکمت بالغہ کی کتاب ہے۔ لوگوں کو تنبیہ کرنے آئی ہے۔ ڈانٹ ڈپٹ کر خبردار کرنی ہے۔ کہ ہوشیا ہو جاؤ۔ آخرت سے ڈرو۔ روزِ قیامت بڑا سنت دن ہو گا۔ بڑی کھن آرناش کا دن ہو گا۔ ابھی وقت ہے۔ اسی زندگی میں کچھ کرو۔ آخرت سنوار لو۔ ورنہ یہ وقت اور یہ مہلت زندگی بھی ختم ہے۔ قرآن نصیحت و عبرت کے سبیث کے طور پر بچھلی قوموں کے حالات اور واقعات ان کے عروج و زوال کی تاریخ کھوکل کر بیان کرتا ہے۔ کہ کیسے زبردست لوگ تھے اور وہ کتنے حسین و خوبصورت، جسم اور جسمانی کے، عقل و شعور کے، ماہرین فن و کمال بہترین انجینئر، ہر سند قابل جوہر ان کی دولت مال سونا چاندی ہیزے جواہرات ملکہ بیان بلقیس کا مرصع تخت و تاج جس نے سلیمان مجھم کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔ سماں والوں کے باغِ کھیتیاں شر تھے۔ عاد اور ثمود کی بستیاں، آبادیاں جنوبی عرب کے بندرگاہ عدن کے ساتھ میں حضرموت۔ ملکہ اور عمان کے ریگستانوں احْفَاف کے میدانوں

سے بُرہ اُحْرَر کے ساتھ ساتھ ان کی تجارت کے سامان سوداگری کے قابلے ایک طرف ہندوستان اور انڈونیشیا اور دوسری طرف شام اور فلسطین میں صریح نام و شہرت یہ سب کیا ہوئیں؟ ان کا انجام کیا ہوا؟ قرآن جیسا تاریخی مأخذ دنیا میں کہیں نہیں ہے جو آدم کی کہانی سے لے کر قیامت تک آنسو اے سارے واقعات بیان کرے اور پیش گوئی کرے۔ تنبیہ کر کے ڈائٹ ڈپٹ کر کے لوگوں کو ہوشیار کرے۔ یہ اُسکی حکمت بالغہ کا معجزہ ہے۔ وہ انسان کی کہانی انسان کو سنا کر ہدایت و نصیحت اور عبرت دلاتا ہے۔ اسے اہل مکہ تم کسی خیال اور وہم و گمان میں ہو۔ جو قرآن کی اور اللہ کے رسول کی مخالفت کرتے رہتے ہو۔ تمہارا حشر بھی ان جیسا ہو گا اگر تم اپنی حرکتوں سے اور صد ہشت دھرمی اور فرماრتوں سے باز نہیں آؤ گے۔ یہ بہترین نصیحت و ہدایت کی کتاب تم سے پہلے کسی کو نہیں ملی اور نہ آج دنیا میں کہیں باقی ہے۔ اس سے بہتر رہنمائی کی کتاب دنیا میں نہیں ہے۔ یہ ہر زمانہ اور ہر دور میں وہی شری نویں نظر آ سکی۔ آئندہ زمانہ کی ہر بات اس کے اندر پہلے سے موجود ہے قیامت تک رہنمائی کے لئے بہت کافی و ثانی ہے۔ اللہ نے اس کتاب کو لوگوں کے پڑھنے کے لئے آسان سے آسان کر دیا ہے۔ یہ بات صاف صاف کھوں کر بیان کروی کری ہے۔ اُسکی ہر آیت آنسو والی دوسری آیت کی عشرہ تفسیر و معنی و مفہوم خود بیان کردہ تھی ہے۔ مثالوں سے محاوروں سے قصوٰں اور کہانیوں سے اسکو سچا و سچا ہے۔ قرآن کی آیات و بینات خود اپنی تفسیر اور معنی مفہوم بیان کرتی ہیں۔ کہیں اور سے اُسکی تفسیر مت لاؤ۔ اس کی آیات اور بینات میں خور و فکر کرتے رہو۔ اپنی اپنی عقل سمجھو۔ دن ایمان اور ایقان سے، علم سے، مطالعہ سے اس سے نصیحت و ہدایت حاصل کرتے رہو۔ ایک ہی مقصد ہے ساری کتاب کا کہ تم مسلمان بن جاؤ۔ اللہ کے بندے بن جاؤ۔ اللہ کے رسول کی ایجاد اور پیشووری کرو۔ قرآن کی روزانہ تلاوت کرو۔ جو بھی سبق ہدایت میں اس سے اپنی اپنی زندگی اور آخرت کو مستوارو۔ حاصل زندگی آخرت کی ہے۔ جو ایمان اور بینی حکم سے، اس کا ڈر خوف رکھنے سے ڈلتی ہے۔ اُسکی فکر کرو اسکی تیاری کرو۔ جس نے قرآن ہی نہ پڑھا۔ اور نہ کبھی کھوں کر دیکھا کہ اللہ کی اس کتاب میں لکھا کیا ہے۔ لوگوں کے لئے کیا پیغام ہے۔ کیا تنبیہ ہے۔ وہ سیچارا اپنی دنیا سے اپنی آخرت سے بے خبر ہی رہا۔ اللہ کا محتوب اور مخصوص بندہ بن کر رہا۔ اور آخرت میں نقصان میں رہا۔

مسلمان کے لئے لازمی ہے کہ دن کی معلومات حاصل کرے۔ قرآن سچے اور قرآن

پڑھے۔ اس سے اپنی آخرت سخوارے۔ قرآن عرب قوم میں ان کی زبان میں نازل ہوا۔ جو دنیا کی سب سے اعلیٰ و فضیلت والی قوم کا درجہ رکھتی ہے۔ اسکی ہر یات اسکی ہر آن زرالیِ مثالی ہے۔ وہ قوم قیامت تک دنیا میں پسلنے پھولنے والی قوم ہے۔ اسکی عزیزی زبان قیامت تک باقی رہیگی اور قرآن بھی باقی رہیگا۔ قرآن عزیزی زبان میں پڑھو اور پڑھنے رہو۔ اس کا فائدہ لطف اور کیف اُسی زبان میں ہو گا جسمیں یہ نازل ہوا ہے۔ چونکہ یہ حکمت بالغہ کی کتاب ہے۔ اس لئے اسکو اپنی اپنی مادری زبانوں میں پڑھو، سمجھو اور اس پر عمل کرو۔ قرآن پڑھنے اور عمل کرنے دونوں کے لئے آیا ہے۔ جب تک اسکو اپنی زبان میں تم سمجھو گے نہیں تو پھر کیا خاک اس پر عمل کرو گے۔ قرآن بار بار تاکید کر رہا ہے "وَلَهُدَى سِرْنَا الْقُرْآنَ لَذَكْرَ فَلَمْ يَمْكُرْ ۝" قرآن کو ہر طرح آسان کر دیا گیا ہے۔ ہے کوئی اللہ کا بندہ جو اللہ کی اس کتاب کو سمجھوئے پڑھے اور سمجھے اور اس میں خود و فکر کرے اور اپنی زندگی اور آخرت سخوارے۔ ۴

اللہ کی اور اللہ کے رسول کی ذمے واری لوگوں تک قرآن اور اس کا پیغام اسکی تعلیمات پہونچانے کی اب ختم ہو گئی۔ حجت بالغہ پوری کردی گئی ہے۔ یہ ہر مسلمان کا اپنا اپنا کام ہے کہ قرآن پڑھے اس میں خود و فکر کرے اور سمجھے اور اس پر عمل کرے۔ ہر ایک کے اعمال ناموں پر روز قیامت فیصلہ ہو گا۔ ہر شخص اپنے اپنے عمل۔ کرتوت اعمال کا خود ذمے دار ہو گا۔ ہر چھوٹا اور بڑا گناہ اور نسکی اور ثواب سب کاشمار ہو گا۔ ان کا وزن کیا جائے گا۔ کسی کی نیکی صنائع نہیں جائیگی۔ نیکی کا بدلہ جنت کے پاغات اور انعامات کی ہمیشہ کی زندگی ہو گی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الْرَّحْمٰنُ لَهُ عِلْمُ الْقُرْآنِ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ۝ عَلَيْهِ الْبَيَانُ ۝

نمبر ۵۵۔ سورہ الرحمن ۵

اللہ کی ذات باری تعالیٰ الرحمن اور الرحیم ہے قرآن کا اصل معلم خود اللہ ہے جو قرآن سیکھاتا اور پڑھاتا ہے۔ اس کا عظیم احسان یہ ہے کہ اس نے انسان کو پیدا کیا۔ اور اس

کو حلم سکھایا اور علم کی فضیلت سے اسکو علامہ اللہ حرم بنا دیا۔ انسان کی سرگذشت قرآن بیان کرتا ہے۔ کہ وہ پہلے کیا تھا اور اب وہ کیا ہے۔ بڑا باتوں ہے۔ جب باشیں بنانے پر آتا ہے تو زمین اور آسمان کے قلبے ملا کر کردا ہے۔ سننے والے کو حیران کر دیتا ہے۔ عجیب عجیب تاویلیں تفسیریں معنی مفہوم دھوند کاتا ہے کہ اللہ کی نعمت ہو۔ اللہ کی باتوں کا انکار ہوتا ہے۔ اسلئے ضروری تھا کہ اس علامہ اللہ حرم انسان کو دینِ اسلام کے دائرے کے اندر پابند رکھے۔ اس کے لئے اسکا دستور العمل بنا کر سامنے رکھ دیا کہ یہ کام کرنا ہے اور یہ کام نہیں کرنا ہے۔ یہ حلال اور جائز ہے اسکو کھاؤ اور اسکو قبول کرو۔ یہ ناجائز حرام ہے اسکو مت قبول کرنا اسکو چھوڑ دو۔ یہ بتانا ضروری تھا اس لئے قرآن نازل کیا گیا اور قرآن کی بدایت پر عمل کرتے رہنے کی تاکید کی گئی۔ اللہ کے رسول نے ساری زندگی قرآن پر عمل کر کے دکھا دیا۔ آن کی پوری زندگی اسوہ حسنة بہترین نمونہ ہے۔ مسلمانو! اسکو سامنے رکھو۔ قرآن سے بدایت و نصیلت روزانہ حاصل کرتے رہو۔ انسان کو اس کائنات میں نظامِ قدرت کا پابند بنایا گیا ہے۔ جس طرح عالمین قدرت دن رات اپنے کام میں مشغول رہتے ہیں۔ انسان اس کائنات کا ایک حصہ ہے ایک پرزوہ ہے۔ اس کے لئے اس کائنات میں عالمین قدرت اور فطرت کے ہم آہنگی، یگانگت و یکانیت، دوستی اور تعلق رشته جوڑ کر رہنا ہوگا۔ مثلاً سورج ہر روز اپنے وقت پر طلوع ہوتا ہے۔ اور اپنے دن بھر کے کام کاچ میں مشغول ہوجاتا ہے۔ اس کا کام شروع ہے۔ اس کے بصیر کے طلوع کے سائے درختوں پر پہاڑوں پر عمارتوں پر منکشوں ہو کر سائے بناتے ہیں۔ بصیر کے وقت سا یہ بہت متاخر ہوتا ہے یعنی دیر کے لئے رہتا ہے۔ قرآن کہتا ہے انسان خود کو اس نظام کے ہم آہنگ کرے اس کے ساتھ یکانیت پیدا کر لے۔ یعنی علی ال بصیر سورج کے طلوع سے پہلے اسے بصیر کی منتظر نماز دور کعت فرض ہے وہ پڑھے اللہ کو یاد کرے سجدہ کرے اور خود کو طلوع آختاب سے درختوں کے سایوں کی طرح جو اللہ کے آگے سجدہ ریزی کی حالت میں ہوتے ہیں خود کو اس سے ہم آہنگ کر لے۔ اسی طرح جب آختاب غروب ہوجاتا ہے اور چاند لٹک جاتا ہے تو دنیا کے سارے کام کاچ بند ہو کر آرام اور نیزد کا وقت ہوتا ہے مویشی پرندے اپنے اپنے ٹکانوں اور گھونسوں کی طرف چلے جاتے ہیں۔ انسان کو بھی چاہیے کہ وہ بھی شام ہوتے ہی اپنے گھر ٹکانے پر آجائے۔ رات اپنے بال بجوں کیا تھا گزارے آرام کرے۔ اپنی نیزد پوری کر کے دوسرے دن بصیر کے لئے تازہ دم ہو کر علی ال بصیر پھر اپنا کام کاچ شروع کرے۔ یہ نظام الاؤقات زندگی کا بنا کر کم

دیا گیا ہے۔ "اللَّهُمَّ وَاتَّقِرْ بِحَيَاةٍ - وَاجْعُمْ وَاتَّبِعْ بِمَوْتًا" ۵ "صبح و شام سورج اور چاند سے اپنے اوقات کی مطابقت کرے۔ صبح و شام کائنات ساری جب اللہ کے آگے سجدہ کی حالت میں ہوتی ہے تو انسان تو اشرف مخلوق ہے وہ کسری اللہ کی عبادت اور بندگی سے محروم رہ سکتا ہے۔ یہ ایک مثال ہے قرآن کی، بُلاحت کا کمال ایک چھوٹی سی آیت میں، ایک پروگرام زندگی کا صبح و شام کا نظام اللوقات انسان کے ہاتھ میں دیدیا کہ یہ کتنا ہے۔ اس طرح صحت و تند رستیِ اسلامی فاصلہ رہتی ہے۔ وقت کی قدر اسکی اہمیت ہوتی رہتی ہے۔ دن کے پانچ اوقات پابندی سے نماز کے لئے مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ فجر۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب اور عشاء۔ پہلے دور کعبت سے دن شروع کرو۔ جلدی کا وقت ہے۔ درمیان میں کوئی نماز عبادت نہیں ہے۔ اگر دوپہر سے پہلے سورج نہلنے کے بعد کوئی نماز پڑھو گے وہ قبول نہیں کیجا سکے۔ زوال کے بعد جب سورج کچھ دیر کھڑا ہو جاتا ہے تم بھی وقفہ کرو۔ ظہر کی نماز ادا کرو۔ روٹی کھاؤ۔ آرام کرو۔ شام گھر واپسی سے پہلے چار رکعت پڑھو عصر کی نماز بہت اہم اور ضروری ہے۔ یہ آسانوں میں ریکارڈ کیجا تی ہے اپنے نام کو اس میں شامل رکھو۔ عصر کی نماز ت بھولو اور نہ ناغہ کرو۔ عصر کی نماز کی قضاۓ بھی نہیں ہوتی۔ یہ یاد رکھو جس حالت میں ہو سواری میں ہو۔ سفر میں ہو۔ نماز اشارے سے اسی حالت میں ادا کرو۔ وضو کی حالت میں پاک صاف ہمیشہ رہو۔ مغرب اور عشاء آرام کا وقت گھر میں اطمینان سے منت لفل کے ساتھ نماز ادا کرو۔ دن بھر کے کام کا شکر یہ احسان بھی ادا ہوگا اللہ کی یاد سے دل کو چین و فرحت بھی حاصل ہو گا۔ عشاء کے بعد فجر کے طیور ہونے تک کوئی نماز نہیں ہے اور نہ قبول ہو گی۔ یہ آرام کا وقت ہے آرام کرو۔ عشاء کے بعد نماز کوئی نہیں ہے یاد رکھو وہ سچے کے بعد رات کا تیسرا اپنے ہے اگر اللہ توفیق دے تو تجدید کے لئے امبوح یہ نماز نفل ہو گی، فرض نہیں ہے۔ پڑھو تو ثواب ہے نہ پڑھو تھاری مرضی احتیار ہے موآخذہ کچھ نہیں ہو گا۔ یہ ایک پروگرام ہے دن رات کی عبادت سجدوں کا جو قرآن انسان کی فطرت و قدرت کے مطابق مسلمان کے ہاتھ میں لکھ کر دیدیا ہے۔ اس پر عمل کرو۔ انسان کی علامۃ البیان ہونے کی خوبی اسی میں ہے۔ اللہ کی دھیمہ ساری نعمتیں اللہ نے ہمیں عطا کی ہیں کہ تم اللہ کے بندے ہو اور اس کی بستریں تخلیق ہو۔ علم القرآن کے منصب پر کلائے گئے ہو۔ اور تم صرف اللہ کی بندگی اطاعت سجدوں کیلئے پیدا کئے گئے ہو۔ جنات کو بھی اسی مقصد سے پیدا کیا گیا ہے۔ اس سوتھی دنون مخلوقات یعنی ناکی اور آنکھی سے قرآن خاص طور پر مخاطب ہو رہا ہے۔ اللہ

کار رسول آخری ان دونوں کے لئے رسول رحمت بنالر بھیجا کیا ہے۔ رحمت اللہ علیہن ہے۔ جنات اور انسان دونوں کے لئے ہے۔ قرآن کی پدایت و نصیحت تکاوت ترسیل ضروری رسمی گئی ہے۔ دن کے اوقات انسانوں کو دیئے گئے ہیں اور رات کے اوقات جنات کے لئے منصوص کے گئے ہیں۔ اس لئے دونوں کے الگ الگ نظام الاوقات بنادیے گئے ہیں۔ دونوں کو اس کا پابند کیا گیا ہے۔ مگر جو لوگ اس کے خلاف عمل کرتے ہیں اور اُسی چال چلتے ہیں ان کو سزا بھی ان ہی کے اس کٹے عمل سے ملتی ہے۔ ایک تو صحت تدرستی و سلامتی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ رات کو دیر تک گھر سے باہر عیش و نشاط کی مخلوقوں کی صحبت و سُنگت میں ان کے ساتھ شیطان بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ وقت تو ان کے لئے منصوص ہے۔ انسان خواہ منواہ جا کر ان میں شریک ہو گیا تو انسان اور شیطان میں دوستی اور تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ شر اور فاد کے فتنے اللہ کی نافرمانی کے کام راتوں میں زیادہ ہونے لگے ہیں۔ اس نے حکمت و مصلحت قرآن کی پدایت اور نصیحت سے ملی گی۔ اس قرآن سے دوسرے ہو جاؤ گے تو صحت و سلامتی تدرستی خطرے میں ہے اور وکھ بیماریاں رنج و غم زندگی کے ساتھ شریک ہو جائیں گے۔

اللہ اپنی نعمتیں لوگوں کے لئے اندرازوں اور بیسانوں میں ان کی تقدیروں میں لکھ دیتا ہے۔ اسی حساب سے اور مقدار و پہمائے سے نعمتیں ملتی رہتی ہیں۔ جنات اور انسان دونوں کے لئے یہ اللہ کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ دونوں کو اس دنیا میں رہنے کا ساوی حق دیا گیا ہے۔ دونوں ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ انسانوں کے جطروح فتنے الگ الگ ہو گئے، ہیں ان میں نیک اوصاف کے سیدھی راہ وآلے۔ غلط ملک کے عقائد کے ٹیکھی راہ انتیار کرنے والے بھی، ہیں۔ اسی طرح جنات کے بھی فتنے الگ الگ ہیں۔ جنات اور شیطان۔ ابلیس۔ دیوبندیہ کی اقسام اور گروہ جماعتیں بن گئی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ آئشی مخلوق بظر نہیں آتی مگر ساتھ ساتھ رہتی ہے اس کا اور اگ اور شعور انسان کو نہیں ہوتا۔ کہ وہ بھی ہمارے ساتھ ہمارے کاموں میں ہمارا ہاتھ بٹاتی رہتی ہے۔ لیکن مسیح جن وہ ہیں جو مسلمان ہیں، صاحب ایمان اور یقین و آخرت رکھتے ہیں۔ قرآن سے پدایت و نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ وقت پر نماز کی پابندی اور احکامات قرآن کی پیروی کرتے ہیں۔ قرآن ان سے قابل ہے۔ اسی طرح انسانوں کے مختلف فتنے اور گروہ بن گئے ہیں۔ ان میں ایمان و یقین والے، اللہ کے اطاعت فرمائ بردار مسکی وصلع بندھے بھی، ہیں جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں، قرآن پڑھتے

ہیں قرآن کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ حقیقی مسلمان ہیں ان سے قرآن مخاطب ہے۔ دونوں سے اس سورت کا تناول ہے۔ اللہ نے اس دنیا میں ہر چیز متناو اور مختلف جوڑوں میں بنائی ہے تاکہ ایک دوسرے کی شناخت و پہچان ہو۔ ایک دوسرے کی اہمیت اور ضرورت کو جتنا یا جائے کہ دونوں لپنی اپنی طبقہ اہم ہیں۔ اس میں اللہ کی قدرت اور نشانیاں ہیں۔ اسی طرح دو سمندروں کا ذکر ہے ایک کھارے پانی کا اور دوسرا میٹھے پانی کا۔ دونوں کے اندر مخلوقات ایک جیسی ہی ہیں۔ مگر ان کی اس علیحدگی سے ان کی فطرت و خلقت نہیں بدلتی۔ فطرت ایک جیسی ہی رہے گی۔ مخلوق اللہ کی ایک جیسی ہے۔ وہ بھی اللہ کی اطاعت اور بندگی کی پابندی بنائی گئی ہے۔ سمندر بھی اطاعت اور بندگی کے پابند ہیں۔ جہاں دو سمندر جیسے بحر قلزم اور بحر اوقیانوس الگ الگ ہیں۔ وہ اپنی انفرادیت برقرار رکھتے ہوئے جب دو سمندر ایک جگہ آپس میں ملتے ہیں تو وہ گھم نہیں ہو جاتے بلکہ مل کر اشتراک عمل سے ساتھ ساتھ کچھ دور چلتے ہیں پھر وہ ایک دوسرے سے ایک لکیر بنا کر علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ کھارا پانی الگ اور میٹھا پانی الگ ہو جاتے ہیں یہ سب کچھ قدرت کے نظارتے ہیں۔ اللہ کی اطاعت اور بندگی کی مثالیں ہیں۔

اسی ہی ایک مثال سمندروں کے اندر سے گرم پانی کے چھے آتش فشاں پہاڑوں کا نکلا ہے۔ کھاں آگ اور آتش اور کھاں آب و پانی۔ دو متناو مختلف چیزیں ایک دوسرے کے ساتھ اشتراک اور تعاون کرتی ایک ہی سمندر میں مل کر رہتے ہیں۔ یہ اللہ کا حکم ہے اور حکمت و مصلحت اور منشاء ایزدی ہے کہ ان کو اس طرح رہنا ہے اور ساتھ ساتھ چلنا ہے۔ اپنی اپنی انفرادیت بھی برقرار رکھتا ہے۔ اور دیکھنے والے تمیز نہ کریں کہ کون کیا ہے۔ کھاں، اس درجہ اور کس مقام پر ہے۔ سمندری تخلیقات میں گلوموٹی کو کہتے ہیں اور مرجان سُرخ مُونگ کو کہتے ہیں۔ موتی اور موٹنگے صرف کھارے پانی میں پیدا ہوتے ہیں۔ میٹھے پانی میں نہیں پائے جاتے۔ عنبر موتی کی وہ شکل جو تکمیل کے مرحلے میں ادھوری ہو کر موتی نہ بن سکی۔ انسان اور جنات دونوں خاکی اور آٹھی مخلوقات الگ الگ بنائے گئے ہیں۔ اطاعت اور بندگی ایک اللہ کی ان پر فرض اور واجب ہے۔ اسی دنیا میں دونوں کو ساتھ ساتھ مل کر رہنا ہے اور اپنی اپنی انفرادیت باقی رکھتے ہوئے اللہ کی اطاعت اور بندگی میں زندگی گذارنی ہے۔ اللہ کے احکامات کے دونوں پابند ہیں۔ قرآن کی ہدایت و نصیحت دونوں کے لئے اللہ کے رسول کی اتہام اور پیروی دونوں کے لئے ہے۔ قرآن کہتا ہے اعتدال اور توازن سے انصاف اور حُدُل

اہم ہے۔ کسی کو اجازت نہیں کر بے انصافی سے خدا کے مقررہ نظام میں گڑبرڈیا فسا و اور خرابی پیدا کرے۔ دونوں کو پابند کیا گیا "اللّٰهُ تَعْلَمُ فِي الْمِيزَانِ" ۝ اس نظام عدل و انصاف تواریں و اعتدال میں کوئی بغاوت، نافرمان و سرکشی یا ذبندگی مارنے کی کسی کو بھی اجازت نہیں ہے نہ احتمالی اور نے انفرادی زندگی میں عدم توازن ہوگا۔ نہ نا انصافی ہوگی۔ یہ زندگی صرف اعتدال اور توازن سے بُرَّ ہوگی۔ بے اعتدال کی کرو گے صحت بر باد ہو گی سلامتی کو خطرہ رہیا گا۔ بیمار پڑو گے دکھ بیماریاں چاروں طرف سے گھسیر لیں گی، پھر خدا کی عبادت کے بھی لائق نہیں رہو گے۔ قرآن پابند کرتا ہے عدل و انصاف کی، توازن اور اعتدال کی زندگی بُرَ کرنے کا۔ اپنے کاروبار و معاملات میں بھی انصاف و عدل رکھو۔ حقوق اور فرائض کی پابندی میں بھی اعتدال و توازن رکھو سورت کی ابتداء میں عبادت کے لئے بھی توازن اور اعتدال کے ساتھ دن رات کے پانچ اوقات مقرر کر دیتے گئے ہیں۔ فر کی اذان سے عشاء کی اذان تک زندگی میں اعتدال و توازن قائم رکھو۔ یہ قرآن کے نظام اللوقات ہیں۔ گھرگاروں اور نافرانوں کے لئے بُرَزخ کا مقام تجویز کیا گیا ہے۔ اس کا محل و قوع اور پستہ بتایا گیا کہ وہ جگہ دو سمندروں کے بینے انتہائی گھرائی اور ساری کی میں سُرث چنانوں کے نجی رکھی گئی ہے۔ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ" اور گھرائی کے لئے کہا گیا ہے ان کی جگہ "فِي الدُّرُكِ لَا سُقْلَيْنِ" نجی بُرَت گھرائی میں دو پہاڑوں کے چنانوں کے درمیان۔ ان کو موت کے بعد قبر کی زندگی میں آخرت تک رکھا جائیگا۔ ان میں جن اور انسان دونوں شامل ہیں۔ دوزخ دونوں کے لئے ایک ہی جگہ ہے۔ البتہ دوزخ کے ایسے دروازوں کا ذکر ہے جو اپنے گناہوں و بد کاری نافرمانی اور سرکشی کے لحاظ سے الگ الگ درجوں میں تقسیم ہوں گے۔ مگر اگل جسم کی ایک ہی دونوں کے لئے ہوگی۔ البتہ جہاں جنت کے انعامات کا قرآن ذکر کرتا ہے وہ دونوں کے لئے الگ الگ درجے ہیں۔ جہستان، عینان، تجزیان، چشمی سُرث بہتے پانی کے الگ الگ ہوں گے۔ ان میں انسانوں کی جنت الگ اور جنات کی الگ الگ ہوں گی۔ یہ تقسیم اللہ نے رکھی ہے۔ جس کا ذکر اس سورت میں ہو رہا ہے۔ دونوں کے لئے باغ الگ الگ ہوں گے۔ دونوں کی خدا میں چونکہ اس دنیا میں الگ الگ اگل اللہ کے رسول نے کروی ہیں (حدیث کا حوالہ ہے) وہ خدا جو ہم استعمال کرتے ہیں، رجن اور شیاطین استعمال نہیں کرتے۔ اس لئے اس جنت کے باغوں میں الگ الگ پل میں جناتوں کے لئے الگ اور انسانوں کے لئے الگ الگ ہونگے۔ قرآن بار بار اپنی دونوں ملوقات سے پوچھتا ہے کہ خدا کی ساری رحمتیں تمہارے لئے مفت عطا ہوئیں اور تم اللہ

"جالیس سے زیادہ جگہ اس آیت کا بار بار ذکر آیا ہے۔ اور اس طرح پوچھا گیا ہے۔ اس ناشکری کے باوجود اللہ سب کی دعائیں سنتا رہتا ہے۔ سب کی حاجات و مسٹ مرادیں پوری کرتا رہتا ہے۔ سب کام اللہ کی مرضی حکمت و مصلحتِ مشاء کے دنیا میں ہر وقت ہوتے رہتے ہیں۔ کار و بار دنیا کو اللہ ید بر الافر جلاتا رہتا ہے۔ ایک دن مقرر ہے۔ جب یہ ساری کائنات چلتے چلتے ایک ثنت رک جائیگی۔ شیر جائیگی۔ وہ روز قیامت کا ہو گا۔ ہر چیز فنا ہو جائیگی۔ ایک دوسرے سے جدا جدرا ہو کر ختم ہو جائیگی۔ کوئی باقی نہ رکھے گا۔ صرف اللہ کا نام الحی القیوم باقی رکھے گا۔ اسی کی حدالث ہو گی۔ کہاں وہ رونق اور چہل پہل وزیر و زینت "کل دیوم مخصوصی شان" اور کہاں "کل من علیها فاتح" خدا کی حدالث میں جنون اور انسانوں دونوں کو اٹھا کیا جائیگا۔ دونوں سے سوال و جواب ہوں گے۔ دونوں کے اعمال نامے توڑے اور وزن کے جائیں گے اور ان کو دکھا دیئے جائیں گے کہ دیکھ لواپنے اپنے کرتوت اور کارنا مے جو دنیا کی زندگی میں تم نے انجام دیئے اور خدا کو بھولے ہوئے تھے۔ اور اس دن یوم آخرت کا تم کو یقین نہ آتا تھا۔ روز قیامت تم خدا کی گرفت سے بچ کر کہاں جاؤ گے؟ اور کہاں پناہ ملیں اگر تم بھاگ کا جا ہو تو جاؤ۔ بھاگ جاؤ۔ آسمان کے کناروں سے بھی آگے نکل سکتے ہو تو نکل جاؤ۔ مگر تم بھاگ کر بھی خدا کی گرفت سے نہیں بچ سکتے۔ جنات کو مقدور حاصل ہے کہ فضائل میں اڑان لگا سکتے ہیں مگر وہ کچھ نہیں گر سکتے۔ اللہ کی حدالث دونوں سے برابر پوچھ کچھ کرے گی۔ خدا کی حدالث اور سیزان سے کوئی بچ کر نکل سکتا ہے۔ الصافت ہر ایک کے ساتھ ہو گا۔ یہ زندگی دو فوں کے لئے ہے اور موت دونوں کے لئے لکھدی گئی ہے۔ شیطان اور جنات دو الگ الگ قوم ہیں۔ شیطان جو قیامت کے دن تک صفات پر چھوڑا گیا ہے، اسکو خاص اجازت پادرگاہ ایزوی ہے ملی ہوئی ہے۔ یہاں جنات کا ذکر ہو رہا ہے جن کے لئے موت ہے۔ قبر کا عذاب ہے۔ آخرت سے جنت اور دوسرخ ہے۔ جنت کی تحریک لوگوں کے اعمال و حسنات اور درجات کے مطابق ہو گی۔ اسکی سراحت کی کمی ہے۔ پہلا صد اور حق ان مسی صلح نیک لوگوں کا مسی موسوں کا ہے جن سے اللہ نے دنیا میں وعدہ کر رکھا ہے ان کے لئے اعلیٰ مقام جنت الفردوس اور جنت عدن کے نام آتے ہیں۔ یہ سایقون الالوں صاحبہ رسول اللہ کے لئے منصوص ہے۔

دوسری قسم جنت کی دوسرے درجے کے مستین ح صالحین اور سابقون الالوں کے بعد آنیوالوں کے لئے منصوص ہے جنکے بڑے مرائب اور درجات ہیں۔ اولیاء اللہ، بزرگان و میں، جنیں اللہ کی معرفت کے انعامات ملے ہیں، ان کے بھی، اعلیٰ اور ادیم درجے ہیں، اکر، الحافظ

سے اُن کی جنتیں بھی الگ الگ بنائی گئی ہیں۔ اُن کے لئے جنت کے باعثات، پہل و شرائط کے علاوہ دیگر کھانے پینے اور مشروبات کی افراط ہے۔ اور دل جو جائے گا طلب کریں گے اور وہ ملے گا۔ انسان کی دنیا کی طلب اور زندگی اور آخرت کی طلب و زندگی میں کوئی فرق نہیں ہو گا۔ فرق صرف نفس امادہ کا نفس کی ترغیبیات اور مطاببات نفس کی محکمل کا ہے۔ اور وہ وہاں نہیں ہو گا۔ قصور وار ہونے کے سے پہلے آدم جنت میں جس حاکت میں رہتا تھا وہی حالت آدم کی اولاد کی بھی ہو گی جو والدت جنت ہونگے۔ متین صالحین اور اصحاب الیمن والوں کی مبوگی۔ اُن کے لئے وہاں خوبصورت گنواری۔ بڑی بُخی آنکھوں والی حوریں جنت کے لوگوں کا استعمال کریں گی۔ اور اُن کی خدمت بجا لاسیگی۔ اُن کی ہر طرح دلپیشی کے سامان وہاں فراہم ہوں گے۔ یہ اللہ کی نعمتیں دنیا کی طرح آخرت میں بھی عطا ہوں گی۔ انسان اللہ کی کوئی کوئی نعمتوں کا انعام کر لے گا۔ شکر گذار کیوں نہیں ہوتا۔ جنت کی حوروں کے لئے بھی پردہ رکھا گیا ہے۔ فرمایا گیا کہ "حور مقصوداتِ فی الْحَیَاةِ" ۵ "حُسْنٌ اور خوبصورت ماءِ جبیں دریخنے کی رچیز ہوتی ہے۔ پشد کرنے کی رچیز ہوتی ہے۔ انسان کی دلی خواہش ہوتی ہے۔ کہ حسن و آرائشِ جمال اسکی دید اور نوید صرف اس کے لئے منصوص ہو۔ اس کو دوسرا نہ اسکی طرف دیکھے اور نہ اس کو ہاتھ لگائے اس لئے حُسن کو دوسروں کی نظر و سے بچا کر رکھنے کی تاکید کر رکی ہے۔ پردہ ضروری رکھا گیا ہے۔ حوریں اپنے اپنے ڈیروں اور خیشوں میں چھپی ہوتی پردے میں پیشی اپنے اپنے مسقی صلح بندوں کا انتشار کر رہی ہوں گی۔ اللہ نے اس کی ضمانت دی ہے کہ اُن کو حُسن لوگوں کے لئے منسوب کیا گیا اور منصوص کیا گیا ہے اُن کے علاوہ کسی اور انسان اور جن بے انتہی نہ دیکھا ہے اور نہ کسی نے چھواہی ہے۔ "لَمْ يَظْهُسْ رَأْنُسْ قَلْمَرْمَرْ قَلْمَرْمَرْ قَلْمَرْمَرْ"۔ قبای الاد ریکما تکذیبیں ۵ "اسے انسان اللہ کی کوئی نعمتوں کا شکر بجا لائے گا اور کہن کوئی نعمتوں کو جھٹکا نہیں گا۔ یہ بت اللہ کے کرم احسانات انعامات ہی تو ہیں۔ لوگو! اللہ کو مانو۔ اللہ کے بندے بن جاؤ۔ اور اللہ کی اطاعت اور بندگی میں زندگی بسر کرو۔ اللہ کے انسانوں پر بُست سے احسانات اور انعامات ہیں۔ اُن کا شکر یہ احسان صرف اسی صورت میں ادا ہو سکتا ہے۔ کہ دنی رات اللہ کی یاد اس کا ذکر۔ اسکی نسبت کرتے رہو۔ نماز کی وقت کی پابندی سے ادا فی کرتے رہو۔ روزہ کی اور زکوٰۃ کی پابندی رکھو۔ اپنے اعمال کی اصلاح کرتے رہو۔ اللہ کا ذر خوف دل میں رکھو۔ اپنی زندگی میں آخرت کا یقین رکھو۔ قرآن کی تلویث روزانہ رکھو۔ نصیحت و پدایت روز ملتی رہی جاہیئے تاکہ روز تصوری تصوری نصیحت حافظہ ملے جائے۔ میراث آنحضرت اک مالاہات نہیں گا، میراث جان، میراث علم، آدمی میراث ہے، اسے تھے۔

قائم رہے۔ اللہ بریتِ رحمت و بُشْرَیٰ اور عظمت والا ہے۔ اُنکو مت بھولواں کا ذکر اسکی بسیع
کے لئے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل تر رہنا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝ لَيْسَ لِوَقْتِهَا كَاذِبٌ ۝ خَافِضَةٌ رَافِعَةٌ ۝

نمبر ۵۶۔ سورہ واقعۃ

چھلی سورتِ الرحمن میں دو الگ الگ جنتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ دو الگ الگ مخلوقات
جن اور انسن کے لئے دو دو جنتوں کا عطا کیا جانا بیان ہوا ہے۔ یہاں اس سورت میں ان جنتوں
کے خصوصیات کی تفصیل ذکر ہو رہا ہے کہ وہ کون لوگ اور کیسے ہوں گے جو ان دو مختلف جنتوں
میں جن اور انسان کے گروہوں میں سے جائیں گے۔ اس سورت کے دو حصے ہیں۔ دوسرے
میں ستاروں کے ہجوم کی قسمِ کھافی کی گئی ہے۔

قیامت کا وقوع ہونا اٹھی ہے۔ اسیں کوئی شک شبهہ نہیں ہے۔ وہ جب آئیجی
اچانک آئیجی۔ خبر بھی نہ ہوگی۔ اور جب اچانک آجائیجی تو اس کائنات میں تہلکہ مجھ جائیجا۔
زمین کپکاٹنے لگے گی۔ ہماری پیٹت اور خوف سے رُزَنے لگیں گے۔ ہر چیز الٹ پلٹ
ہو جائیجی۔ زمین اپنے اندر کی ساری لامائیں نکال باہر کر دیجی۔ زمین پر رہنے والے اعلیٰ طبقے
اوپری ذات والے اور ادنیٰ طبقے نبیچے والے غریب بندے سب برا برا ہو جائیں گے۔ کوئی اعلیٰ
اور ادنیٰ، چھوٹا بڑا نہیں ہو گا۔ بڑے بڑے مغروف سلطان سر کش امیر جو دنیا میں سر بلند اپنے
آپ کو سمجھے تھے زمین پر مدھیر ہو کر نبیچے آجائیں گے۔ جو غریب و خاکسار فقیر اللہ کے
منکر المزاج اس کے ڈر نیوالے فرمان برادر بندے تھے وہ اس دن تسلی اور امکینان کے
مراتب اور درجات بندگی کی بلندی میں آجائیں گے۔ ان کی مختلف درجات میں پھر تفصیل
ہو جائیجی۔

انسان اور جن الگ الگ قطاروں میں سکھڑے ہوں گے۔ دونوں کے لئے زندگی ہے
اور موت ہے۔ دونوں کے لئے فہریتِ محمدی کی اطاعت متابعت ہے۔ اور دونوں کے

سوال جواب ہونیوالے ہیں۔

۱۔ پہلی قسم اعلیٰ اللہ کے وہ نیک صائمین و مسیحی بندے ہوں گے جنہوں نے ابتداءً اسلام میں اللہ کے دین کو امناً و صدقہ کھاتا ایمان لائے۔ غالبت اور مقاصد برداشت کی۔ اور تکفیلیں اٹھائیں اور شہید ہوئے۔ ظلم کی پیکی میں پتے گے۔ اللہ کے رسول کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑتا تھا۔ جان و مال کی قریانی دی تھی اللہ کے رسول کے ساتھ اپنا گھر بیار۔ بیوی بیچے، مال دولت اور شہر چھوڑا۔ جنگ بدر میں شہید ہوئے۔ اللہ نے ان کے جذبہ ایمانی اور اللہ سے دوستی اور اللہ کے رسول کے ساتھی ہونے کی قدر کی۔ ان کو سابقونَ الالوْلُونَ کھا گیا۔ ان کے درجے بلند ترین کئے۔ ان کی جنت کے اعلیٰ ترین درجے اور سب سے اول مقام پر یہ ہوں گے۔

اسی طرح جنات میں وہ جنہوں نے چلتے چلتے راستے میں اللہ کے رسول سے قرآن سنا تھا۔ ٹھہر گئے قرآن کی تکلوٹ سے متاثر ہوئے تھے۔ اس پر اسی وقت ایمان لائے پھر اپنی قوم میں واپس گئے اور یہ سارا حال سننا کہ ان کو بھی راغب کیا تھا۔ جنہوں کی ایک جماعت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر کہ ہوئی تھی اور انہوں نے ایمان قبول کیا تھا۔ حضور ﷺ میں اپنے عالم سے درخواست کی کہ ہم انسانوں سے مختلف قوم ہیں۔ ہمارے لئے دین کی تعلیمات اور قرآن کا علم سکھنے اور سکھانے کا الگ سے استظام کیا جائے۔ اللہ کے رسول نے ان کے لئے ہفتہ میں دو دن مقرر کر دیئے تھے۔ عشاء کے بعد (جنت والا) کہ سے مقبل (ان کو جمع کرتے اور ان کو تعلیم دیتے اور قرآن سکھاتے اور نماز کا طریقہ بتاتے تھے۔ اس کا ذکر احادیث نبوی میں میں آیا ہے ذکر اور حوالہ قرآن نے سورہ جن میں دیا ہے۔ کہ میں جہاں جنہوں کو تعلیم دیجاتی تھی وہاں اب مسجدِ جن قائم ہے۔ یہ انسانوں اور جنات کی سابقونَ الالوْلُونَ کی منصوص جماعت ہے۔ ان کے بعد کوئی ان کے اس مقام کو نہیں پہنچ سکتا۔

۲۔ دوسرا قسم نیک، سنتی اور صلح موسیین اور جنات کی جماعت ہے۔ جنہوں نے قرآن پڑھا۔ قرآن کی تعلیمات کے مطابق زندگی گذاری۔ اللہ کے رسول کی اتباع اور پیروی میں نیک، سنتی صلح بن کر دنیا میں رہے۔ نماز کی پابندی کی زکوٰۃ صدقہ اور خیرات دیتے رہے۔ روزِ قیامت کا یقین کیا۔ دنیا میں رہتے ہوئے پسی آخرت کی لکھ اور تیاری کرتے رہے تھے۔ یہ اصحابِ الیتیں کھلائے۔ روزِ قیامت اللہ کی عدالت میں یہ سرخ رو ہوں گے۔ ان کے اعمال ناتسے ان کے سید ہے ہاتھوں میں ہوں گے، یہ جنت کے میراث بنائے گئے ہیں۔ یہ دو الگ جنگیں ان دو مختلف گروہوں، سابقونَ الالوْلُونَ اور اصحابِ الیتیں کے حصے میں آئیں گی۔

ہے۔ پیسراںی حجاجت ناواریاں کی مسلمان اسلام، مناصیں اور سریں میں یہ جو باری اللہ کے سر کشی لوگوں کی ہو گئی جنہوں نے دنیا کی زندگی ہی کو اپنا یا تھا۔ پسی آخوند کو بھول گئے۔ اللہ کو کبھی یاد نہیں کیا۔ نہ قرآن پڑھا اور نہ قرآن کے احکامات پر کبھی عمل کیا۔ اپنی من مانی نفاذی خواہشات کی زندگی گذارتے رہے۔ آخوند کو اور موت کو بھولے ہوئے رہے۔ ان کے اعمال ناتھے ان کے بائیں ہاتھوں میں ہوں گے۔ اس طرح ان کی شناخت ہوگی۔ یہ اصحاب الشہادت کی سمعان اور درزخ ان کا مظہرانہ ہو گا۔

روز قیامت جس کا وقوع ہو گا۔ اس دن لوگوں کی یہ تین اقسام تین مختلف گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ اور جنت کے مستحقین اپنی لپنی جگہ پر پہنچادیے جائیں گے۔ یہ غیب کی قیامت کے بائیں آج قرآن سن رہا ہے۔ اور پہلے سے خبردار کر رہا ہے۔ اگر قرآن نہیں پڑھو گے تو یہ خیب کی بائیں کس طرح معلوم ہوں گی۔ اور تم کس طرح خبردار ہو سکتے ہو؟ صرف اللہ ہی غیب کی، روز قیامت کی حقیقت سے باخبر ہے۔ اور قرآن کے ذریعہ سناتا رہتا ہے۔ پھر بھی تم قرآن نہیں پڑھو گے! اسکو پڑھئے بغیر اس دنیا سے رخصت ہو جاؤ گے تو تم اپنا ہی نقصان اور اپنی عاقبت خرآب کرنے کے خود ہی ذمے دار ہوں گے۔

قرآن کیا ہے اور کیسی غیب کی بائیں بتاتا ہے اگر تم جان لو۔ اور مان لو تو یہ قرآن قسم کیا کہ بیان کرتا ہے کہ اسکی ایک ایک بات اور ایک ایک خبر اور ایک ایک وحدہ حق اور حق ہے۔ یہ کتاب آسمانوں سے لوح محفوظ سے آثاری گئی ہے۔ جو چیزیں بھی آسمان سے زمین پر پہنچے اُتری رہتی ہیں وہ محدثت کی رحمتیں وہ رکھتیں ہیں اور اللہ کا امر، یہ بر الامر کی بے شمار حقیقتیں ایسی ہیں جن پر ہم ہمود ہمیں کرتے۔ مگر یہ بتوانیں قدرت کے مطابق سب کچھ ہوتا رہتا ہے۔ آسمان پر اللہ کا نظامِ سماں، سورج، ہاند اور ستارے سب اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ ستاروں کے ٹالے اپنے اپنے راستوں پر راتوں کو سفر کرتے چلتے رہتے ہیں۔ ان کا ایک مجموعہ نجوم ۳۸ ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کرتا رہتا ہے۔ اس کو انگریزی میں کا ٹائلشن (Constellation) قوس کہتے ہیں۔ جو اس کائنات کے آفاقی نظام میں اکثر دوسرے کا موضوع ہے۔ یہاں قرآن کی اس سوڑت کی آیت ۲۵-۲۶ کے حوالے سے اس طرف توجہ دلانی کی ہے۔ اور اسکی قسم کمائی گئی ہے کہ تم اسکو جان سکو۔ فلا قسم بموافق النجوم اللہ قسم کھاتا ہے اس بات کی جو موافق النجوم ہے جو بہت بلند اور اونچی

۳۴

قسم ہے۔ وانہ لقسم نو تعلیم عظیم ۱۵ اگر تم اس کی حقیقت جان لو تو تھیں روز قیامت کا
یقین آجائے گا۔

ستارے انسانوں کی قیمت پر تاریخ پیدائش پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔ مثلاً جو لوگ
مریخ۔ مشتری۔ زحل۔ عطارد کی پوزیشن پر پیدا ہوتے ہیں ان کی تاریخ پیدائش سے ان کا کچھ بھی
نہ کچھ تعلق ضرور ہوتا ہے۔ وہ ستارے اس پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔ ستارے اپنا اثر بچے
کی پیدائش کی تاریخ پر ڈالتے ہیں۔ یہ علمِ نبوم کی حقیقتیں ہیں۔ عرب قبائل صابئی عقیدے
میں جو سو میری دور تہذیب سے چلا آ رہا تھا اس کے ماتنے والے اور نبوم کی پرستش و پوجا اسی
لئے کرنے کے قابل تھے۔ قرآن نے سورہ ۵۳۔ وَلَمْ يَمْسُكْ بِهِ الْقَرْآنُ أَوْ سُورَةٍ ۵۶ واقع کی
آیت ۷۵۔ ۷۶ میں حوالہ دے رہا ہے کہ نبوم اور مجمع النبوم کی حیثیت اور حقیقت اللہ کی
دی ہوئی ہے۔ اور وہ اس کی قسم کھاتا ہے۔

ماہرین نبوم کا ایک تظریہ در حرم انہوں نے پیش کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہر بیش
(۲۰) برس بعد اس کائنات کے نظامِ رسمی کے دو بڑے ستارے زحل اور مشتری جب سفر
کرتے ہوئے اپنے قرآن میں آ جاتے ہیں تو ان کی وجہ سے ان کے اثرات زمین پر ایک حادثہ
اور واقعہ کی صورت میں نمایاں ہوتے رہتے ہیں۔ یہ دونوں ستارے اسقدر عظیم البلاش اور وزنی
ہوتے ہیں اگر کبھی یہ اپنی مقررہ رفتار سے چلتے ہوئے ایک دوسرے کے مقابل اور سیدھے میں
آ جائیں تو قیامت ہو جائیگی۔ سب کچھ ختم ہو کر رہ جائیگا۔ قیامت کا وقوع بموافق النبوم کے
سبب ہو گا۔ قرآن خبر دے رہا ہے اگر تم کو یقین نہیں آتا تو قرآن قسم دے کر یہ بات
ذہن نہیں کراہی ہے۔ اگر تم جان لو قیامت کا وقوع۔ کی طرح ہو گا!!

یہ دونوں بھاری بھر کشم ستارے اپنی گردش میں اپنی رفتار سے چلتے پھرتے رہتے
ہیں۔ قرآن میں بھی آتے اور جاتے رہتے ہیں۔ لیکن مقابل اور سیدھے تک کبھی نہیں آتے۔
اللہ کا حکم نہیں ہے۔ راستہ کاٹ کر دو جارہ گری کے فاصلے سے ایک دوسرے کو عبور کر کے
گذر جاتے ہیں۔ لیکن اسقدر قریب سے گذرنے اور راستہ کاٹ کر چلنے کا اثر بھی زمین پر اکثر
نمایاں ہوتا رہتا ہے۔ اس کو ہم زمین کے رو نما ہونیوالے حادثات میں دیکھتے رہتے ہیں۔ مگر
ان پر غور و فکر کرنے کی نہ فرصة ہے اور نہ خیال اور نہ عقل و سکھ ہے۔

مثال کے طور پر ۱۹۸۸ء کی اخبارات میں کسی ماہر نبوم نے پیش گوئی کی تھی کہ نظام
شمس کا کچھ بڑے ستارے قرآن کی حالت میں آنیوالے ہیں۔ کسی نے توجہ نہ دی اور نہ

کسی کو اس نبوم کے علم کا اعتبار اور یقین ہے۔ ۱۹۸۸ء میں ایک بڑا واقعہ رونما ہوا۔ انسانی موت کا چکر بعض پر اسرار قوتوں کا تابع بننا۔ صدر پاکستان کا غمومی سفر کے دوران طیارہ اپنے ۳۴ رفقاء کے ساتھ زمین میں دھنادیا گیا۔ وہ بڑے بڑے جنرل اور ۲۳ رفقاء چشمِ زدن میں پراسرار قوت کا شکار ہو گئے۔ اس کی کوئی تاویل اور تشریخ نہ ہو سکی۔ اس سے پہلے راؤ پینڈھی اور جڑی کیتھ کا حادثہ بھی کوئی معمولی حادثہ نہ تھا۔ جس میں اچانک قیامت صفری برپا ہوئی۔ یہ سب مواقع الجوم کے زیر اثر ہوتا رہتا ہے۔ اس واقعہ کو حجہ ۵۰ عنوان ہے۔ سورہ الشوریٰ کی آیت ۲۹ میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ اللہ کی آیات اور نشانیاں آسمان کے کروں میں اور ستاروں کے ہجوم میں ان کے گردش کے مقامات اور مواقع نبوم ہیکی سب زمین پر ضرور اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔ یہ اللہ کی مشیت کا قانون ہے۔

قیامت کا یقین کرو۔ موت کو مت بھولو۔ قیامت کی تیاری کر کے دنیا سے چلو۔ یہ مضمون مسلسل سورہ ۵۲۔ سے چلا آ رہا ہے۔ مختلف موضوعات میں۔ ان میں جنت کی تکمیل درجہ بدرجہ اور مستحقین جنت کی خصوصیات بتائی گئی تھیں۔ اب سورہ کے اختتام پر موت کا منظر بیان ہو رہا ہے جو ایک چھوٹی قیامت ہے۔ کسی نیک مستقی صلح بندے کی موت کا جب وقت آتا ہے تو موت کا فرشتہ اللہ کا حکم لے کر بندہ مومن کے سر اپنے آنکھ مٹا ہوتا ہے۔ اور اس کو واپسی کا سلام آخر دلتا ہے۔ اللہ کا مومن بندہ موت سے کبھی گھبڑا تا نہیں۔ وہ تو اپنے مالک حقیقی جسکی اطاعت اور بندگی میں دن رات مشغول رہتا تھا اور اس کے دیدارِ الہی میں بے چین تھا فوراً تیار ہو جاتا ہے۔ وہ موت کے وقت اپنے متعلقین کو گھر بارے کے لوگوں سے باتیں کرتے ہوئے۔ نصیحت و پدایت اور وصیت کرتے ہوئے دنیا سے آرام و سکون سے رخصت ہو جاتا ہے۔ یہ پہلی صفت کے لوگوں کی موت کا حال بیان ہوا ہے۔ جو سابقوں اللوگوں سے ہیں۔ شہداء، صالحین، انبیاء مطیعہ میں۔ دوسری جماعت اصحابِ لئین والوں کی سے ان کی موت کا حال بھی اسی طرح ہے مگر اس سے ذرا مختلف ہوتا ہے۔ موت کے وقت سکرات کا حذاب اور بے ہوشی، غنوڈگی کچھ نہیں ہوتی۔ اللہ کے حکم کے منتظر بندے کے اطاعت میں زندگی گذارنے والے بُنوشی ملک الموت کا پیغام سن کر مسکرا دیتے ہیں۔ اور ساتھ چلنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ انہیں جنت کے انعامات میں آسمانوں میں پہنچایا جاتا ہے۔ یہ تو ان کی زندگی کا مقصد ہی تھا کہ اوپر آسمانوں میں جگہ ملے۔ تیسرا قسم کے وہ لوگ اصحابِ ارشاد، سند اور منافقین، و مشرکین، اور نافرمان، اللہ کے، ساری زندگی دنیا داری کے حصے

وہندوں میں فریب، دھوئے، اور مکاری، عجیاری یاں رمدی مداری، دوستی میں نہیں کیا، اللہ کے نام کی نہ زکوٰۃ دی اور نہ صدقہ و خیرات دیا۔ نہ اللہ کی عبادت و بُندگی کی۔ اُن کی موت کا وقت عجیب ہوتا ہے۔ سکرات کا عالم دنوں اور مہینوں عذاب کا رہتا ہے۔ روح ان کی اندر سے باہر نکلنے کو تیار نہیں ہوتی۔ موت کی بے ہوشی اور غنوادگی میں فرشتہ مر نیوا لے کو وہ راستہ دکھاتے ہیں جس کی طرف اُسکو جانا ہے۔ وہ گھبراتا ہے اس راستے سے۔ اللہ کے فرشتے زبردستی اسکی روح کو اس کی رُگ حَانَ سے کھینچ کر نکالتے ہیں۔ بڑی اذیت سے روح سُحلت کے اندر آ کر اٹھ جاتی ہے۔ اُسکو کھینچ کر نکالتے ہیں۔ اور اوپر آسمانوں میں جب لیجاتے ہیں تو آسمانوں میں ان کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوتی۔ واپس رُپجے، برزخ میں اُن کی روح کو پہونچایا جاتا ہے۔ جان لو! برزخِ حکماں ہے۔ سورہ ۵۵ الرحمن میں جہاں نیکِ مستقی لوگوں کے لئے جنت کے مقاماتِ گنانے ہیں وہاں دو سمندوں کے سیچ گھبرائی میں برزخ کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہاں یہ روؤں میں پہونچائی جاتی ہیں۔ گرم پانی کے چشموں میں عذاب کے گڑھوں میں۔ قرآن اس طرح ایک ایک باتِ کھوول کھوول کر صاف صاف بیان کرتا ہے کہ لوگ عذاب سے بچیں اور قیامت کے دن کے حاضر و کتاب سے بچیں۔ نیک اور مستقی نہیں۔ اللہ کے فرماں بردار صلح و مستقی نہیں۔ جب قرآن پڑھیں گے نہیں تو یہ غیب کی باتوں کی خبر کیسے ہوگی؟ آخرت کی تیاری کی طرح کرو گے؟۔ اللہ سے توبہ کرلو۔ معافی و مغفرت کی دعا کرو۔ فتح بارہم ربک لعظمیم۔

يَسْعَى إِلَيْهِ الْجَنَّةُ الْمُتَّخِذُونَ

سَبَحَ اللَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۝ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ۝

نمبر ۵۔ سورہ الحدید۔

سورہ واقعہ کی آخری آیت فتح بارہم ربک لعظمیم پر ختم ہو رہی ہے۔ جہاں حکم دیا جا رہا ہے کہ اللہ کے نام کا اس کی ذات و صفات کا اورڈ کرتے رہو۔ سچ و شام ذکر اور میمع میں مشغول ہو جاؤ۔ اللہ کا بندہ سے راست تعلق اسی تصحیح سے قائم رہتا ہے۔ اسی لئے اُسکو نماز

کے ہر رکوع میں شامل رکھایا گیا ہے۔ سچان ربی اعظم ۵ پہلی نیج و الی سورت ہے۔
اس کائنات میں روزانہ زمین سے نکل کر اوپر آسمان کی طرف جو جو چیزیں جاتی ہیں۔
ان کو بیان کیا جا رہا ہے۔

۱۔ لوگوں کی روشن جو موت کے فرشتے انسانوں کی روح قبض کر کے اوپر آسمانوں میں
لے جاتے ہیں۔

۲۔ لوگوں کی دعائیں اور معافی۔ توبہ استغفار۔ ہر روز زمین سے اوپر جاتی رہتی ہیں۔

۳۔ مظلوموں کی آہ و بگاہ۔ زمین سے اوپر اٹھ کر آسمانوں میں جاتی ہیں۔ اور بد دعائیں بھی۔

۴۔ لوگوں کی تسبیح۔ ذکر۔ اللہ کی یاد۔ نمازیں۔ دعائیں منت مرادیں نذر نیاز سب اوپر
آسمانوں میں جاتی ہیں۔

اور آسمانوں سے شیخ زمین پر جو چیزیں انتاری جاتی ہیں وہ۔

۱۔ اللہ کی وحی۔ نزول قرآن کی آیات۔ اللہ کی رحمتیں و برکتیں۔ انعامات اولاد۔ رزق۔
بازش۔ بادل۔ بُجلی گرج چمک۔ آندھی طوفان۔ ہوا میں۔ اللہ کے عذاب۔ سنگاری۔
تابکاری۔ رُزگار چمگھاڑ۔ فرشتے حفاظت کرنیوالے۔ اعمال نائے۔ روز ناچے تیار
کرنیوالے فرشتے روح قبض کرنیوالے فرشتے اور ملک الموت۔

آسمان اور زمین کے درمیان روز آنہ آنے جاتے کا ایک رابطہ مسئلہ قائم ہے تو پھر
اے مومن! کیوں نہ تم اللہ سے اسکی رحمت و بخش، عفو و درگذر، انعامات احسانات کی
دعائیں کیوں نہیں مانگ لیتے۔ اور اپنی نمازیں دعائیں اور تسبیح ذکر اذکار اوپر صبح و شام بارگاہ
خداوندی میں کیوں نہیں پہنچاتے۔ تاکہ تم پر اللہ کی رحمت کے سائے۔ اس کے انعامات،
درگذر، رحمت و معافی روز برسی رہے۔ خدا سے بندہ کارابطہ اور رشتہ قائم رہنا ضروری ہے۔
اور اسکی آسان صورت تسبیح اور ذکر۔ اللہ کی یاد صبح و شام۔ سوتے اٹھتے بیٹھتے ہر وقت ہوتی
رسنی چاہیئے۔ لہذا چھلا طریقہ تسبیح اور ذکر کا ہے۔ دوسرا طریقہ نماز پانچ وقت کی پابندی سے
اللہ سے راست تعلق اور رشتہ قائم رکھنا ہے۔ اس میں تسبیح اور ذکر کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

ایک تیسرا طریقہ بھی ہے۔ وہ روز آنہ کی صبح و شام تیلوت کلام اللہ سے اللہ کے نام
کی یاد و ذکر تسبیح ہوتی رہتی ہے۔ چوتھا طریقہ بھی قرآن نے تجویز کیا ہے وہ ہے زکوہ صدقہ و
خیرات۔ قرض حسن، لوگوں کی مدد کرنا، بھوگوں کو پیٹ بھر کھانا کھلانا، ان کی دعائیں لینا جو
لوپر آسمانوں میں راست جاتی ہیں۔ یہ بہترین طریقہ اللہ سے راست رشتہ جوڑنے اور تعلق

کام رکھنے کے ہیں۔ اسی سے تم جنت کے باغوں کے حق دار اور مستحق ہو سکتے ہو۔ یہ جنتیں ساری مستحقین، صالحین و اصحابِ اکیفین لوگوں کے لئے مردوں اور عورتوں کے لئے بنائی گئی ہیں۔ اور ان کو جنت حاصل کرنے کے طریقے سکھلانے کے لئے ہیں۔ قرآن تو غیر کی حکمت و دلنشیزی کی اچھی اچھی باتیں لپیتی سور توں اور صفاتیں میں سناتا رہتا ہے۔

سابقونَ اللّٰهُوْنَ کے خصوصی گروہ اب کھاں ہوں گے۔ وہ اللہ کے رسول کے صحابی اور ساتھی ہے۔ ان کی منزل اور مقام کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ نے ان پر ہر بانی کی ابتداء رہبرت ہے اور جنگ بدر تک ان کو شامل رکھا۔ پھر اس کے بعد ایمان لائیوں کو صلحِ حدیثیہ کے پانچویں سال بک آنے والوں کو ان میں شامل کر لیا۔ پھر تیسری بار قسم کے کے بعد کے آنسیوں نے مسلمانوں کو بھی اس گروہ میں شامل کر کے سردار ان کے کے ان قبائل پر بھی عنایت و رحمت کی، جنہوں نے اللہ کے رسول کو ستایا تھا۔ اور پریشان کیا تھا۔ ان میں حضرت ابوسفیان اور حضرت معاویہ اور ابوالعاص وغیرہ سب سابقونَ اللّٰهُوْنَ میں شامل کئے گئے وہ بست تحفہ لے لوگتے۔

ان کے بعد آنسیوں میں اصحابِ ایمین ہیں اور وہ سب قیامت بک آنے والے اور نیک مستحبِ حملہ زندگی گذاریں گے اللہ نے سب کے لئے جنت کا وعدہ کر رکھا ہے۔ اس سے زیادہ احسان و اکرام اللہ کا کیا ہو سکتا ہے۔ قیامت کے دن پل صراط سے گذرا ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ اندھیرا چاروں طرف۔ تاریکی دوزخ اور جنم جس کی پاریک تنگ ناتھ پل پر سے گذرا ہے۔ ذرا قدم دھکھائے اندھیرے میں تو نجیع دوزخ میں جا گروگے۔ مومنین اور عورت کے لئے جو پلنچ اوقات نماز پڑھتے تھے۔ ان کی پیدائیوں پر سجدوں کے نشان مرد اور عورت کے لئے روشنی پیدا کریں گے۔ ان کے دلوں کے اندر نور ایمان ہو گا جو یقین آخرت ہو گا۔ ان کے دائیں بائیں گھپ اندھیرے میں نور ایمان کی روشنی میں وہ دیکھ سکیں گے۔ اور پل صراط سے آسانی سے گذرا جائیں گے۔ جنکے چہروں پر نہ سجدے کے نشان اور نہ رکوع و سجود کی کوئی کیفیت اور علامت ہو گی اور دلوں کے اندر نہ ایمان اور نہ یقین کی روشنی ہو گی وہاں سخت پتھر دلوں سے کیا لٹکے۔ وہ گھپ اندھیرے میں راستہ تلاش نہ کر سکیں گے۔ اور نہ زبان پر بیسح اور اللہ کا ذکر ہو گا۔ نہ اللہ کی یاد۔ قدم رکھ رہائیں گے پل صراط سے نجیع دوزخ میں جا گریں گے۔ اللہ کا نور، قرآن کا نور مبنی، جن سے وہ دنیا میں محروم تھے آج اندھیرے میں ہوں گے۔ مومن کا دل نور ایمان سے روز آنے قرآن کی تکلیف سے روشن رہتا

ہے۔ اُس کے چھر سے پرپیٹشانی سے نوری نور پکتار ہتا ہے۔ یہ نورانی چھر سے دوسروں کے مقابل نمایاں ہو گر خدا کی یاد رکھنے والوں کی یاد کرتے رہتے ہیں۔ دلوں کو زم رکھتے ہیں۔ دلوں میں نور ایمان ہوتا ہے۔ قرآن کی تعلیمات ان کو صاف، شفاف، صلحِ مومن و مسیٰ زندگی بسر کرنے پر لگا دستی ہے۔ مومنین کا درجہ و مراتب دن بدن بڑھاتی رہتی ہیں۔

یہ دنیا کی زندگی بہت منتظر ہے اور دھوکا فریب دستی رہتی ہے۔ موت کی وقت اجتنک آجائی ہے۔ وقت اور مہلت انہیں توبہ استغفار کا، گھر والوں کو وصیت کرنے کا، کچھ بولنے بناۓ کا بھی نہیں ملتا۔ حسرت علیؐ کے ساتھ دنیا سے رخصت ہونا یقینی ہے۔ سوت کے آنے سے پہلے خبردار ہو جاؤ۔ ابھی وقت ہے مہلت ہے۔ خدا سے رجوع ہو جاؤ۔ قرآن پڑھنے لگو اور خدا سے مغفرت معاافی، توبہ و بخشش کا ابھی وقت ہے۔ اللہ اپنے بندوں پر میریان معاف کرنے والا ہے۔ اللہ سے رشتہ و تعلق جوڑو۔ ذکر و تسبیح کا صبح و شام بہترین تعلق زبان سے دل سے اللہ سے قائم رکھو۔ یہ اللہ کا بڑا فصلِ حکومت ہو گا۔ دنیا کے مصادیبات و کھدود دیسیاریاں لکھرات مسائل زندگی کے ساتھ ساتھ انسان کو پردیشان رکھتے ہیں۔ گئی کا بھی ان پر کچھ اختیار نہیں ہے۔ یہ تو پیدائش کے وقت سے تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے۔ اُس کو پورا ہونا ہوتا ہے۔ تم اس کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتے اور نہ تمہارا کوئی میخانا اور ہمدرد کیسا کر سکتا ہے۔ سورہ الحید کی آیت ۱۶-۱۷-۱۸ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ لوگوں کے دل متوجہ ہو جائیں اللہ کی طرف اور قرآن کی حدیث اور نصیحت سن کر فرز جائیں۔ کپکا جائیں، کہ نور ایمان دلوں کو زم اور قبولیت حق کی حدیث کے لئے آسان کر دتا ہے۔ یہ قرآن تو آسمانوں سے اتارا گیا اور رحمتوں کا نزول ہے۔ آیت ۷۔ سجادن ہے اس سے پہلے کی مثالیں بھی سامنے ہیں کہ لوگ سنت دل تھے۔ حدیث اور نصیحت سے دور تھے۔ دلوں کو گرانے والا پیغام دلوں میں اتر جانیوالی کوئی نصیحت کبھی نہیں آئی تھی۔ مدّت دراز تک وہ حدیث و نصیحت سے دور رہے تھے۔ اب حدیث ان کو لمی ہے۔ اس طرف آجائیں۔ یہ کتاب دلوں پر اثر کرتی اور دلوں کو مستقی و ملام قبولیت حق کیلئے رکھوئے والی ہے۔ آیت ۱۸۔

قرض حسن خیرات و صدقات اور مال کا انفاق اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ اندر سے دل نرم نہ ہوں اور دل سے حدیث و رغبت اور خوف خدا نہ ہو۔ مال خرچ کرنا آسان نہیں ہوتا۔ مومن مرد اور عورت کی نجات و مغفرت مال لے خرچ کرنے اور قرض حسن دینے سہوتی ہے۔ گناہ معااف ہوتے رہتے ہیں۔ ان کا شمار حدیثین اور شحد امیں ہوتا ہے۔ اللہ

کا نور ایمان ہر وقت ان کے ساتھ مانتہ ہوتا ہے۔ آیت ۱۹۔ روز قیامت مومن اور کافر کے درمیان فرق اور اختصار اسی نور ایمان سے ہوگا۔ اولاد مال دنیا خلا ہری دنیا کی شان و شوکت ہی تو ہے۔ بھی ہے اور کبھی نہیں ہے۔ اس مال کی خاطر دنیا سے دل لکھنا اور اپنی آخرت کو بھول جانا اور غفلت میں پڑھانا شدید عذاب میں آجانا ہے۔ آیت ۲۱۔ مغفرت اور بخشش کی ہر وقت فکر کرو۔ جلد ہی کرو موت سے پہلے خیر، خیر اُت و صدقات مال کا الفاق بے حساب کرتے رہو حصول جنت کی کوشش کرتے رہو۔ آیت ۲۲۔ مصیبتِ تکلیف اور دکھ بیماری سب تقدیر میں پہلے سے لکھی جا پکی ہیں۔ اس لئے سب سے سابقہ تو رہیا صبر اور ہمت سے نماز سے اللہ کا سہارا پکڑو۔ وہی سب دکھ در دور کرنیوالا اور تھدیوں میں روپہل اور آسانیاں پیدا کرنیوالا رحمت والا ہے۔ آیت ۲۳۔ مومن کی شان تو یہ ہے کہ جو مل جائے وہ لے لے۔ اللہ کا فکر ادا کرے۔ جونہ ملے کھو جائے اور اگر نقصان ہو تو اللہ کی مرضی اور فیصلہ سمجھے۔ اس پر راضی ہو جائے۔ صبر سے کام لے شکوہ شکایت نہ کرے۔ بخل بھی نہ کرے اور کنبوچی سے کام نہ لے۔ بلکہ اعتدال و توازن کی زندگی بسر کرے۔ پھر چیز میں توازن و اعتدال ضروری ہے۔ حق اور انصاف کا ساتھ دیں۔ حق اور انصاف کے راستے میں حق پر قائم رہیں اور ناحق کے خلاف ڈٹ جائیں۔ لوہے پر جیسا سنت بن جائیں۔ لوہے کو پیدا کیا گیا اسی لئے ہے کہ سخت وحات سے سخت آلاتِ السُّخُودِ ہستیار تیار کریں اور جہاد کی پوری پوری تیاری کریں۔ باطل کو مشاییں حق کو قائم کریں۔ یہی مقصدِ یقوم انسان پا قسط کا ہے۔ دنیا میں امن اور انصاف سے توازن قائم کیا جائے۔ دلوں کا معلم انسانی ذات اور صفات سے ہے۔ جیسا کہ آیت ۱۶۔ میں بیان ہوا ہے کہ نرم ایمان والے دل اور سخت نافرمانی کرنیوالوں کے دل جوفاًست اور نافرمان ہونے ان کو دوبارہ آیت ۲۶ میں دعرا یا جا رہا ہے۔ نور ایمان وحداءت اور نصیحت صرف ان لوگوں کے حصے میں آتی ہے جو ایمان قبول کرتے ہیں۔ اور اندر سے نرم اور مہربانِ متqi ہوتے ہیں۔ قرآن توحیدیِ للہ تھیں ہے۔ نرم دلوں پر اثر کرنیوالوں کے اندر اتر جانیوالی آیات کو قبول کرنے والا۔ لیکن ایسا نرم و ملائم بھی نہ ہو کہ اعتدال اور توازن پر قرار نہ رکھ سکے اور دنیا کو چھوڑ کر رہبانہ زندگی اختیار کرے۔ بال پکے، بیوی اولاد دنیا سب چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ جائے اور اللہ اللہ کرتا رہے۔ یہ چیزیں نے اپنا طریقہ زندگی بنایا تھا۔ اسلام اسکی اجازت نہیں دتا کہ سنی بات دین میں ہرگز نہ پیدا کرو۔ حق اور انصاف، اعتدال اور توازن سے زندگی بسر کرو۔ دنیا کو بھی ساتھ رکھو دیں اور آخرت کا بھی خیال رکھو۔ دونوں

اعتمد الپروردہ میں تاکہ یقوم انسان بالقطع کا مظاہرہ ہوتا رہے۔ اصل چیز تقویٰ ہے۔ دلوں کے اندر کی نیکی نرمی لور ملائیت، خوف حمد اور رسول اللہ کی پیروی ہے۔ وہرہ اور دُنگنا فواب ملیگا اور گناہ بھی معاف کئے جائیں گے۔ اللہ کی رحنا اور خوشنودی اس کا فضل و رحمت بھی ساتھ ہو گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلُ اللّٰهِ تَجَادِلَكَ فِي زَوْجِهِ وَرَسِّكِي إِلٰى اللّٰهِ وَصَلَّى

نمبر ۵۸ - سورہ المجادہ۔

پچھلی سورتِ سیعیہ ۵ الحدید میں فرمایا گیا کہ جو کچھ عمل زین و اے کرتے رہتے ہیں اور اوپر آسمانوں میں پہنچ جاتے رہتے ہیں وہ سب آسمانوں میں پھونخ جاتا رہتا ہے۔ اور اللہ ان کو سنتا رہتا ہے اور قبول کرتا رہتا ہے۔ سورت میں سیعیہ، ذکر، اللہ کی یاد کا حکم دیا گیا ہے کہ بنده دلن رات اٹھتے بُشَّتے اللہ کو یاد کرے اور اس کا ذکر اور اسکی کُشیخ کرتا رہے۔ اللہ اسکو بصیر و شام سنتا رہتا ہے۔ اس کا یقین دلانے کے لئے اس سورت میں ایک گھر میکو جگڑے کو بیان کیا گیا ہے۔ کہ ایک بیاں بیوی اپنے گھر میں بات کر رہے ہیں گویا ایکدوسرے سے کسی بات پر مجاہلہ، اور جگڑا کر رہے ہیں۔ اور اللہ اوپر آسمانوں میں ان کا جگڑا سن رہا ہے۔ سورت کی ابتداء سورہ ہی ہے۔ کہ اللہ نے سن لیا ہے۔ جو تم بات کر رہے ہو۔ بیوی کا شکوہ شکایت شوہر کے لذمی ہے۔ گھر میلود راذراشی باتیں بھی اللہ سے پھی نہیں رہتی اللہ بکچھ سنتا رہتا ہے۔

موسنا یقین اور ایمان لا اولاد ہر وقت ہمارے ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ ہماری ہر بات اور گفتوں وہ سنتا رہتا ہے۔ لغو یہودہ کفر کھات اور بد دعائیں غلط اور جھوٹ موٹ مت بن کر اللہ سنتا رہتا ہے۔ یہ یقین حکم ایمان کی حلامت ہے۔ نور ایمان کا جو ذکر پچھلی سورت میں بیان ہوا ہی نور ایمان یہ یقین حکم ہے۔ کہ اللہ ہمارے ساتھ ہر وقت رہتا ہے۔ ہماری بات سنتا رہتا ہے۔ لہذا جو ذکر سیعیہ ہم دلن رات کرنے رہتے ہیں اللہ اس کو سنتا رہتا ہے۔

اس لئے پوری توجہ کے ساتھ دل اور زبان کی یکوئی اور اللہ کی موجودگی کے احساس کے ساتھ اسکی یاد ذکر، کسیع ہونی جائیے۔ ریا کاری کی ترسیع ہاتھ میں اور توجہ دوسرا طرف ہو تو اللہ دلوں کا حال خوب جاتا ہے۔ اس کو ذہن اور خیال میں رکھو۔ خلوص نیت سے دل کے فور ایمان سے ذکر کرو۔

حضرت اوس بن ثابت نبی مصطفیٰ صاحبی تھے ان کی بیوی خولہ بنت غلبہ تھی ان سے ظہیر ہو گیا تھا۔ جگہ میاں بیوی کا گھر میلو تھا۔ لیکن بات دین کی تھی۔ شوہر کا اپنی بیوی کو ماں یا خالہ پاچھوپھی کہہتا ظہیر ہے جو حرام کیا گیا۔ بیوی بیوی ہوتی ہے اور ماں کا مقام تو اعلیٰ و ارفع اسکی کوئی برابری کوئی عورت نہیں کر سکتی۔ بُت کے مقامات اور درجے مقام الگ الگ ہیں۔ ان کا احترام اور تقدیم باقی رکھو اور نہ غلط بات زبان سے نکالو۔ اس کی سزا اللہ نے مقرر کر دی ہے۔ رشتے میاں بیوی کے درمیان کفر کلمات سے ناجائز اور حرام ہوتے بلکہ فتح نکاح ہو جاتا ہے۔ علیحدگی لازم آتیگی۔ اللہ یہ پسند نہیں کرتا کہ میاں بیوی کے رشتے ذرا ذرا رسی بات پر ختم ہوں۔ مومنوں کی پدایت کے لئے مرد اور عورت دونوں کو منع کیا گیا ہے۔ مرد کے لئے کفارہ رکھا گیا ہے کہ وہ توبہ کرے اللہ سے معاافی مانے۔ اور آئندہ احتیاط کرے۔ اگر کفارہ میں ایک خلام خرید کر آزاد کرے۔ یہ ممکن نہ ہو تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے۔ اگر اسکی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو پیش بھر کر کھانا کھلانے۔ اللہ سے معاافی و مغفرت طلب کرے۔ کفارہ ادا ہو جائیگا۔ اس کفارہ کے بکفیر وہ بیوی کو پا تھد نہیں لگا سکتا اور نہ اس کے قریب بھی جا سکتا ہے۔ جن لوگوں نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی اللہ کے حدود کو توراً وہ پکڑے گئے اور ملاک کئے گئے۔ اللہ اپنے حکم کر گلاف عمل کرنیوالوں کو سخت سزا دستارہتا ہے۔ بھول کر کبھی اللہ کی نافرمانی نہ کرنا۔ اللہ ہر وقت ہر جگہ، گھر میں اور گھر سے باہر، آفس میں، کاروبار میں، مجلس میں، بیسک میں، بازار میں ہر جگہ موجود رہتا ہے۔ اللہ کی موجودگی کا یقین ہر جگہ رکھو۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ تمہاری گفتگو اور پاتیں سنتا رہتا ہے۔ کاروبار میں، معاملات زندگی میں، عہد و قرار کے وقت جو تم اپنی زبان سے بولتے ہو اور دل میں چھپا کر رکھتے ہو۔ ایک دسرے کو دھوکا د فریب جھوٹ، نفع لکھ د حرص میں کیا گیا اور جھوٹی قسمیں سمجھا کھا کر یقین دلاتے ہو۔ یہ بت کچھ اللہ کے فرشتے اعمال نامے میں لکھتے جاتے ہیں۔ اور اللہ ان کو سنتا رہتا ہے۔ روز قیامت بکچھ تم کو دکھایا جائیگا۔ ساری ویدیو فلم اور ٹیپ ریکارڈ ویڈیو ٹیپ تم کو سنایا کہ شوٹ فاہم کر دیا جائیگا۔ پھر تم کس خیال میں اور کس دھوکے میں ہو؟ کس کو دھوکا دے رہے ہو۔ اللہ تو تم کو دیکھتا اور سنتا رہتا ہے۔ اگر دل میں

ایمان ہے نور ایمان کی ذرہ برا بر موجودی بھی ہو تو اللہ لی موجودی کا یقین ہر وقت ذہن میں اور دل میں رکھو۔ خبردار ہو جاؤ۔ اپنے اعمال اور ایمان درست کرو۔ ایمان، نور ایمان۔ یعنی تو ہے کہ ہر وقت اللہ کی موجودگی کا احساس اور ڈر و خوف دل میں رہے۔ اور ہر کام اللہ کے خوف و ڈر سے کرتے رہیں۔

شیطان ہر وقت انسان کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ دل میں ایمان سے غفلت اور بھول میں ڈالتا رہتا ہے۔ اور موسنوں کو منافق بنادیتا ہے۔ دو عملی سکھاتا ہے۔ جان بوجھ کر جھوٹی قسمیں سکھاتے ہیں۔ عَمَّا أَنْهَى اللَّهُ كَيْفَ يَعْلَمُ اللَّهُ دُلُونَ کا حال خوب جانتے والا ہے کہ تم موسن ہو یا منافق ہو۔ اللہ نے یہودیوں کو منافق ہونے کی سخت سزا دی تھی۔ ان کے ان کا برسوں سے ملا ہوا ان نبوت و رسالت سب کچھ چھین لیا تھا اور ان پر اللہ کی لعنت اور خفث آیا۔ وہ اہل کتاب تھے۔ اللہ کی قسمیں سکھا کھا کر یقین دلاتے تھے کہ وہ مُمن اور مُسلمان الشر کے مانے والے ہیں۔ لیکن اللہ سب کچھ جانتا اور ان کو سُنّتارہتا تھا۔ وہ اللہ کے مانے والے کبھی نہ تھے۔ اللہ نے قیامت تک ان کو لعنت میں رکھا ہے۔ ان کو حزب الشیطُن کہا ہے۔ یعنی شیطانوں کی جماعت کے لوگ۔

اللہ کے دین و اسلام کے مانے والے کبھی منافق نہیں ہو سکتے۔ پچھے موسن، نور ایمان سے ان کے دل مسخُر ان کی پیشانی چکتی رہتی ہے۔ اللہ کے مخلص ایمان دار سُنّتی بندے ہیں۔ شیطان آسانی سے ان پر غلبہ نہیں پاسکتا۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ موسنوں کے ساتھ ہر وقت رہیگا اور ان کو سُنّت اور دینکھتا رہیگا۔ اللہ نے موسنوں کو اور صحابہ رسول اللہ کو مجلس کے آداب سکھائے۔ کاتا پھوسی سے منع کیا گیا۔ اخلاق و خاکساری، کے تواضع سے مجلسی آداب سکھائے۔ اللہ ہر وقت موسنوں کے ساتھ رہتا ہے۔ اللہ نے موسنوں کی جماعت کو حزب اللہ کا نام دیا ہے۔ کہ وہ دنیا کی جماعتوں سے بالکل مختلف الگ جماعت کے لوگ ہیں۔ صرف اللہ سے ڈر نیوالے۔ اللہ کی اطاعت اور بندگی، اللہ کی رحمتا ان کی زندگی کا مقصد ہوتا ہے۔ اللہ اس جماعت کو ہمیشہ قبح و نصرت عطا کرتا رہیگا۔ ان کو اللہ نے حزب اللہ کے لقب سے یاد کیا ہے۔ ظہار قرآن کی اصطلاح ہے اسیں طلاق یا علیحدگی کا مفہوم ہوتا ہے۔ اس کے لئے کفارہ رکھا گیا ہے۔ زمانہ جاہلیت اسلام حکم سے پہلے اپلا اور ظہار کا مفہوم طلاق اور علیحدگی کا ہوتا تھا۔ ایسا میں چار ماہ کی مدت کی فشرط رکھی گئی ہے۔ اپنی بیوی کو مال۔ بہن۔ غالہ۔ پھوپھی کہہ کر مخاطب کرنا ظہار کھلاتا ہے۔ ایسا میں بیوی سے چار ماہ دور رہنے کی قسم کھانا ہے۔ اگر چار ماہ ہم بستری نہیں ہوتی تو ایک طلاق پڑ جاتی ہے۔ اسکی عدت تین حیض یا تین ماہ ہے۔ اسیں عورت کو واپس رجوع کر سکتے ہیں۔ لیکن اس قسم کا کفارہ دنیا ہو گا جو کھانی کی تھی۔

سُبْحَانَ اللَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ۝

نمبر ۵۹۔ سورہ الحشر۔

دوسری سجے والی سورت ہے۔ اللہ کی حمد و شنا بے شروع ہوتی ہے۔ پچھلی سورت کا احتیام حزب اللہ کی جماعت پر کیا گیا۔ اللہ کی اس جماعت سے دھوکا۔ فریث۔ غداری کی کسی کو جرأت نہیں ہونی چاہیے۔ ورنہ ان کا خشیر بر اور بڑا عہد ناک ہو گا۔ اللہ کی نصرت اور مدود ہمیشہ مومنوں کے حق میں ہو گی یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ مدینہ کے ہودی قبائل بنو نصیر سے مل کر اللہ کے رسول سے مسلمانوں سے دوستی اور امن کا ایک معابدہ معاشرت کیا تھا۔ اور پھر اس سے پھر گئے۔ وعدہ خلافی کر کے کفار کو اور مخالفین اسلام کو بھی مسلمانوں کے خلاف انجام اور اپنی مدد اور تعاوون کا ان سے معابدہ کر لیا تھا۔ اللہ کے رسول کو دھوکے سے گھر بلایا اور ان کو قتل کرنے کی سازش کی تھی جبکہ اللہ کی مدد اور نصرت مومنوں کے ساتھ تھی۔ اللہ دیکھ رہا تھا اور سن رہا تھا کہ وہاں کیا ہو رہا تھا۔ اللہ نے حکم دیا کہ ان بد عہدوں، ظالموں اور اللہ کے رسول کے دشمنوں کو ختم کرو۔ ان کو قتل کر دو یا جلاوطن کر دو۔ ان کا نام و نشان مٹا دو۔ اور اس معمر کے میں جلاوطن ہونیوالوں کے مکان، کھیت و باغات، مویشی گھوڑے اور اسلہ سامان جو ہاتھ آیا وہ بغیر لذاتی کے ایک قطرہ خون بھائے اور سیار انجامے مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ یہ مال فی کھلایا۔ اس حکم کے متعلق اللہ کے رسول اور ان کے اہل بیت، خاندان والے۔ غریب و مسکین اور محتاج حاجت مدد مقرر ہوئے۔ اللہ کے رسول نے کھیت اور باغات کو انسے اہل بیت اور گھر کے خرچ کے لئے اسکو استعمال میں رکھا۔ باقی مال و اسباب غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دیا۔ صحابہ مہاجرین اور انصاری مجاهدین کو کچھ نہ ملا۔ اللہ نے حکم دیا کہ اللہ کا رسول خوشی سے اپنی مرخصی سے کسی کو کچھ دیدتے تو وہ خوشی سے لے لو۔ اگر نہ دے تو اس کا برآنہ مانو اور شکوہ نہ کرو۔ اللہ کا رسول جو بھی عمل کرتا ہے وہ اللہ کے حکم سے کرتا ہے۔ اسکی اپنی مرخصی سے کچھ نہیں کرتا۔ مومنوں کا کام اطیعو اللہ و اطیعو الرسول ہونا چاہیے۔ مومن تو وہ ہے جو اپنے مومن بھائی بھن کی اللہ واسطے مدد کرے اور اپنا مال دولت دوسروں پر خرچ کر کے اللہ

کی رضا اور خوشنودی تلاش کرتا رہے۔ انصار مدنه نے مہاجرین کے کی کی طرح دل کھوں کر مدد کی ان کو سہارا دیا تھا اور اپنا بھائی بنایا اللہ ان سے خوش ہوا۔ ان کے درجے پر بڑھائے۔ اور قرآن میں آن کی تعریف کی گئی جنت کے انعامات کا ان کو مستحق بنایا گیا۔ یہ تھے وہ ساتھیوں الہوتون۔ آخرت کھانے کا بہترین ذریعہ یہ دنیا اور اس کی زندگی ہے۔ دنیا میں رہتے ہوئے دن اور آخرت سنوارنے کی قرآن سُبْقِ الْمُتَّكَأْتَ ہے اور طریقے بتاتا ہے۔ اللہ کا ذر خوف دل میں رکھو خلوص ایمان سے اللہ کی تابعداری اطاعت سے آخرت سنوارتی ہے ہر عمل کی بنیاد خلوص نیت اور عمل صلح ہے۔ وہ مومن کامیاب رہا جو اپنے نفس کی حرمت اور اللہ کے بچارا۔ مومن کو اللہ مخلص سے بجا تارہتا ہے۔ منافق مظلوم کے خوف ہے، بیشودہ گاری سے بچنے کی کفر میں، صرف دنیا طلبی میں، آخرت کو چھوڑ دیتا ہے۔ دُھوکا فریب جھوٹ نقی اور جعلی سہاروں سے دعا و فریب سے فائدے تلاش کرتا رہتا ہے۔ اور بھول جاتا ہے کہ اس دنیا کی زندگی کے بعد آخرت میں اس کو کیا جواب دینا پڑیگا۔ آخرت کا عذاب سب سے زیادہ

ہے۔

ابتدائی آیات میں شاقو اللہ والرسول آیا ہے۔ اس کا مطلب ہے اللہ کے حکم کو مانا اور اس پر عمل کرنا ہے۔ اگرچہ وہ ناگوار کیوں نہ ہو جانی دمی نقصان یا قتل کیتا ہی کیوں نہ ہو یا سنگار کرنا ہی کیوں نہ ہو۔ اس پر عمل ضروری ہوتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت اور صلحت اور لوگوں کی فلاح مضر ہوتی ہے۔ اللہ کے کاموں کے لئے تکلیف اٹھانا نہیں ہوتا وہ صبر کرنا ہوتا ہے۔ صبر کا سبق اسلام کا پہلا درس ہے۔ اہل ایمان کا نور۔ اس کا ایمان اور رتفیع ہے۔ اللہ کا سہارا اور توکل ہے۔ دنیا اس کے آگے بیک و بیکار ہے۔ اللہ کی رضا اور طلب، خوشنودی کا وہ مسئلہ رہتا ہے۔ اس کے ہر عمل میں خلوص۔ اور اللہ کا ذر خوف ہوتا ہے۔ اسکی زبان ہر وقت راحت ہو پا صیحت، مثل گھر میں ذکر و زیر۔ اللہ کا نام بار بار وہ لیتا اللہ کو پکارتا رہتا ہے۔ اللہ کی توجہ اپنی طرف کرتا رہتا ہے۔ اللہ نے اپنی کتاب میں مومن اور منافق اچھے اور بُرے ہر طرح لوگوں کی کم کر دی ہے۔ یہ قرآن بُری حکمت والا غیب کی باتیں بنا نیوالا پُرستا شیر کتاب ہے۔ اس کا اثر اور رسخ راست قلب و ذہن پر ہوتا ہے۔ ایک ایک حرف گولی کی طرح دل و دماغ پر اثر کرتا رہتا ہے۔ جادو کا اثر رکھتا ہے۔ اللہ کے حکم سے رسول اللہ سُبْقِ قلب اپنے پر اسکو اتارا گیا ہے۔ جسکو بچپن سے تیار کیا جاتا رہا اور صاف و شفاف بنایا جاتا رہا تھا۔ قرآن کا بوجہ نزول وحی کے وقت صحابہ رسول نے اللہ کے

رسول کے قلب اُنہر پر دیکھا اور محسوس کیا تھا۔ اس کا حقیقی محل و موقع قلب انسان بنایا گیا ہے۔ چھوٹے چھوٹے پتے ایک سو چودہ سور تول کو اپنے ذہن اور حافظہ میں حفظ کر کے محفوظ کر لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ قرآن شہر نے کی اس زمین پر مکونی جگہ ہی نہیں ہے۔ قرآن انسان کے قلب و ذہن کو پاک و صاف اور مُسْتَرِّہ کر کے اس کے نفس کو پاک صاف کرتا ہے۔ تاکہ انسان جسم کی گندگی اور نجاست سے پاک و صاف ہو اور عقیدے و ہم و گھمان کے وسوں سے خیالات سے پاک صاف ہوں۔

قرآن نے اپنا مقصد پورا کر دیا یہ قرآن پڑھنے والوں کے لئے ہے۔ کہ وہ بھی پاک صاف ہوں اور روحانی یا کیزہ اعمال سے اللہ تک اپنا رشتہ جوڑ کر رکھیں۔ اللہ کے فرشتے آسمانوں میں ان کو یاد رکھیں۔ قرآن کی تلاوت روزانہ صبح و شام رکھو۔ اللہ کو یاد کرنے کا بہترین طریقہ کاری ہی ہے۔ پس من کا دن رات کا معمول ہونا چاہیے۔ قرآن سے مomin کا رشتہ زندگی کی آخری سائنس تک باقی رہتا ہے۔ قبر کے اندر بھی قرآن اسکی شناخت اور سفارش کریں گا۔ قرآن میں دن اور دنیا دوں کی بہترین زندگی کا حل دیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو ایک دستور حیات دیا گیا ہے اسیں رحمتیں و برکتیں اور سلامتی نور ہی نور و شری ہی روشنی رکھی گئی ہے۔

اللہ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَوْلَ الْقَوْمُ۔ موت حیات زندگی کا دینے والا اللہ ہی ہے۔ وہ قائم اور باقی وہنے والا اکیلا واحد ہے۔ اسی کی قدرت کے مظاہرے اس کائنات میں حادی اور چاری ہیں۔ انسان بھی اللہ کی رحمتوں اور بخشوں میں اللہ کے عذاب غصے اور لعنت میں ہر وقت جکڑا ہوا ہے۔ اللہ کے اختیار سے باہر نہیں ہے۔ کہ وہ جو دل جائے اور من مانی کرتا پھرے۔ قرآن کی نصیحت ہے ہدایت اس کو ہر وقت حاصل ہے۔ اللہ کو یاد کرنے رہو۔ نماز کے۔ نبیح لورڈ کر سے ہر وقت وہ بڑا الرحمان الرحیم ہے۔ ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا۔ رحمت اور بخشش بے حساب عطا کر نیوالا۔ زیر دست قوت والا۔ دیکھنے اور سننے والا۔ اس کا نام صبح و شام بلند رکھو کہ ہر طرف اللہ اللہ کی صدائیں گونجیں اور اللہ یاد آئے۔ اللہ کو یاد کرنے رہنا۔ سب نام اللہ کے صفاتی نام ہیں۔ جو حاجت ہو اس نام سے اللہ کو پکارو۔ اللہ سنتا ہے۔ اللہ پکارنے والوں کو نہیں بھوتا۔ مomin کا اپنے اللہ سے رشتہ بہت قریب کا ہے۔ اور باقی دن رات یاد کرنے سے قائم رہتا ہے۔ اس کا نام ہر وقت زبان پر رہے تاکہ دل میں پیوست ہو جائے۔ بے نیاز ہو کہ ہر وقت اسکو یادوں میں رکھو۔ اللہ

بھی بندوں کے ساتھ سا تھرہ رہتا ہے۔ انکو سنتا رہتا ہے۔ ذکر و تسبیح لسانی ہو یا قلبی، دل کے اندر سے دل کو سکون بخشتا ہے۔ خیال و ذہن کو حرکت دلتا ہے۔ روحانی مسٹریت کا پیغام لاتا ہے۔ کہ بُندہ اللہ کے تصور اور خیال میں مسکور اور مگن رہتا ہے۔ سوچ رہتا ہے کہ یہ سارا نظام حیات اور کارخانہ قدرت بیکار نہیں بنایا گیا ہے۔

ربنا مغلقتِ حدا باطلہ۔ انسانی زندگی کے حالات اور واقعات کبھی بھی یکساں نہیں رہتے اور یعنی، اتار جڑھاؤ، سکی و ترسی، خوشحالی، راحت و چین کا طلاق بلا مردہ ذوق اور لطف زندگی پیدا کر دلتا ہے۔ زندگی چیز کا حوصلہ دتی ہے۔ اور ایمان مشیت کے حکم پر صابر اور شاکر رہتا ہے۔ جو مرضی مولا کی اس میں راضی و خوش رہو۔ معرفت ذات اور معرفت اللہ کا تعلق ذکر سے، قلب سے، یاد سے، تسبیح سے، صبر سے اور توکل سے اس کا احساس ہونے لگتا ہے کہ اللہ اس کے ساتھ ہے۔ اللہ کی معرفت صرف موسمن بندہ کے لئے ہے۔ جو صبح و شام ذکر اور یاد سے خود کو مصروف رکھتا ہے۔ ہر وقت اپنی مفترت اور بخش کی دعا میں مصروف رہتا ہے۔ یہی زندگی کا مقصد ہے۔ قلب موسمن اللہ کا مقام ہے۔ اور یہ مقام ذکر سے یاد سے تسبیح سے آبادر کھو۔ اور شاد و آبادر ہو۔ اگر اللہ کو بھول گئے اسکی یاد اور ذکر زبان سے دل سے موسوچہ جائے تو زندگی کا سارا کھیل بگڑ جائیگا۔ پریشان ہو جاؤ گے۔ پھر دنیا میں کوئی سہارا تمہارا نہ ہوگا۔ اسلئے جب بھی کبھی ایسا لمحہ یاد قت آجائے غفلت وستی اور بھول کا توفیر اللہ کو یاد کر لیا کرو۔ ذکر فکر شروع کر دو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَا ايَّهَا الَّذِينَ أَمْسَلُوا لَا تَخْذُلُ عَدُوِّي وَعُدُوِّكُمْ أُولَٰئِءِ

نمبر ۲۰۔ سورہ المتحن

اللہ موسیوں کا امتحان لیتا رہتا ہے کہ وہ اللہ کے کقدر و دوست اور وفادار ہیں۔ اللہ کے رسول کے ایک بذری صحابی تھے۔ جو اول اور سابقون الہولوں کے درجے میں تھے۔ وہ جب آزاں کئے گئے تو ناکام ثابت ہوئے۔ اللہ کے دین میں حکمت و مصلحت، میافت، دوستی رشتہ

دُوَّاری کافروں سے بالِ پچے اور ان کی محبت میں اس کی اجازت نہیں کہ ان سب کو شامل رکھیں۔ اور پھر اللہ سے اپنی محبت اور وفاداری کا حق بھی جتا تھا۔ اور دنیاداری کو بھی پیش نظر رکھیں اور نماز پڑھیں۔ زکوہ بھی دیں۔ اور حجج بھی کروں۔ جہاد میں بھی شریک ہوں اور دوسری طرف بالکل بچوں کی محبت رشتہ داری دنیاداری کو بھی پیش نظر رکھیں۔ اپنے خیالات اس طرف دوڑائیں۔ یہ کیا دو عملی ہے؟

قرآن کی اس سورت میں صرف اللہ اور اس کے رسول کی محبت۔ اطاعت اور فرمان برادری ہوگی۔ بیوی بچوں، ماں باپ، رشتہ داروں اور دنیا کی دوستی ثروت سب کی محبت قربان دیتے کا جذبہ اور ایمان پیدا کرو۔ یہ ہے خلوص دل سے اللہ اور اس کے رسول کی محبت اور اطاعت اور فرمان برداری۔ یہ اصل ایمان ہے۔ یہ بال پچے ماں دولت جائیداد اور رشتہ داریاں اور دوستی روز قیامت کچھ کام نہیں آئیں گے۔ صرف اللہ اور اس کے رسول کی محبت دل میں، عقیدت و احترام سے رسول اللہ کی شفاقت کا حق دار بنادے گی۔ اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ دین کو خالق اللہ کی بندگی و اطاعت اور رسول اللہ کی محبت و عقیدت اور اتباع میں گذارو۔ یہ پیغام ہے اس سورت کا۔

ایک مثال حضرت ابراہیم مبلغہ کی دیواری ہے۔ جب ابراہیم مبلغہ نے اپنی زندگی میں اللہ کی محبت میں وفاداری اور اطاعت و بندگی کا اعلان کیا تو ان کے ماں باپ ہن بھائی۔ عزیز رشتہ دار قوم والے شہر کے لوگ بہنیں کے دشمن بن گئے تھے۔ انکے لئے کوئی دوست نہ مدد رہ۔ بھی خواہ سلسلی دینے والا اور پناہ دینے والا اس سرزی میں پر کوئی نہ تھا۔ مگر اللہ تو ان کے ساتھ تھا۔ وہ دیکھ رہا تھا اور سن رہا تھا۔ اللہ سمع و بصیر ہے۔ ابراہیم مبلغہ کو اپنا گھر، گھرانہ، ماں باپ ہن بھائی اور شہر، اللہ کے نام لینے پر چھوڑنا پڑا تھا۔ وہ لیکے گھر سے لٹکے شہر چھوڑا۔ ہجرت کر کے بابل و نینوا سے ملک شام کی طرف آگئے۔ ان کے ساتھ کوئی نہ تھا صرف اللہ تھا۔ یہ ایمان اور ایقان پیدا کرلو۔ اگر اللہ کے سچے اور خلاص ایمان والے بننا جانتے ہو تو اس امتحان سے بھی گذارا جائیگا۔ بولو! تیار ہو؟ دین میں امتحان رکھا گیا ہے۔ اگر اللہ کے دین کے طرفدار اور حامی ہو گے تو امتحان کے لئے تیار رہنا ہو گا۔ ہر امتحان سے اللہ کی مدوسا رہائی، صبر اور نماز کے سہارے کا امتحان دیتے رہو۔ یہ زندگی خود ایک امتحان ہے۔ بیوی کم پچھر تھا را امتحان، میں۔ اولاد۔ ماں دولت تھا را امتحان، میں۔ ماں باپ ہن بھائی تھا رے لئے بھی کبھی آزمائش اور امتحان بھی بن جاتے ہیں۔ تم کس کس کو چھوڑو گے اور کس کس امتحان سے

گذرو گے۔ اللہ کھتا ہے مومن بن جاؤ۔ اللہ کے خالص ہو جاؤ تو سارے امتحان تمہارے نے آسان ہیں۔ تم ہر امتحان میں کامیاب رہو گے۔ اگر اللہ کے دین اور قرآن کی تعلیمات سیکھ لو، اگر اللہ کے خالص بن گئے تو ساری دنیا تمہارے قدموں کے پیچے آگئی۔ سب کچھ دنیا کا تمہارے حکم کے رضی کے اشارے کے استمار میں آجاتا ہے۔ اگر تم اللہ کے ہیں ہوئے تو پھر اس دنیا کی کوئی چیز بھی تمہاری نہیں اور تم سے امتحان لیتی رہیگی۔ تمہاری بیوی پیچے بھی تمہارے نہیں ہوتے اور قرآن روز پڑھتے رہو اور قرآن سے بدایت و نصیحت لیتے رہو۔ ہر امتحان سے کامیاب گذر جاؤ گے۔

اللہ کے رسول سے کہا جائیا ہے کہ میرے جیبے تمہارے صحابہ کی جماعت ہر امتحان میں پوری اتری ہے۔ البتہ تمہارے خونی رشتہ دار، عزیز و اکابر۔ چجا ابو طالب کا گھر انہ تمہارے جو شفیق سرپرست اور محکم تھے جنہیں تم نے اللہ کے نے چھوڑ دیا تھا۔ اللہ نے انہیں توفیق دی وہ دلوں کے اندر اپنا ایمان اور اسلام کو چھپائے ہوئے تھے۔ اپنی برادری اور قبائل کے ڈر خوف سے تمہارے مستظر ہیں۔ ایمان ظاہر نہیں کر رہے ہیں۔ وہ سچے مومن اور مسلمان ہیں۔ اور ان میں بعض منافق اور جاسوس قسم کے بھی ہیں۔ جو تمہارے پاس اپنی مناقبت کفر و انکار چھپائے ہوئے ایمان کے دعوییدار ہیں۔ تم ان کا امتحان لیتے رہو۔ ان کی جانچ رکھو۔ مردوں سے زیادہ عورتوں کی مناقبت اور محبت دوستی کو پہچانا مشکل ہے۔ ان کی جانچ بھی آسان نہیں ہے۔ یہ صفت تو محبت میں بھی انتہا کر دتی ہے اور مناقبت اور دشمنی میں بھی انتہا کر دتی ہے۔ اس لئے ان تمام عورتوں سے جو مکہ سے مدینہ مسلمان ہونے کے ارادے اور نیت سے جلی آئیں ان کا ایمان قبول کرو۔ اور ان سے بیعت لے لو کرو۔ یقین دلائیں اور اقرار کریں کہ وہ اسلام کی تعلیمات پر بھی اور صادق ہیں۔

- ۱۔ عہد کریں گی کہ وہ شرک نہ کریں گی اور خالص اللہ کی توحید پر ایمان و یقین رکھیں گی۔
- ۲۔ چوری نہیں کریں گی۔ خیانت اور بد دیانتی نہیں کریں گی۔
- ۳۔ بے حیاتی و بد کاری، فحاشی اور گناہ کے کوئی کام نہیں کریں گی۔
- ۴۔ اپنی اولاد کے حمل کو ساقط نہیں کریں گی چوری کے خوف سے۔ بد کاری کے الزام سے بچنے کے لئے۔

۵۔ کسی غیر کا بچہ اٹھا کر اپنی اولاد نہیں بنائیں۔ اور نہ اپنے پیٹ کے ہنپے پیچے کی ولادت کو چھپائیں۔ یعنے حمل کی اور کاہو گا اور بچہ کی کاظاہر کریں۔ یہ راز صرف عورت ہی جان سکتی

- ۶۔ جھوٹی بات۔ بہتان۔ الزام کی مرد یا عورت پر نہیں لگائے گی اور نہ جھوٹی افواہیں پھیلائیں گی۔
- ۷۔ جھوٹی قسم سمجھا کر صحیح بات کو نہیں چھپا سکی گی اور نہ دوسروں کو خواہ منواہ مورد الزام ہشرا سکے گی۔
- ۸۔ شوہر کے مال میں خیانت، چوری، دھوکا نہیں کریں گی۔ اس کے مال دولت اولاد کی وہ امین ہو گی۔

اسے اللہ کے رسول اسلام قبول کرنیوالی ان عورتوں سے بیعت لے لو۔ ان سے اقرار کرالو کہ وہن اسلام کی تعلیمات اور قرآن کے احکامات کی وہ پوری پوری پابندی کریں گی اور اپنے ایمان پر ثابت قدم رہیں گی۔ ان کے حق میں دعا کرو۔ اللہ بھی ان کے ایکے تحملے تمام حنفیہ معاف کرنیوالا ہے۔

ایک مسلمان عورت اور ایک کافر عورت میں فرق، حیات بعده الموت کے یقین اور روز قیامت کے یقین ہی کا تو ہے۔ آخرت کا ڈر خوف بہت ضروری ہے۔ کافر اور مشرک کو آخرت کا یقین نہیں۔ موت کے بعد کی زندگی کا ایمان اور یقین نہیں ہوتا۔ موت کے بعد کی زندگی کا اس کے پاس تصور ہی نہیں ہے اس لئے اس کی مردہ لاش کو نذر آئش کر دیا جاتا ہے۔ جلا کر خاک کر دیا جاتا ہے۔

کسی مسلمان مرد کے لئے کوئی کافر عورت حلال نہیں ہے۔ اور کسی مسلمان عورت کے لئے کوئی کافر شوہر حلال نہیں ہے۔ شوہر مسلمان تھا اور اب مرتد ہو گیا تو مسلمان عورت اس کے لئے جائز نہیں ہے۔ پر شرعاً حرام ہو گیا۔ حضور ﷺ کی بڑی صاحبزادی حضرت زینب نے حضرت بی بی خدیجہ کے ساتھ اللہ کے رسول پر ایمان لائی تھیں۔ نبوت سے پہلے ان کی شادی ان کے عمر زاد ابوالعاص سے ہو چکی تھی۔ انہوں نے ایمان قبول نہیں کیا تھا۔ جنگ بدھ میں وہ کافروں کی طرف سے لڑے اور گرفتار ہو کر آئے۔ حضرت بی بی زینب نے رہبرت نہیں کی تھی۔ شوہر کے گھر شوہر کے ساتھ کہ میں تھیں۔ یہ اس سورت کے نزول سے پہلے کا دلائل ہے۔ سورت الحجۃ مددہ میں ہجرت کے تیسرا سال نازل ہوئی تو اللہ کے رسول نے حضرت زینب کو مدینہ واپس بلایا۔ کہ ان کا رشتہ ابوالعاص سے قائم نہیں رہا تھا۔ حضرت ابوالعاص ۳ صحبی میں ایمان لائے مسلمان ہوئے تو اللہ کے رسول نے بی بی زینب کا رشتہ ابوالعاص سے دوبارہ نکاح پڑھا دیا۔ دونوں کو ملایا اور کہ واپس بمسجد یا۔ میان بیوی میں کوئی

ایک کافر ہو جائے یا مرتد ہو جائے تو کافر شوہر بیوی کو شادی کے اخراجات ادا کرے یا کافر بیوی مسلمان شوہر کو ادا کرے گی۔ نیا مہر مقرر ہو گا۔

مسلمان کا عقیدہ حیات بعد الموت اور آخرت کی دوبارہ زندگی کا اسکی مردہ لاش کو تبر کی امانت بنائ کر زمین کے حوالے کر دتا ہے کہ روز قیامت وہ مردہ دوبارہ زندگی حاصل کر کے روز قیامت قبر کے اٹھایا جائیگا۔ اسلئے مسلمان مرد کو آخرت کا یقین اور ایمان ہوتا ہے قیامت کے انتظار میں مغفرت، پخش و رحمت کی امید میں قبر میں پڑھا رہتا ہے۔ یہ امید اور سہارا اللہ کا مرنے کے بعد ایمان اور یقین کی صفات اور آخرت کی امید کا سہارا ہے۔ یہ مون کا سہارا ہے۔ یہ فرق ایک مومن اور مسلمان کا اور ایک کافر کے درمیان ہمیشہ رہتا ہے۔ قبر کی ضرورت اور ایمیت اور قبروں پر جا کر ایصال ثواب اور فاتح خوانی کرنا اسی آخری آیت سے متعلق ہے جو غلو اور انتہا پسندی کی طرف بُدعت اور فریک کی رسم بن جاتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ أَعْزَىٰ الْحَكَمِ ۝

نمبر ۲۱۔ سورہ الصاف

بیسیخ والی تیسیری سورت ہے جو ہمچلی سورت الشر کی آخری آیات سے تسلیل میں ہے۔ بیسیخ سے مراد اللہ کے ناموں کے ذکر یاد اور بار بار دھراتے رہنا ہے۔ زبان سے دل سے اللہ کا نام لیتے رہنا ہے۔ کوئی نام لے لو۔ سارے نام اسمائے حسنہ بھتریں ہیں، اللہ عزیزاً الحکیم ۝ اللہ۔ بسیخ بصیر ۝ اللہ۔ علیم۔ خیر ۝ کوئی نام لے کر ذکر فریض کرو۔ اللہ من تارہتا ہے جو کم زبان سے بولتے رہتے ہو اور ذکر کرتے رہتے ہو۔ مون کا قول سجا اور پکا ہونا چاہیئے۔ مون اپنی زبان سے نیک اچھی صلح اور ستمی بات زبان سے نکالے جو اللہ کو بھی پسند آتے۔ لغو، مہمل کفتگو۔ گالی گلدوچ، فلٹ جھوٹی بات، شنی گھمنڈ والی بات، دوسروں کی تذلیل اور برا

بِحَلَكَنَّهُ وَالْيَوْمَ بَاتَ سَبَبَ چھوڑ دو۔ مُوسَى جَبَ بَاتَ كَرَتَا بَعْدَ حَقَّ كَيْ تَوَحِيدَ بَاتَ كَرِيجَا۔ لَأَنَّ لَكَوْهُ
كَيْ، چھپَانَے دَبَانَے كَيْ، حَقَّ كَوْ ظَاهِرَهُ كَرَنَے مُصلَّتَ اورْ مُناقِشَتَ كَيْ كُونَيْ بَاتَ نَهِيْسَ كَريجَا۔
حَقَّ بَاتَ كَبِيْ نَهِيْسَ چھپَانَے سَگَا۔ مُوسَى كَا قَولَ وَفَعَلَ پُورَا ہوگَا۔ وَعَدَهُ كَرَے گَا تَوَحِيدَ كَرِيجَا۔
قولَ وَقَارَ كَرِيجَا تَوَاسُ پَرَ پُورَا پُورَا فَلَكَمَ رَهِيجَا۔ اللَّهُ كَادُ خَوفَ هَرَوْقَتَ اسُ كَيْ دَلَ مَيْسَ اسُ كَيْ
عَقِيْدَهُ آخِرَتَ كَيْ جَوَابَ دَهِيْ كَيْ احَدَسَ سَعَيْدَ مَعْمُورَ ہوگَا۔ اللَّهُ كَرَهُ رَسُولُهُ كَهَاجَهُهُ كَرِدَهُهُ،
قولَ اورْ عَمَلَ كَا قَرَآنِيْ تَعلِيمَاتَ كَا نَسْوَهُ تَعا۔ عَوْرَتَ ہُو يَارِدَ جَبَ اَنْ سَعَيْدَ كَيْ شِيرَهُ خَطْلَيْهُ
يَا نَادَانِيْ سَعَيْدَ سَرَزَدَ ہُو جَاهَاتَا تَعا تَوْفُورَ آللَّهُ كَرَهُ رَسُولُهُ كَيْ پَاسَ حَقَّ بَاتَ بِيَانَ كَرِديَتَهُ اورْ اپَنِيْ
مُحَذَّزَتَ مَعَافِيْ وَبَغْشَ وَمَغْفِرَتَ كَيْ دَهَا كَيْ لَئَهُ دَرَخَواستَ كَرَتَهُ تَھَيْ۔ اللَّهُ كَرَهُ رَسُولُهُ اَنْ كَيْ
حَقَّ مَيْسَ دَهَا كَرَتَهُ اورْ اَسَ كَيْ كَفَارَهُ كَا اَزاَلَهُ بَتَأَتَهُ۔ جَنْجَ تَبُوكُ كَيْ وَقَتَ مَيْسَ اِيكَ جَلِيلَ
اَقْدَرَ صَاحِبِيْ كَيْ سَاتَهُ كَيْ مَعَالِمَهُ ہُو اَسَكِيْ مَشَائِلَ كَيْ اورْ جَمَدَ مَيْسَ نَهِيْسَ مَلْتَيْ اَسَ كَوْ قَرَآنَ نَهِيْسَ بِيَانَ
کِيَا ہے۔

حضرت مُوسَى مُصَلِّمُ اللَّهُ كَيْ نَبِيْ بَحْبُنِيْ اَسْرَائِيلِيْ قَومَ كَيْ پَيْغَبِرَ ہوئَ اَنَّ کَيْ قَومَ نَهِيْ
ہُمِيَشَهُ اَنَّ سَعَيْدَ جَھُوْٹَ بُولَا۔ غَلَطَ اَقْرَارَ كَرَتَهُ، جَھُوْٹَ وَعَدَتَهُ كَتَهُ، اللَّهُ كَرَهُ سَبِيْ کَوْ طَرَحَ طَرَحَ
سَعَيْدَ اَپَنِيْ قَولَ اورْ فَعَلَ سَعَيْدَ سَتَأَيَا اورْ پَرِيشَانَ رَكَمَ تَعا۔ حَضَرَتْ مُوسَى مُصَلِّمُ اَنَّ سَعَيْدَ بَیْزَارَ ہوگَئَ
اورَ اللَّهُ سَعَيْدَ اَنَّ سَعَيْدَ رَهَبَتَهُ کَيْ دَرَخَواستَ كَرَنَے لَگَتَهُ تَھَيْ۔ اللَّهُ نَهِيْ بَنِي اَسْرَائِيلِيُوْںَ پَرَ لَعْنَتَ اور
غَصَبَهُ بَھِيجَ تَھَيْ۔ پَرَ اَغْرِيزَ اورَ تَوْقِيرَ اَمَتَ مُحَمَّدَتَيْ کَيْ حَسَتَهُ اورَ نَصِيبَ مَيْسَ اَنَّ کَيْ مُوسَى اور
مُسْلِمَانَ بَنَتَهُ وَالاَبْرَارَ فَرَدَ اللَّهُ كَرَهُ رَسُولُهُ کَا حَامِيْ اورْ سَاتِيْ، مَدَدَگَارُ، سَجَارَفِينَ رَهَبَا۔ حَاضَرَ مَيْسَ اورَ غَيْرِ
حَاضَرِيْ اورَ غَيَّابَ مَيْسَ۔ قِيَامَتَ تَمَکَ اَپَنِيْ آخِرِيِّ رَسُولُ اللَّهُ كَا وَفَادَار۔ تَابَعَدَارَ اَنَّ پَرَ درَوَدَ وَصَلَوةَ
وَسَلَامَ بَھِيجَنَّهُ وَالاَلَّا، اورَ اَنَّ کَيْ سَخَارَشَ کَا طَلَبَگَارَ رَهِيجَا۔ دِنِ اِسلامَ تَمَكَلَسَ کَرِديَا گَيَا ہے۔ اَسَكِيْ حَفَاظَتُ
کَيْ ذَسَتَهُ دَارِيِّ حَامِ مُسْلِمَانُوْںَ اورَ مُسْنَوْنَ پَرَ عَانِدَ کَرِديَ کَيِّ ہے۔

قرآنَ سَعَيْدَ مُسْنَوْنَ کَيْ لَئَهُ بَدَائِتَ وَكَنْصِيتَ کَا زِندَگَيِ کَا بَهْتَرَيِنَ دَسَّتُورَ الْعَمَلِ دِيَا گَيَا
ہے۔ اَسَكِو پَرَطَھَتَهُ رَهِيْ۔ اَسَ کَوْ سَجَھُو۔ اِسَ پَرَ غَورَ کَرُو اَسَ پَرَ پُورَا پُورَا عَمَلَ کَرَتَهُ رَهِيْ۔
قرآنَ مُسْنَوْنَ کَيْ پَرَطَھَتَهُ اورَ تَلَوَّتَ رَوْزَانَهُ کَلَيْسَ قِيَامَتَ تَمَکَ بَاتِيْ رَهِيجَا۔ مُسْنَوْنَ پَرَ فَرَضَ کَيَا
گَيَا ہے کَہَ اَسَ کَوْ پَرَطَھِيْ، سَيْكِھِيْ اورَ مَعْلُومَاتَ حَاصِلَ كَرِيْ۔ دِنِ کَيْ حَفَاظَتُ قَرَآنَ سَعَيْدَ، نَمازَ
سَعَيْدَ، اِرْکَانَ دِنِ کَيْ پَابَندِيَ کَرَنَے سَعَيْدَ ہُوئَگَيْ۔ دِنِ کَوْسَتَ پَسَ پَشتَ ڈَالَ دَو۔ دِنِ کَيْ
قَدرَ کَوْ دِنِ پَرَ عَمَلَ کَرَتَهُ رَهِيْ۔ اللَّهُ كَرَهُ رَسُولُهُ کَيْ اِتَابَاعَ اورَ پَسِرَوَيِ کَرو۔ تَبَهَارَ اَطْرَزَ عَمَلَ

صرف اللہ کی رضا اور رسول اللہ کی پیشوں میں "اللَّهُمَّ لِبِيْكَ" اللہ کے دین کے لئے ہر وقت حاضر اور موجود، میں کا جذبہ ہونا جائیے۔

اللہ کے دین کے لئے سوداگری کے اصولوں پر تجارت کا ایک گرسکھایا جا رہا ہے۔ دنیا کی تجارت میں نفع و نقصان دونوں شامل ہیں۔ لیکن اللہ سے کاروبار کرنے میں نفع ہی نفع ہے۔ وہ اس طرح کہ:

۱۔ اللہ کے دین کی سربلندی۔ اور قیام کے لئے جدوجہد اور کوشش کرتے رہنا۔ اور جان و مال کا سرمایہ لگاؤنا۔

۲۔ جہاد فی سبیل اللہ کی رضا اور حکم کے لئے صفت باندھے جما غتی زندگی میں سیر پلانی ہوئی دیوار تباہت ہونا کہ قدم نہ لے کھڑا میں اور نہ کبھی پیٹھ پیسر کرو اپس ہوئیں۔

۳۔ اللہ کے دین کے لئے اپنی جان مال سب کچھ قربان کرنے کا جذبہ والا ایمان بیدار رکھتا۔ یہ تین کام اللہ سے بہترین سوداگری اور نفع کشیر کی علامت ہیں۔ اس میں کوئی خارہ اور گھٹانا نہیں ہے۔ یہ سودا آخوند کے طلب گاردن کے لئے ہے۔ جو اس دنیا سے زیادہ آخوند کی فکر کرتے ہیں۔ اللہ ان مختص ایمان والوں کے سارے گناہ بنش دیگا۔ ان کو جنت کے باغوں میں داخل کر دیگا۔ جہاں ٹھنڈے بیسے پانی کی نہریں ہر طرف بہرہی ہوں گی۔ ہر قسم کی نعمتیں پھل میوے کانے کو دینے جائیں گے۔ پس تم ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے رہنا۔ اس کے نام کی بصیرت صبح و شام پڑھتے رہنا۔ اللہ کی نظروں میں اسکو یاد کر نیوالوں میں تہار اشادر ہوتا رہیگا۔ اللہ اپنے یاد کر نیوالوں کو اور بصیر ذکر کر نیوالوں کو کبھی نہیں بھوتا۔ دیکھو عینی میتم کے بھی حواری تھے۔ اللہ کے رسول کے صحابہ رسول بھی تھے۔ اب صرف تم ہی تم اسے خیر ہو۔ اللہ کے دوست بن جاؤ۔ اللہ سے رشتہ تعلق تو جوڑ لو۔ اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ۔ یہ دن اب تہاری حفاظت اور تبلیغ کے لئے ہے۔

رِبُّ الْلَّهِ مَفِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكُ الْقَدُوسُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

نمبر ۶۲ - سورہ الجمہ

بسیع کی اوپر والی تین سورتوں سے اس کا تسلسل قائم ہے۔ بسیع کا حکم دیا جا رہا ہے کہ یہ فرض کے حکم کے برابر ہے۔ ایسی بسیع جو صفت باندھ کر اجتماعی حیثیت میں اللہ کے حضور کیجاۓ۔ اس کائنات کی ہر مخلوق زندہ اور مردہ ست ہی اپنی اپنی زبانوں اور طریقوں سے اللہ تعالیٰ کی حمد و شنا میں صبح و شام مصروف رہتے ہیں۔ انسان تو اشرف المخلوقات، اللہ کا بنایا ہوا، اللہ کا علم سکھایا ہوا، اللہ کی رہنمائی میں سیدھی راہ پر چلے گا۔ یہ انسان کس طرح اللہ کے ذکر اور بسیع سے محروم رہ سکتا ہے؟

مسلمان ایک مسلم مربوط جماعت کا فرد ہے، اسکی ایک کتاب ہے جو ایک دستور، قاعدہ، نظم و نسق اور قانون ہے۔ فریحتِ اسلامی کا وہ پابند بنایا گیا ہے۔ اس کا ہر کام انفرادی اور اجتماعی ساری دنیا کے لئے دن کا ایک اعلان ہے۔ اور لوگوں کے لئے تبلیغ دین کی اشاعت کا ذریعہ ہے۔ صفت باندھ کر جماعتی شغل میں آجائو۔ اور اجتماعی عبادت، اجتماعی جہاد اور اجتماعی تعلیمات سے معاشرہ اور حکومتِ ائمہ قائم کرو۔ ست کچھ جماعتی نظام کی ذمہ داریوں میں شامل ہیں۔ قرآن کی تعلیمات اجتماعی نظام کی بنیاد رکھتی ہیں۔ جو فرد کی اصلاح قرآنی تعلیمات کے مطابق کرتی ہے۔ قرآن کے چار کام گنانے کے اور اللہ کے رسول کو ان چار کاموں پر مأمور کیا گیا تھا۔ میتوتر یعنی ایاتہ۔ ویز ہم۔ و یعنی الکتب و الحکمة اور غیبت کی باتیں جو انسان کو معلوم ہے تھیں یہ اللہ کا فضل اور احسان ہے کہ مومنوں کے لئے ان کی تعلیمات کی پیروی سے، قرآنی آیات سے، عقیدہ کی پاکی صفائی ہو گئی، زندگی صاف و ستری ہو گئی، جسمانی روحاںی پاکیزگی حاصل ہو گئی اور اللہ سے راست تعلق قائم کر دیا گیا۔ یہ وہ احسان اور نعمتیں مسلمانوں کو ملیں کہ وہ شکریہ اور احسانِ مددی میں ایک جماعت مومنین کی بن کر ہنڑتے کے ساتِ نوں میں ایک دن کی عبادت، (دوپہر ظہر کی نماز) اجتماعی حیثیت میں بلند آواز کے ساتھ خطبہ اور تکمیراتِ اللہ کے نام سے ادا کریں اور وہ جمہ کا دن ہو گا۔ اس

دن سارے ہم ان بندوں میں۔ جسے مار کر ابھی اور سیاری رہیں۔ پر وہنی خیالات اور عقیدوں کی پاکی کا اہتمام اور استظام کریں۔ پاک صاف ہو کر جمعہ کی اذان کا انتظار کریں۔ بال بچوں کو بھی اس کی ترتیب دیں اور ان سے بھی اس دن کا اہتمام کرائیں۔ اذان کی آواز پر مسجدوں کی طرف نکل کھڑکے ہوں۔ اللہ کا ذکر اس کے نام کی بصیرت کا ورد کرنے ہوئے مسجد میں میں داخل ہوں اور وہاں ذکر اور بصیرت میں مشغول ہو جائیں۔ اللہ سے رشتہ اور لوگانے رکھیں۔ تاؤ قیکر اجتماع عظیم نہ ہو جائے اور امام مسجد پر خطبہ کے لئے کھڑا نہ ہو جائے۔ خطبہ جمعہ فرض کیا گیا ہے۔ اسکو خاموشی سے اوبٹ و احترام سے سُنا ہے۔ خطبہ کے بعد نماز ہوگی۔ ظہر کی چار رکعت کو آدمی کر کے جمعہ کے لئے دو کردی گئی اور سنت کو اسی قدر بڑھا دیا گیا۔ یہ صرف جمعہ کی نماز کے اہتمام کے لئے ہے۔ جمعہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

مسلمانو! کہیں تم موسیٰ ﷺ کی قوم والوں کی طرح نہ ہو جانا۔ جنہیں یوم سبت مفتے کے دن چھٹی کا حکم دیا گیا تھا۔ اس دن کام کاج کاروبار تجارت اور کھیل کوڈ اور تماشہ بند رکھیں۔ سارا دن خالص اللہ کی عبادت ذکر اور بصیرت میں گذرائیں۔ انہوں نے اسکی خلاف ورزی کی۔ سبھی ان کی گر کے مچھلیاں پکڑنے اس روز چلے گئے تھے۔ پھر ان کی نافرمانی کا انعام کطریج ہوا قرآن نے سب کچھ تم کو سنا دیا ہے۔ تم ان چیزیں مت بن جانا۔ جمعہ کی نماز چھوڑ کر کھیل کوڈ اور کرکٹ تماشے میں مصروف ست ہو جانا یہ اللہ کی صریح نافرمانی، سرگشی اور بغاوت ہوگی۔ اسکی سزا بھی ملیکی خبردار ہو جانا۔

جمعہ کی نماز جب ختم کردو۔ فارغ اور ہو جاؤ تو اللہ کا ذکر بصیر کرتے ہوئے دوبارہ اپنے کام کاج، کھیل کوڈ تماشے میں شریک رہو۔ اسکی اجازت اور سہولت دی گئی ہے۔ اس دن دنیا کا کاروبار تجارت بند کردو۔ اور اللہ سے آخرت کا کاروبار تجارت کر کے دیکھو کقدر نفع روحمانی، خوشی و مسرت حاصل ہوتی ہے۔ ہفتہ کے سات دنوں میں ایک دن کی پابندی تم اپنے اوپر بھیت سومن اور مسلمان ہونے کی تم نہیں برداشت کر سکتے تو پھر کطریج کے مومن اور مسلمان ہوئے۔ اللہ کو ناراض کر کے کیا تم اس دنیا میں عزت سے، صحت وسلامت سے، جان ومال کی اماں سے رہ سکو گے!!

اللہ کی ساری دیگر مخلوقات صفت بنا کر اڑتی ہوئی اللہ کی حمد و شناذ کراور بصیرت میں تم صبح و شام آسمانوں میں انہیں نکھلیوں میں اطمینا ہوا دیکھو گے۔ یہ اپنی اپنی آوازوں میں اللہ کی

حمد و نماز رکے رہے ہیں۔ اللہ نے ان لی وجہ ان میں عبادت اور بندی کا طریقہ رکھ دیا ہے۔ وہ اُس کے پابند فطرت ہیں۔ اور انسان اشرف و عظیم مخلوق کو قانونِ ائمہ اور مشیت خداوندی کا پابند بنایا گیا ہے۔ عقل و سمجھ بُدایت کے ساتھ قرآن اُس کو دیا گیا۔ اللہ کے رسول کی رہنمائی ان کی سنت کا طریقہ سائے رکھ دیا گیا ہے پھر بھی غلط ہے۔ بھول ہے۔ نافرمانی ہے۔ اللہ سے لے تعلقی۔ سرکشی اور بغاوت ہے۔ جانتے ہو اس کا نجام کیا ہو گا؟ نہ دنیا میں صحت و سلامتی اور خوشی چین سکون ملیجھا اور نہ آخرت ہی ملیجگی۔

موت کی تمنا تو وہی لوگ کرتے ہیں جنہیں اپنے رب سے ملنے اور ملاقات کی جستجو اور خواہش رہتی ہے۔ وہ اللہ کے مومن لور مسقی بندے ہوتے ہیں جو موت سے محبراۓ نہیں اور نہ پریشان ہوتے ہیں۔ موت اور قبر دونوں کا ایک ہی راہ گذر اور آخرت میں پل صراط سے جنت کی گذرگاہیں ہوتی ہیں۔ اور مومن بلا جھگٹ بے خوف و خطر ان راہ گذاروں سے گذر جاتا ہے۔ قیدِ حیات بند غم، اصل میں دونوں ایک ہیں۔ دنیا کی لذت اور عیش سے بے نیاز لا پروا لوگ دنیا کی حرث و طمع سے بے کاغذے والے مسقی بندے آسمانی سے یہ دنیا چھوڑنیوالے ہوتے ہیں۔ تم بہترین امتِ کھلائتے ہو۔ تمہارے پاس اللہ کا کلام قرآن مجید موجود ہے۔ ہر وقت اللہ کی بدایت و نصیحتِ محلمی محفوظ ہے۔ اللہ کے رسول کی ساری زندگی کا نمونہ موجود ہے۔ لبی رہنمائی بدایت و نصیحت کے لئے اور کیا جائیں۔

آخرت کی نجات اور بخشش کا گناہوں کی معافی کے لئے طریقہ سکھلدا یا گیا ہے۔ اللہ کے رسول کی اتباع اور پیروی اور سنت پر عمل کرنا بہت برمیکر نعمت اور دولت مسلمانوں کو ملی ہے۔ اللہ کی رضا و خوشی کے لئے ہر وقت مستلاشی رہو۔ اللہ کو کبھی بھی ناراض اور ناخوش مت رکھو۔ اللہ ناراض ہو جائے تو ساری دنیا تمہاری دشمن ہو جائیگی۔ تم زمین پر بکت بھی نہ سکو گے۔ اللہ کو راضی اور خوش کرلو گے تو ساری کائنات، ساری دنیا تمہاری ہو جائیگی اور تمہارے اشارتے و مرضی پر کام کرنے لگے گی۔ یہ وہ نفع کیا، ذکر، تسبیح، حمد و نشا کا ہے جو ہر وقت زبان سے جاری رہنا جائیے۔ اس کا سرور اور کیف و شری، دل پر اور دل کے چین و سکون کے ساتھ کیا اثر دکھاتی ہے اُس کو محسوس کرو۔ رزق کی تلاش اور فکر میں نماز سے خالق اور اللہ کی یاد سے خالق، جمیع کی نماز سے علیحدہ کیوں ہو گئے۔ کیا اللہ کے رزق عطا کرنے اور روزی رسان ہونے پر تم کو بکش و شہر ہے۔ جمعہ کے دن کار و بار تجارت بند رکھیں گے تو کھائیں گے کیا؟ اور کھائیں گے کیا؟!۔ یعنی بات کے اندر یہ نہ تھے کہ تم کو جمیع کی چھٹی کے نامہ سے روکا ہے۔

جمہ کی نماز سے غفلت و سُرگی اسی وجہ سے ہے۔ پاکی جسم کی اور کپڑوں کی صفائی صحت کے لئے ضروری ہے۔ اس کا ہر ہفتہ بندوبست کرو اور نماز جمعہ ادا کرو۔ اس کے بعد آدھے دن کی تجارت اللہ کے ذکر بیخ سے شروع کرو۔ سارے دن کا نفع آدھے دن میں حاصل کرو۔

اس کا وعدہ اس سورت میں کیا گیا ہے۔

راجتھائی دعائیں اجتماعی مغفرت و بخشش اور معافی بھی ملی۔ اور اللہ کی حضوری میں حاضری بھی شمار ہوئی۔ دن کے اعمال نامے میں وہ سب کچھ فلمایا گیا اور روز آخرت کے لئے گواہی اور شبوت بھی فراہم ہوا، عبادت بھی ہوئی، ساری نعمتیں جمعہ کے دن کی تم چھوڑ رہے ہو کیا کر رہے ہو۔ ذرا سوچو غور کرو۔ قرآن جگہ جگہ تاکید کرتا ہے کہ قرآن پڑھو، اسکی آیات میں غور و فکر کرو۔ ہمارے فائدے نفع کی باتیں قرآن بتاتا ہے۔ تم کو پاک صاف پاکیزہ بناتا ہے۔ خیر کثیر اور نفع آخرت کی طرف پہنچاتا ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ ہمارا قلب اور ذہن آکودہ ہے۔ دل میں ذہن میں وہ بات نہیں ساتھی جو قرآن سمجھاتا اور سکھاتا ہے۔ اللہ کے رشتہ قائم کرتا ہے۔ جب تک ذہن اندر سے دل کی تکلیف و ذہن سے ہم آہنگ نہیں ہو گا نہ مومن ہوئے کا کوئی فائدہ ہو گا نہ نماز کی طرف رغبت ہوگی اور نہ قرآن پڑھنے کا کوئی فائدہ ہو گا۔ ایک دھوکا اور فریب ساتھ رہیا کہ ہم مومن میں مسلمان ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں کچھ بھی نہیں ہیں۔ منافقت ہے ریا کاری ہے۔ چنانچہ الگی سورت ۲۳ المناقول میں وہی بات سمجھاتی جا رہی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَذَا جَاءُكُمْ مُّهَاجِرُهُمْ هُنَّا كُنُّا نَسْرَرُهُمْ هُنَّا
.....
اَذَا جَاءُكُمُ الْمُنَّا قُولُهُمْ نَشَدِّدُ اِنْكُثْ لِرَسُولِ اللَّهِ.....

نمبر ۲۳۔ سورہ المناقول۔

مسلمانوں کو مُناقیین کی پیچان کروانی جا رہی ہے۔ اللہ نے ان لوگوں کو سنت دل بنان کر ان پر مہر لگادی ہے کہ وہ اپسی اصلیت کبھی چھپا نہیں سکتے۔ جھوٹ بولیں گے ہر بات میں۔ جھوٹی بات کا یقین دلانے کے لئے اللہ کی جھوٹی قسمیں کھائیں گے، ظاہر واری کے

اخلاق، موقعہ بموقعہ بات کے بدلتے والے۔ چہروں سے معموم بناؤٹی، اچھے ڈیل ڈوگ کے، مطلب بنانے کے لئے چکنی چپری باتیں بنائیں گے، چربت زبان اور موقعہ شناس۔ ہر موقعے پر آدمی سے مختلف بات کریں والے۔ مسلمانوں پر طعن و تشیع الزام رکھنے والے۔ ڈرپوک اتنے کہ ذرا سے دھمکی سے خوف زدہ ہو جائیں گے کہ کہیں اللہ کی طرف سے کوئی صیحت لغت اور پھٹکار ان پر نہ آجائے۔ اللہ نے اپنے صیب کو ہر وقت ہر موقعہ پر ان منافقین سے بچاتا رہا ہے۔ اور مسلمانوں کو ان کی شناخت کروادی کہ ان سے ہوشیار ہیں۔ ان کی صحبت سے دور ہیں۔ ان کے لئے مغفرت بخش کی دعا نہ کرنا۔ مسلمان تو اطیعو اللہ اور اطیعو الرسول پر عمل کرنیوالے بصیر و شام ذگر، گنجی حمد و شناسی مشفول رہنے والے۔ ہر وقت اللہ کا ڈر اور خوف دل میں رکھنے والے کہ اللہ ان کو ہر وقت دیکھتا اور سنتا رہتا ہے۔ قرآن نے ایک ایک چیزیں صاف کھوں کر بیان کر دی ہے۔ مسلمانوں کے دین اور ایمان کی خواست کے احکامات پر سختی سے قائم رہو۔ کہیں تمہاری بیوی سچے۔ تمہارا مال تجارت کاروبار کی مصروفیت تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے۔ اور تم اللہ کو اس کے احسانات کو بھول جاؤ۔ اور منافقت کی پالیسی پر عمل کرنے لگو۔ جھوٹ بولو۔ جھوٹی قسمیں سمجھانے لگو۔ اصل بات چھپائے لگو۔ دنیا سے رغبت اور دلپتی دنیا کا حرض اور لیخ موسن بندوں کو ذرا سے نفع کے لیخ اور حرض میں منافق بنادتا ہے۔ جھوٹ بولنا جھوٹی قسمیں سمجھا کر لیں دن میں نفع سمجھانے اور مال فروخت کرنے کے لئے سب کچھ دن رات ہمارے ساتھ ہوتا رہتا ہے۔ خبردار! کبھی ایسا نہ کرنا۔ اور موسن سے منافق نہ بن جانا۔ ورنہ تمہاری مغفرت اور بخشش کی رہی سی امید بھی نہ رہے گی۔ تم پر اللہ کی لعنت و پھٹکار ہو گی پھر تم کس نے منافقت کی زندگی جھوٹ اور فربد جھوک کے کاروبار و معاملات میں مسلمانوں کو جھوٹ و جھوک کا فریب دیتے رہتے ہو۔ قرآن خبردار کرتا ہے۔ موسن کی صفات اور منافق کی صفات کھوں کر صاف صاف بیان کرتا رہتا ہے۔ ذرا سی بھوک۔ کوئی ہی غلط تم کو بڑے تھکان میں نہ ڈال دے پھر خارثے سے کوئی بچائے والا نہ ہو گا۔

صدقہ و خیرات دیتے رہو اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہو۔ اس سے چھوٹے چھوٹے گناہ معااف ہوتے رہتے ہیں۔ بخش و مغفرت ہونے کی امید اللہ سے رہتی ہے۔ اللہ کی بندگی اور اطاعت میں زندگی گذارو۔ صدقہ و خیرات موت کی سختی اور موت کے بعد کے عذاب سے بچاتی ہے۔ صدقہ خیرات زندگی بھر جادی رکھو۔ اللہ تمہارے ہر کام کی خبر رکھتا

حَسْبُكَ هُنْدَرَ مَافِي الْمَوَاتِ وَمَافِي الْأَرْضِ لَهُ الْمَلَكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

نمبر ۶۳ - سورہ التَّعَابُ -

ساری خوبیاں حَمْدَوْثَا اور تَعْلِیمَ اسْ خدا نے بزرگ و برتر کے لئے جو آسمانوں کا مالک ہے۔ لوگوں کے دلوں کے اندر کے پوشیدہ بھیج جانے والا اور ان کی ساری حقیقت سے واقفِ اللہ ہے۔ اللہ کے احسانات و انعامات اور کرامات کو مانے بغیر ان کا شکر یہ احسان ادا کئے بغیر تم اس دنیا میں کس طرح چین و آرام سے زندگی گذارو گے۔ تم کو تو اس زمین پر اللہ کا نیک ڈرخوف رکھنے والا۔ شکر گذار بندہ بن کر رہنا چاہیے تھا۔ چہ جائیکہ اللہ سے سرکشی بُناوَت اور نَافِعَانِی؟ تم کس طرح اللہ کے بندے کے کھلاؤ گے؟! یاد رکھو۔ اس زمین پر رہنا ہے اور زندگی کی سائنس کو آتے جاتے رکھنا ہے تو ایک ہی صورت ہے کہ اللہ کا بندہ بن کر رہو۔ اللہ کی یاد زبان پر اور دل میں رہے۔ اللہ کا ڈرخوف ہر وقت ساتھ رہے۔ اللہ کی عبادت و بندگی نماز میں تم پابندی کرو۔ اپنی غفلت ملودستی للپرواہی سے باہر نکل آؤ۔ اللہ کے احسانات انعامات دیکھو۔ اس نے تو سارے انسانوں کو پوری پوری نعمتوں کے ساتھ یکساں مان کے پیٹ سے مکمل کر کے اس دنیا میں لایا۔ سب اللہ کے برابری کے مساوی بندے ہیں۔ پھر ان بندوں میں سے مختلف گروہ اور جماعتیں۔ عقیدے اور مُسلک، کوئی کافر ہے اور کوئی منافق ہے اور کوئی مشرک ہے اور کوئی بُت کو پوجتا ہے اور کوئی ستارہ پرست ہو گیا کوئی آئش پرست بن گیا ہے۔ یہ سب کیوں ہوا؟۔

اسان کو اللہ نے عقل، سوچ، فکر و ادراک، سمجھ و فہم دے کر خود مختار بنا کر چھوڑا ہے۔ اس ذرا سی خود مختاری میں وہ بھٹک گیا اور اپنی تخلیق کے مقصدے اپنے بنانے والے اللہ کی نیشا اور مصلحت سے بُت گیا اور اپنی گمراہی۔ جہالت و منافقت اور بُت دھرمی و ناشکری اور نافرمانی کے دھونکے کھانے لگا۔ یہ سب اس کے اندر نفس کی شرارت عقل کی گمراہی کے سبب ہوا۔ اور نفس ہی سے روز قیامت پوچھا جائیگا۔ کہ عقل کا صحیح فیصلہ دین اسلام کی پیغمبری را سے کیوں نہ ہوا۔ کیوں پیغمبری را احتیار کر گئے۔ اللہ دلوں کے اندر کے نفس کو

جاناتا اور پہچانتا ہے۔ اسی لئے اس کی رحمت و کرم نے انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے انبیاء مبلغہ کا سلسلہ شروع ہی سے قائم رکھا تھا۔ حضرت نوح مبلغہ اور حضرت ابراہیم مبلغہ کے دور سے یہ سلسلہ انبیاء مبلغہ مسلسل قائم رہا ہے۔ پھر بھی سرکش طبیعت مزاج کی مناقبت ہے، صند نے ان کو کبھی سیدھے راستے پر نہیں آنے دیا۔ قرآن نے ساری تفصیل بیان کر دی ہے۔ پچھلی قوموں کے عروج و زوال کی تاریخ سامنے رکھدی ہے۔ عاد و ثمود۔ لوٹ۔ اصحابِ مدین اور اصحابِ الایک سب کے ساتھ کیا ہوا اور سب کا انعام ہلاکت مُربادی کیوں ہوتا رہا۔ یہ سب باتیں ذہن میں رکھو اور لپڑی اسی شرارۃ۔ صند اور مناقبت سے باز آجائو۔ اب ہدایت کے لئے کوئی پیغمبر نہیں آئیوالا۔ صرف ایک کتاب قرآن مجید باقی ہے۔ وہ بھی تم پڑھتے نہیں۔ اس میں غور و فکر کرتے نہیں۔ پھر تمہاری ہدایت و نصیحت بھلائی کی کیا توقع ہے؟ ایک دن مقرر ہے موت کا، اور آخرت کے حساب و کتاب کا، یومِ حساب فیصلہ کا دن ہے۔ حساب کا دن ضرور آئیوالا ہے۔ تم اس سے دور کیوں ہوتے جا رہے ہو اور کیا کرو رہے ہو؟ یہ دنیا امتحان گاہ ہے۔ پیدائش سے آزمائش ہوتی رہتی ہے۔ جوانی میں بیوی اور بچوں کی آزمائش، گھر سے شروع ہو جاتی ہے اور انسان اللہ سے اللہ کے ڈر خوف سے اور آخرت سے دور ہوتا جاتا ہے۔ خلط راستوں پر دنیا کمانے اور دنیا کی حرص و لذت میں بال بچوں کی جائز و تاجائز فرمائشات کے پورا کرنے میں صیغ کو غلط اور غلط کو صیغ حلال و حرام میں تیز اٹھا دیتا ہے۔ اور نفس کی خواہشات حرص و لذت میں دن کے احکامات خداوندی کے حدود کو توڑ کر آگے نکل جاتا ہے۔ اور پھر موت تک اسکو مہلت ہی نہیں ملتی۔ موت کے ڈر اور خوف سے روز نے لگپتا نے لگتا ہے۔ موت سے بچنے کے لئے زندگی بچانے کے لئے حرام دولت لے کر میخاتاکش کرتا ہے۔ اور کون میخا اسکی جان بجا سکتا ہے موت کے منہ سے اسکو بجا کر نہال سکتا ہے۔ موت کا ذکر سورہ الجمعہ کی آیت (۸) سے برابر ہر سوت میں ہو رہا ہے۔ موت ہر ایک کے لئے آئیوالی ہے۔ مومن ہو یا کافر منافق ہو یا مشرک کوئی بھی موت سے نہیں بچے گا۔ کل نفس ذاتِ الموت ۵ مومن کو اپنی موت کا ڈر خوف بالکل نہیں ہوتا۔ وہ تو اللہ کا فرمائ بردار اور اطاعت گزار بندہ صبح و شام اس کارابطہ و تعلق اللہ کے ساتھ وابستہ رہتا ہے۔ وہ اللہ کی یاد میں اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے مگن اور مست رہتا ہے۔ اللہ کے دیدار کا مشتاق اپنے محبوب سے ملنے کی تمنا میں ہر وقت اس کا نام زبان پر لاتا اور یاد کرتا ہجڑ کے فراق کے دن کاٹنے اور

سورہ منافقوں ۲۳ کی آیت ۰۱ میں موت سے بچنے کی ترکیب بنائی گئی ہے۔ موت تو ہر حالت میں آئی ہے۔ اس سے بچنے کی ایک صورت یہ ہے کہ اللہ کا ذکر، اللہ کی یاد اور اسکی تسبیح میں اللہ سے لوگا وہ اور صدقہ خیرات کرتے رہو۔ صدقہ خیرات سے گناہ کم ہوتے رہتے ہیں۔ قبر کا عذاب کم ہو جاتا ہے۔ موت کی تکلیف اور اذیت مکرات کا حالمِ مر نیوا لے کو نہیں آتا اور نہ قبر کا عذاب ہوتا ہے۔ مومن کے لئے اللہ کا ذکر اور اللہ کی یاد پانچ اوقات کی نماز کی حاضری۔ صدقہ و خیرات۔ ذکر و اذکار یہ اسکی موت کو آسان بنادیتے ہیں۔ اس کی مغفرت کے سامان دنیا ہی میں وہ تیار کرتا رہتا ہے۔ اسی کو ساتھ لے کر قبر میں جاتا ہے۔ اللہ کو سب خبر رہتی ہے کہ دل کے اندر کیا چھپا ہوا ہے۔ ظاہرہ عمل کس نیت سے ہو رہا ہے۔ اور موت کا ذر۔ موت کے بعد کی زندگی کا تعین، یومِ لغائب کی روز قیامت کی جواب دہی کا احساس اس کی دنیا میں آخرت سنوارتا رہتا ہیں۔

بات ہو رہی تھی ہر انسان کی اپنی اپنی سُوچ و عقیدے اور عمل کی۔ عقیدہ پاک صاف توحیدِ الہی اور رسالتِ محمدی کا ہونا ضروری ہے۔ موت کے بعد کا یقین حکم، آخرت کی جواب دہی کی ذمے داری، اور اللہ کا خوف، اللہ کی یاد اور ذکر یہ وہ نفحہ کیا قرآن بتاتا ہے کہ یہ دنیا کی زندگی بھی احتیاط سے گذرے گی اور آخرت بھی سنور جائیگی۔ فیصلہ کا دن مقرر ہے۔ اس کا یقین مضبوط اور حکم ہونا ضروری ہے۔ عقیدہ آخرت کا یقین قرآن کی سب سے پہلی سورتِ البقرہ سے بیان ہو رہا ہے جو دن کی بنیاد ہے۔ اسکے بغیر اور کوئی صورت نجات و مغفرت اور بخشش کی نہیں ہے۔ اللہ بنے نیاز لا شریک ہے۔ اسکو تمہاری بندگی ذکر و تسبیح کی ضرورت نہیں ہے تم اللہ کے قریب صرف ذکر و اذکار سے۔ نماز سے، بندگی سے، تعلق و درستہ جوڑ کر ہی اپنی نجات حاصل کر سکتے ہو۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَقْتَهُ مِنَ النِّسَاءِ فَلْلَاقُوهُنَّ لَعْدَ تَهْنٍ وَاحْصُوا الْعِدَةَ وَالْقَوَالِيدَ

نمبر ۶۵ - سورہ طلاق -

سے ابھی سورت سے۔ جو، کامِ خلط استعمال، بغیر احکام خداوندی، اور، و آنہ،

حدیث کی اعلانیہ خلاف ورزی میں ہو رہا ہے زیادہ توجہ طلب ہے۔ یہ سورت ایک علیحدہ موضوع بن کر آیات طلاق سورہ البقرہ کی آیات ۲۲ کی وضاحت کرنے اور علظیم فہیمان صحابہ رسول کے درمیان طلاق کے بارے میں پیدا ہو رہی تھیں اسکی شروع کر رہی ہے۔ اللہ کے نبی کو حکم دیا جا رہا ہے کہ طلاق کے بارے میں لوگوں کو بتاؤ کہ طلاق کس طرح اور کس حالت اور کن صورتوں میں دیجا سکتی ہے۔ یہ بہت اہم وضاحت ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔ اس سورت کا تعلق تربیت کے لحاظ سے قائم ہے۔ میاں بیوی کے درمیان جگڑے کی بات چیت کو اللہ تعالیٰ دیکھتا اور سنتا رہتا ہے۔ اللہ ہر جگہ موجود رہتا ہے۔ یہی سورت طلاق کی میاں بیوی کے گھر میلو جگڑے کے باعث پیدا ہوتی ہے اور وہاں بھی اللہ تعالیٰ سنتا اور دیکھتا رہتا ہے۔ مومن کے ذہن میں اللہ کا ڈر خوف۔ اللہ کی ہر وقت موجودگی کا احساس اور ایمان ضروری ہے۔ دوسری بات مرد اور عورت کی تینتوں کو بھی اللہ خوب جانتا ہے کہ عمومی جگہم طلاق پر کیوں ختم ہو سکتا ہے۔

سورہ البقرہ کی آیت ۲۲۹ اور ۳۰ سے علظیم فہی پیدا ہوتی کہ طلاق دوبار دیجائے یا تین بار دیجائے تکاہ میں رکھا جائے یا تکاہ سے فتح تکاہ ہو یا طلاق سے بالکل علیحدگی عمل میں آئے۔ اس کی نزاکت اور اہمیت بیان کرنے پر سورہ طلاق آئی ہے اور موضوع طلاق پر بحث کی گئی ہے۔ عورتوں کو جب بھی طلاق دو تو "طہر" پاکی، صفائی، غسل کی، طہارت کی حالت میں طلاق دو۔ اور عدالت کا خیال رکھو۔ حاکم حیض میں بیوی کو طلاق نہیں ہوتی۔ جب حیض سے پاک صاف ہو جائے تو طہر کی حالت میں طلاق دو۔ اسکو عدالت کہا گیا ہے۔ جو دوسرے حیض تک قائم رہتی ہے۔ دوسرے حیض کے غسل کے بعد تم کو اختیار دیا گیا ہے کہ بیوی سے صلح کر لو یا طلاق واپس لے لو۔ اور اپنی زوجہ بنالو۔ اگر تم ایسا نہ کر سکو تو پر دوسرا حیض لگز جائے اور عورت دوسری بار غسل کر کے پاک صاف ہو جائے تو پھر بھی تم کو اختیار اور مہلت دی گئی ہے کہ میاں بیوی دونوں اپنی ازدواجی زندگی اور معاشرت، اولاد کی بہبودی، بھلانی کے پیش نظر اپنا فیصلہ واپس لے سکتے ہیں۔ مرد کو فرضیت دی گئی کہ اختیار اس کا ہے وہ اپنا فیصلہ طلاق کا دوسرا بار واپس لے لے اور اپنی بیوی سے تعلقات قائم کر لے۔ دوبار اس طرح اجازت مہلت اور موقعہ دیا گیا ہے۔ میاں بیوی کے درمیان طلاق واقع ہونے کے نئے صلح امن دوستی کی یہ صورت بھائی گئی ہے۔ اللہ نہیں چاہتا کہ میاں بیوی میں جگڑا طلاق مک

معاشرہ پر، خاندانی تعلقات کے خراب ہونے اور ٹوٹنے پر اثر انداز ہوں۔ پھر خاندان کے طرفین کے بزرگوں کو بھی موقعہ دیا گیا ہے کہ اصل صورت حال کا جائزہ لیں اور حق اور رانصاف کا فیصلہ اس دوستی کا طریقہ نکالیں۔ افہام اور تفہیم کا راستہ نکالیں اللہ کے احکامات قرآنی کا مذائق اور کھلیل تماثل نہ بنائیں۔

اگر یہ دوبارہ کی عدت اور دوچیخت گذر جائیں اور طہر کی دوسرا ہی حالت بھی صالح گردی جائے تو پھر تیسرا چیخ شروع ہو جائیگا۔ ساری سولتیں ختم ہو گئیں اور فیصلہ تیسرے چیخ کے ختم پر خود نوو ہو چکا ہو گا۔ اب دونوں کے لئے علیحدگی ہو گئی اور دونوں شائستہ طریقہ سے علیحدہ ہو جائیں۔ عورت کا حق ہر مرد کے ذمے ادا کرنا ہے۔ عورت کا وضیع ہے۔ وہ نقد پیشہ ادا کر کے عورت کے سامان جیز جو اسکی ملکیت میں دیدیا جا چکا تھا وہ سب اس کا حق ہے۔ کوئی چیز اس سے واپس نہیں لو۔ سب کچھ دیدیں ہے۔ جو کچھ اس نے استعمال کر لیا اس کا مال ہے۔

حضرت عمرؓ کے دوسرے لڑکے سالم ابن عمرؓ نے یہ قرآنی احکامات کے نازل ہونے کے بعد اسی طرح عمل کیا تھا۔ عدت کی مدت میں جو اپر بتائی گئی ہے عورتوں کو اپنے گھر سے مت کالو اور نہ جانے دو۔ اس مدت میں عورت کا خرچ نفقة کھانا پینا اور رہنا، گھر کا آرام و سولت شب کچھ اسی طرح رہیگا جو اس ارادے اور اعلان سے پہلے اسکو حاصل تھا۔ اس لئے کہ اس مدت عدت میں شوہر کو حق حاصل رہتا ہے کہ طلاق واپس لے لئے اوڑا پینا فیصلہ بدلتے۔ اس کے لئے دونوں کی ایک ہی گھر میں ایک جگہ موجود گئی اور کھانا پینا رہنا اسہنا ضروری ہے۔ اگر طلاق کا فیصلہ حتیٰ ہو چکا اور ایک ہی بار قطعی علیحدگی کا فیصلہ ہو چکا تو پھر نفقة نہیں ہے۔ اور نہ خرچ دینا ضروری ہے۔ دونوں فیصلے سننے سنائے کے بعد فوراً لا تعلق علیحدگی ہو کر علیحدگی کر لیں۔ جو شخص بھی اللہ کے اس قرآنی فیصلے کے خلاف عمل کر گیا وہ اپنا نقصان آپ کر گیا وہ اللہ کا مجرم ہو گا۔ اللہ سے سزا پائیگا۔ جب عورت کی طلاق ہو جائے تو حسن معاشرت سلوک و مسلوک سے علیحدگی کر دو۔ ایک دوسرے کو برا بخلافت کہو۔ دونوں اس فیصلے میں شریک ہونے اور دونوں کا مستقہ فیصلہ ہوا پھر نہ اصلاح کی کوئی بات ہوئی۔ اس واپسی پر دونوں طرف سے لے لو۔ جس طرح شادی کے وقت دو گواہ لئے تھے۔ اس طرح علیحدگی کے دو دو گواہوں کا اعلان اور مشیر ہو۔ لوگوں کو بھی معلومات ہوں۔ میاں بیوی کی

کہ اللہ ہر وقت بے کے ساتھ وہاں موجود ہوتا ہے۔ دیکھتا اور سنتا رہتا ہے۔ کون حق پر ہے اور کون ناحق ہے۔ کون ظالم ہے اور کون مظلوم ہے۔ وہ بے کچھ جانتا ہے۔ اسے اس علیحدگی میں اللہ کی مصلحت و مثنا اور پسند بھی شامل رہتی ہے۔ ممکن ہے اللہ ان دونوں کو جو اللہ سے ڈر نیواں لے اور اللہ کا ڈر و خوف دل میں رکھ کر اپنا فیصلہ قرآن کے احکامات پر قبول کرنے ہیں۔ اللہ ان کی فراغتی اور ان کی بہترین آئندہ دوسرا زندگی کے لئے بہترین سامان پیدا کر دے۔ مسلمان مرد کو دوسرا مسلمان اچھی بیوی عطا کرے اور مسلمان عورت کو دوسرا بہترین شوہر عطا کرے۔ اور دونوں کو اولاد سے دولت مال و جایزادے سے خوشحال کرے اور ازدواجی زندگی کا میاب بنائے۔ یہ سورت حکم دستی ہے کہ جب تم دونوں نے قرآنی احکامات کے مطابق اللہ کے ڈر خوف کے ساتھ اپنا فیصلہ علیحدگی کا کرہی لیا تو قرآنی احکامات کی پوری پوری پابندی دونوں پر لازم ہے کہ اللہ سے رجوع رہے۔ نماز مکی پابندی کے ساتھ تیز۔ ذکر و اذکار زیادہ سے زیادہ جاری رکھے تاکہ اللہ کی توجہ۔ التفات اور اللہ کی نظر میں ہر وقت اس کا تابع دار بندہ حاضر رہے۔ کثرت استغفار اور ذکر ہر غم و رنج اور مصیبت کو دور کر دتا ہے۔ غم و اکم کو زائل کر دتا ہے۔ اور ایسی جگہ سے روزی اور فراغتی کے اسباب پیدا کرتا ہے کہ جہاں خیال نہیں گزرتا۔ جہاں کا وہم و گھمان بھی نہ ہوتا۔ یہ اس کے لئے جو قرآن کے مطابق اور رسول اللہ کی سنت کے مطابق طلاق دی جائے۔ دوسرے بہتر رشتے اور ساتھی اللہ پیدا کرتا ہے۔

انسان اپنے گناہوں کی وجہ سے خود ہی گرفتار مصائب اور غم ہوتا ہے۔ گناہوں کی وجہ سے اپنی روزی کھمو بیٹھتا ہے۔ اس کی دعا اور استغفار اسکی تقدیر کو نہما کرلاتی ہے۔ اللہ کے ہوجاؤ۔ اللہ کے رسول کی سنت کے مطابق عمل کرتے رہو۔ دنیا سے فیض پاؤ گے۔ مشکلات آسان ہو جائیں گی۔ رنج و اکم دکھ اور تکفیف میں شخاء اور غیبی انداد شامل ہو جائیگی۔ اللہ پر بھروسہ اور اللہ کا سہارا طلب کرتے رہو۔ اللہ کا سہارا بڑی چیز ہے۔ اللہ ہر وقت موجود رہتا ہے۔ تم کو سنتا دیکھتا رہتا ہے۔ اسکی حاضری میں تمہاری حضوری زبان سے، ذکر سے، نماز سے تم کو ہر وقت اللہ سے قریب رکھیں گے۔ اللہ اپسی مرضی مثنا اور حکمت کے بھت فصلے اپنے بندوں پر آناتا رہتا ہے۔ اس نے ہمیں یہی سے تقدیروں میں جوڑوں کا ملاپ اور علیحدگی بے کچھ لکھ دیا ہے اور ہر کام اسی تقدیر کے مطابق ہونتے رہتے ہیں۔ انسان اپنے ہر فصلے پر صادر اور ذکر رہے۔ اللہ کو ذکر و اذکار میں یاد رکھے۔

عِدَّتْ تِينَ حِصْنَ كَيْ بَدَلَتْ تِينَ مَاهَ مُقْرَرَ كَرْدِيْ گَتِيْ ہے۔ اور اسی طرح بچپن کی شادی کی صورت میں لڑکی ابھی یالغ نہیں ہوئی جس کے حیض کی آمدابی شروع نہیں ہوئی اور اگر طلاق ہو جائے تو بھی اسکی عِدَّتْ تِينَ مَاهَ رہیگی۔ حمل والی عورت کی عِدَّتْ پچھے کی پیدائش تک مقرر ہے۔ خواہ و ضع حمل شوہر کے انتقال کے دو دن کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔ شوہر کے انتقال پر عِدَّتْ چارہ مَاهَ دَسْ دن مقرر ہے۔ مگر مطلاقہ اور حاملہ کی عِدَّتْ و ضع حمل تک رہیگی۔ چار مَاهَ دَسْ دن کی عِدَّتْ اس پر لازم نہیں آتیگی۔

سُورَهُ طلاق سُورَهُ الْبَقَرَهُ کے بعد نازل ہوئی۔ اس نے طلاق کے احکامات میں سُورَهُ طلاق سے رہنمائی ہوگی۔ سُورَهُ الْبَقَرَهُ سے رہنمائی نہیں ملیگی۔ اصل میں اللہ کے درخوف کو سامنے رکھنا ہے۔ مُوْمِن کا تَعْوِیْنِ ایمان اور آخرت کا درخوف اسکی خود بخود رہنمائی کرتا ہے۔ سیدھے طریقے پر لاکھڑا کر دلتا ہے۔ کسی اور کے مشورے اور سبیق سکھانے پڑھانے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ مستقی کو اجر عظیم ملتا ہے۔ (سُورَهُ الْبَقَرَهُ ۲۳۶-۲۳۲) اسکونہ من چیز سکنتم من وحد کم..... مطلاقہ عورتوں کو اگر وہ سہارا طلب کریں تو ان کو سکونت دو۔ اگر تم رکھتے ہو۔ سُجَّدَ دو اور انہیں تنگ اور پریشان مَتْ کرو اور نہ ضرر پہنچاؤ۔ اگر حاملہ ہوں تو ان کا خرچ برداشت کرو۔ یہاں تک کہ وضع حمل ہو جائے۔ اگر تمہاری خواہش پر وہ نومولود کو دو دھپلائیں اور ان کی پرورش کریں تو ان کا خرچ برداشت کرو۔ ان کو اجرت دیدو۔ اور وستوں کے مطابق آپس میں مشورہ کرو۔ عورت کو سچے کی دو دھپلائی اور پرورش کے لئے لپنی بجائت اور کنجوٹی سے کام مَتْ لو۔ حِسْنَ حِسْنَتْ و اِسْتَطاعَتْ کے جو کچھ دے سکتے ہو وہ دو اللہ پاک کسی کو بھی اسکی حیثیت سے زیادہ تکلیف میں نہیں ڈالتا۔ مال دار آدمی کے لئے اللہ و سوں حصے کی خیرات کا حکم دلتا ہے۔ اور مال دار نہیں تو حبِ حیثیت کے وہ صدقہ خیرات ادا کرے۔ اللہ سُنْنَتْ کے بعد خوش حال فراغی دینے کا وصہ کرتا ہے۔ پچھلی قوموں پر اللہ کا حذاب اس نے آیا کہ انہوں نے اللہ کے حکم کے خلاف عمل کیا تھا۔ رسول اللہ کی سُنْتْ کے خلاف عمل کیا اور اللہ کے حذاب سے نذر اور بے خوف ہو گئے تھے۔ قرآن نصیحت کرتا ہے کہ اللہ کے حکم کے خلاف رسول اللہ کی سُنْتْ اور بیرونی کے خلاف عمل نہیں کرنا اور نہ من مافی چلانا۔ مسلمان ہو تو اسلامی فریَّعَتْ والی زندگی گذارو۔ غیر اسلامی زندگی مت گذارو۔ مسلمان بن کر رہو۔ اور مسلمان کی موت مریو۔ موت کے بعد جانا تو اللہ ہی کی طرف ہے اُسی کے پاس حاضری ہوگی اسکو ذہن میں رکھو۔

قرآن نے ذر کا لفظ، جہاں جہاں بیان کیا ہے۔ یہی "عَنْ تِزْنَا الْذَّلَّ" اس سے مراد
قرآن اور اُسکی بدایات ہیں۔ اور اللہ کے رسول نے اس پر پورا پورا عمل کر کے دکھایا ہے۔
قرآن پڑھو۔ رسول اللہ کی پیروی کرو۔ دونوں ایک ہی چیز ہے۔ اطیعوَاللَّهِ وَاطیعوَالرَّسُولِ کی
تفسیر ہے۔ اللہ کے رسول نے وہی پہنچایا جو قرآن نے اشارا ہے۔ قرآن نے اپنے مقصد
کی تکمیل کے فرائض اللہ کے رسول سے پورا کروائے۔ "يَتَكُونُ عَلَيْهِمْ آيَاتٌ وَيَزَّهُمْ وَيَعْلَمُمْ رِكْتَابَ وَالْحَكْمَةَ"۔ اللہ کے رسول نے یہ ذمہ داری پوری کر دی۔ قرآن کی وحی آسمانوں کا سورہ
ہے۔ اور کتاب نور میں ہے۔ ایمان نور ہے۔ جو مومن کے دلوں کو روشن اور جاگتا ہوا رکھتا
ہے۔ اللہ کی قدرت درحمت نے دنیا کی ہر چیز کو پسندی رحمت کے احاطے اور وسعت میں جگہ
لیا ہے۔ اللہ کی قدرت سے باہر کوئی نہیں مل سکتا۔ اور نہ اُسکی گرفت سے بچ کر نکل سکتا
ہے۔ "إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ أَقْدِيرٌ" ہے۔

یہ ساتوں آسمان اللہ کی ملکیت اور اس کے زیر انتظام مدد بر الامر کے حکم و احکامات کے
تابع ہیں۔ آسمانوں سے سارے احکامات کا نزول بدایت، ہر بُشانی و رحمت اور بُخشش و
معفرفت رزق اور موت اور حیات بت زمین کی طرف نازل ہوتے رہتے ہیں۔

زمین کے سات طبق اندر طبق جو کچھ ہے وہ اللہ کی ملکیت، حاکمیت اور الہیت کے
قانون ہے۔ زمین کی کی ملکیت نہیں۔ اللہ اس کا مالک اور وارث ہے۔ عارضی حیات اور
زندگی کے لئے زمانہ اور مکانہ ہے۔ اور موت کے بعد زمین کے اندر دفن کر دیا جانا ہے۔ پھر
اس زمین کی ناجائز ملکیت پر اور اس پر قبضہ جما کر بخٹھنے اور زمین سے زمین پر رہنے والوں کو تم
ربے دخل کرنے لئے کرتے ہو۔ زمینوں پر ظلم سے زیادتی سے ناجائز قبضہ کیوں جھاتے ہو۔ اور
کیا تم کو یقین ہے کہ تم اس زمین پر ہمیشہ رہو گے۔ اس پر تمہارا قبضہ ہمیشہ رہیگا۔ روز
قیامت تم سے پوچھا جائیگا اس بارے میں اور تم کو جواب دینا ہوگا۔

دنیا کی تباہی کی اصل ذمے دار آبادیاں اور بستیاں خود ہوتی ہیں۔ جو احکامات
خداوندی دین اور مذہب کے خلاف کام کرتی رہتی ہیں۔ خُدواللہ کو جان بوجھ کر توڑتی رہتی
ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا عتاب اور عذاب ان قوموں پر آسمانوں سے نازل ہوتا رہتا ہے۔
اور سختی سے محاشرہ ہوتا رہتا ہے۔ حالانکہ حکومت قوت طاقت و اقتدار بہت بڑی چیز ہوتی ہے
مگر انجام ہلاکت و بر بادی کا ہوتا ہے۔ سورت طلاق کے احتیاط پر طلاق پر بحث کی گئی ہے۔
اس میں ایتدائی آیت ۲، ۳، ۴ اور ۵ میں غور سے دیکھو تو اس کو دھرا دھرا کر بیان کیا گیا

ہے۔ اُن میں اہمیت اور سرورب و پیش خرچوں و نیچی اندھیں۔ اسکے دل کو اپنے ہر
وقتِ اپنے معاملات میں اپنے گھر یا میاں بیوی کے درمیان جگہے میں دل میں رکھو۔ یہ
ڈر خوف یہ تمہاری کامیابیوں کی بُجی ہے۔ تمہاری بر بادیوں نامرا دیوں کی روک تھام ہے۔
اس سے تم کو دل کا چین و سکون اور آرام ملے گا۔ تم اُجھے بڑھتا جائیگا۔ تمہاری پریشانیاں۔ وکھو
درد، نیچ و الم سب دوسرے ہو جائیں گے۔ یہ ڈر خوف عورتوں کے بارے میں اور عورتوں سے
سلوک روا بیط۔ تعلقات جوڑے اور تعلقات ختم کرنے وقتِ دل میں رکھنا ضروری ہے۔ گھر یا
معاشرتی زندگی مرد اور عورت دونوں کی ذمے داری ہے۔ اللہ کا ڈر خوف دل میں رکھ کر
”وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ“ سے گذاریں گے تو یہ زندگی جنت، رحمت و راحت اور سکون بن جائیگی۔ اور
اگر اللہ کا ڈر خوف دل میں نہ رہا۔ جلد بازمی کی تو گھر یا زندگی منتشر اور فراق، علیحدگی بر بادی
کی صورت میں بے کچھ تباہ و بر باد ہو جائیگا۔ گھر یا زندگی میں میاں بیوی جو دو ا江山ی چھڑے
ہوئے ہیں۔ مختلف بودو باش تربیت کے الگ الگ نمونے اللہ کے حکم پر اور اللہ کے نام پر
ٹکاح کر کے نامور مسمیٰ سوچ کر جاتے ہیں۔ ایسے رفیق اور دوست بن جاتے ہیں کہ عورت
اپنا سب کچھ ایک ہی رات میں حوالے کر کے خود کو لٹا دتی اور سب کچھ مرد کے حوالے
کر دیتی ہے۔ ایسی بیوی کو رفیق سفر اور شریک حیات کو کیا تم اپنی زندگی سے یوں ہی علیحدہ
کر دو گے؟ اسکو چھوڑ دو گے۔ بعض اس بات پر کہ اس کیسا تھہ تمہاری حکم اہمیگی نہیں ہوتی۔ یا
وہ تمہارے ہم خیال و ہم شریب نہیں ہوتی۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ کا ڈر خوف ہر وقت
دل میں رکھو۔ زندگی میں گھر یا معاشرت میں بعض اہم مورڈ آتے ہیں۔ اور اہم فحصلے کرنا ہوتا
ہے۔ ہر فحصلہ اللہ کی رضا کا اللہ کے حکم کا ہونا ہے۔ اپنی حرمتی کا اپنی آنا کا اپنے غصے کا اپنی
بات منوانے کا نہیں ہونا چاہیے۔ گھر یا معاشرت میں میاں بیوی کے تعلقات باہمی میں
حقوق اور فرائض کی پایاندی کے لئے ایک دوسرے کے احترام کے لئے ہمدردی۔ حقوق اور
فرائض میں اگر اعتدال اور توازن نہ ہو تو افراط و تفریط اور لایہ رواہی سے سارے جگہے ختم
لئتے ہیں۔ چھوٹے مقصوم بچے پریشان ہوتے ہیں۔ ان کی نفیات دن رات کے گھر یا
جگہوں سے متاثر ہوتی رہتی ہے۔ بچوں کی تباہی کے ماں باپ ذمے دار بنتے ہیں۔ مستقبل
ان کا خراب ہو کر بر باد ہو جاتا ہے۔

گھر یا مسماں کا حل گھر کے باہر کھیں نہیں ہے۔ نہ عدالت میں ہے اور نہ قاضی اور
مفتش کے پاس ہے۔ اس کا حل صرف قرآن کے پاس اس آیت طلاق میں دیا گیا ہے۔

"وَمَنْ يَتَقَبَّلْنَاهُ جَاءُهُ بِخُوفٍ وَدُلُّ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ وَمَنْ كَانَ مُجْرِيَ الْأَسْرَارِ كَمَا كَانَ فَكَانَ لَهُ جُنُونٌ وَمَنْ كَانَ مُجْرِيَ الْأَسْرَارِ فَكَانَ لَهُ جُنُونٌ" جو اللہ کا دُلُّ خوف دل میں رکھے گا اس کے گھر میلو جنگلوں کا حمل اس کے پاس ہو گا۔ اللہ ہر کام کا بہتر طریقہ سے عورت کو رعایت دتا ہے۔ اسکو معاف کرتے رہنا ہے۔ در گذز کرتے رہنا ہے۔ زریں سے شفقت سے محبت سے پیار سے اسکو سمجھاتے رہنا ہے۔ بار بار سمجھانا ہے۔ اس کو دھیل دے کر اسکی ذرا ذرا اسی غفلت لایروائی پر اسکو نظر انداز کرتے رہنا ہے۔ اس کے ساتھ اخلاق، شرافت و احسان مرتوت، محبت سے پیش آئے یہ طریقے زیادہ مُوشِر اور کارگر ہوتے ہیں۔ عورت کو شیدھی راہ پر لانا ہے۔ بڑی عمر کا فرق بھی میاں بیوی کے درمیاں افہام و تفہیم میں مشکلات پیدا کر دتا ہے۔ طبیعت کے ساتھ اس قدر پختہ ہو جاتے ہیں کہ وہ زریں اور کچٹ کھو دیتے ہیں۔ کم عمر اور نیپخت عمر کی عورتوں کے مزانج اور کیفیات اور عادات اخلاق و اطوار کو آپ چھالا سکتے ہیں۔ موڑ توڑ کر اپنے دھبہ پر اپنے طریقے اور مزانج کے مُواافق بناتے ہیں۔ مگر زیادہ عمر کی عورتوں کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا۔ یہ اخلاقیات دوستواری خطوط کی طرح زیل کی پڑیوں کی طرح دُور تک جاتے ہیں آپس میں کہیں نہیں ملتے۔ ان کو اسی طرح ساتھ لے کر چلنا ہے۔ شادی خدا کی طرف کے رشتہ ہوتے ہیں۔ خدا کے حکم پر ملتے ہیں۔ اس کو ملا ہوا رکھنا ہی بہتر ہے۔ اسکو توڑ کر تھینک دینا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ علیحدگی دُوری طلاق کی پسند نہیں ہے اسکو روکے رکھو اور اس کا حمل نہالو کوئی تدبیر سوچو۔

قرآن خود اس کا حل تجویز کر دیتا ہے۔ کہ در گذز اور معافی سے کام لو۔ مرد کے ذمے احسان والے کام لگانے گئے، میں کہ عورت کو دھیل دیتے رہو یہ بھی احسان اور نیکی ہے۔ عورت کو کبھی گھر سے مت نہ لکانا۔ اور نہ اپنے سے دُور کر دینا۔ پھر وہ تمہارے کسی کام کی نہیں ہوتی۔ شیطان اسکو بھکاتا رہتا ہے۔ پیسی ہوا کو بھی جنت میں شیطان نے بھکایا تھا۔ عورت بُت سے پہلے شیطان کے وسوسوں کا شکار ہوتی رہتی ہے۔ اگر عورت کو طلاق دینا ہی سندھ کا حل سمجھتے ہو تو عورت کو پہل کرنے دو اور وہ خلع لے۔ تم طلاق مت دینا ورنہ تم ظالم کھلاؤ گے۔ عورت کو گھر سے باہر مت لکانا۔ اس سر سے قرد کا سہارا تو گیا ہی تا مگر سر کے اوپر سے اس کی چھت مت چھین لینا۔ جن عورت کے سر سے اس کا دوپٹہ ڈھلن جائے اور اتر جائے پھر کوئی سہارا اس کا سر نہیں ڈھانک سکتا۔ اور نہ کوئی رشتہ اس کو سہارا دیتا۔ اور اس کی سر پر سی قبول کرتا ہے، نہ مال نہ بآپ نہ بہن نہ بھائی اور نہ کوئی رشتہ دار سب بچھوڑ کر تماشہ دیکھیں گے۔ شوہر کی ضرورت اس کا سہارا اس کا مکان اس کا نفقہ کھانا پینا پھر بھی مرد کے ذمے اللہ نے لگایا ہے۔ مرد پر لازم ہے کہ اگر مقدور ہو تو طلاق کے بعد بھی

عورت پر احسان کرے۔ گھر دے چھت کے بیچے سلاں کے کھانا کپڑا فراہم کرے یہ مہنیں کی علامت ہے اللہ کا حکم ہے۔ اس کو ذہن میں رکھو۔

عورت تو عورت ہوتی ہے۔ چھپی ہوئی چیز اس کے لئے پرده لازم ہے۔ پر دے کا حکم ہے۔ ہر کام پر ضرورت کے لئے عورت کو پر دے کی ضرورت ہوتی ہے۔ خواہ عورت اپنے حسن و جوانی کے روپ دکھانے کیلئے باہر پر دے کے بیٹل جائے یا کسی کام اور ضرورت کیلئے پھر بھی پر دہ عورت کے لئے ضروری ہے۔ اس نے پر دہ کے لئے گھر کی چھت اور چار دیواری عورت کے لئے لازمی ہے۔ یہ اس کا حق ہے طلاق کے بعد بھی یہ حق اس کا رہتا ہے۔ اس کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ عورت کو بر بادی سے بچاؤ اس کو اجڑنے سے بچانے کے لئے گھر دنباۓ سہارا عورت کو ضروری ہے۔ احکامات شریعت کی پوری پوری پابندی کرو سورہ البقرہ میں حقاً علی المستقین سمجھا گیا ہے۔ اللہ کی جنہوں نے نافہمانی کی علاحدگی مقررہ حدود کو توجہ کر باہر لٹکے تھے۔ اللہ ان کی بستیاں ہلاک کر دتا ہے لوگوں سے سخت استغام لیتا ہے۔ دنیا کے علاوہ بھی آخرت میں معاشرہ ہو گا۔ آخرت کا عذاب اس کے علاوہ ہے۔ عقل والوں کے لئے اس حکم میں حدایت و نصیحت اور سبق ہیں (آیت ۸ سورہ طلاق) قرآن کی آیات اور احکامات تمہاری دنیا اور آخرت کی بہتری کے لئے آسمانوں سے اتاری کی ہیں۔ کہ تم اس پر پورا پورا عمل کرو اس کو مکمل کلیم کرو۔ اللہ نے رسول اللہ کو اسی غرض سے بھیجا کہ وہ تم کو عملی نمونہ دے اور تم کو سکھائے پڑھائیے اور پاک صاف کرے۔ اور نیک صلح مستقی و مومن بنائے۔ تم کو لا علیٰ پسے بھول سے غفلت سے نکالے۔ گھر ابھی کے اندر ہیروں سے جہاگت سے علم اور عمل کی روشنی اور نورِ حدایت میں لا کھڑا کرے۔ تم کو جنت کا حقدار بنائے جو تمہارے لئے آدم کا ورثہ ہے۔

سورہ طلاق سے پہلے کی سورت ۵ سورہ الحدید کی آیت ۱۶-۱۷ میں نورِ ایمان کا ذکر آیا تھا۔ جب یہ نورِ ایمان مستقی صلح مرد اور عورت کے دلوں میں جاگ جاتا ہے تو دلوں کو راحت اور سکون نصیب ہوتا ہے۔ اسکی روشنی دلوں کو زرم کر دتی ہے۔ دلوں سے بغض کینہ عداوت اور دشمنی دور کر دتی ہے۔ سورہ التحریم کی آیت میں بھی نورِ ایمان کی روشنی، روز قیامت پل صراط کا راستہ دکھاتی ہے۔ داہمنی طرف دور، دور تک راستہ روشن رکھتی ہے۔ لوگو! اپنے دلوں کے اندر اللہ کا درخوف۔ نورِ ایمان کی اس روشنی کو روشن رکھو۔ اس کو بخنس نہ دو۔ یہ روشنی نورِ ایمان ہدایت و بصیرت کی دنیا میں زندگی کے ساتھ ساتھ قبر کے

اندھیرے میں بھی روشنی کرے گی۔ روز قیامت بھی روشنی دکھائے گی۔ اس کو تازہ اور باقی رکھو۔ اس کی حفاظت کرتے رہنا۔

سورہ طلاق کی بحث کو مثالوں پر ختم کیا گیا کہ میاں بیوی کا رشتہ اور آسانوں میں طے پاتا ہے۔ کون سماں کا کس کی مٹی کا، کس ملک کا، اور الگ الگ بودوپاش کا، قسمت کے لکھے گئے ناٹے رشته اسکو آپس میں ملا کر میاں بیوی بنادیتے ہیں۔ ایک اجنبی نامحرم ایک دوسرے کے حرم راز، حرم زندگی، دوست اور شریک سفر بن جاتے ہیں۔ ان کا خال رکھو۔ اس تعلق پاہی کو بڑھاؤ۔ قائم رکھواں کو مت تورو۔ یہ نصیب اور مقدار کے جوڑے ہیں۔ جب اللہ نے تقدیر میں لکھ دیا ہے تو قبول کرو۔ کہ اللہ کی عطاہ ہے، اپنا اپنا نصیب اور اپنا اپنا مقدر ہے۔ خراب عورت کو اچھا شوہر دے یا اچھی عورت کو خراب شوہر لے۔ سب اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ اس طرح مرد کا اور عورت کا استحان لیتا رہتا ہے۔ نیک مرد اور نیک بیویاں اپنے اپنے رشوں کو زندگی بھرنا ہے رہتے ہیں۔ شکوہ شکایت زبان پر نہیں لائے۔ اللہ سے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ اللہ ان کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ اور سچے پیدا کر دیتا ہے۔ رُڑ کے رُکیاں ان کی ناخوٹگوار زندگی کو خوٹگوار اور دوبارہ محبتِ رفاقت پیدا کر دیتے ہیں۔ سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے۔

اللہ کے پیغمبروں کو بھی یہی دیا گیا۔ حضرت نوح ﷺ اور حضرت لوط ﷺ کو کیسی خراب بیویاں میں تھیں۔ شوہروں کی نافرمان۔ اور زبان دراز۔ ہر بات میں مخالفت کرنیوالیاں۔ ان کا کیا حشر ہوا اور کیا انعام ہوا قرآن نے وہ سنایا ہے۔ اسی طرح فرعون کی بیوی نیک بی بی آسیہ اور حضرت بی بی مریم اللہ تعالیٰ نے ان نیک بیویوں کے مقامات کو کقدر بلند کیا ان کا اعلیٰ مقام قرآن نے سنایا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لَمْ يَحْرُمْ مَا أَحْلَ اللَّهُ لَكَ بَلْ يَعِزُّ مَرْضَاتَ أَذْوَاجِكَ

- نمبر ۶۶ سورہ التحریم -

آئی ہے۔ اپنی ایک بیوی کی فرماںش اور خواہش کی تکمیل کے لئے اللہ کے رسول نے اپنے اوپر ایک حلال چیز کو حرام بنالیا تھا۔ باتِ گھر کے اندر میان بیوی کی تھی اللہ نے اسکو سن لی۔ وہ تو سچ و بصیر ہے۔ اللہ نے پوچھ لیا۔ میرے حبیب کیا بات ہے کہ اپنی بیوی کی فرماںش پر ہماری حلال کی ہوئی چیز تم نے کھانے پینے کے لئے اپنے اوپر حرام کر لی۔ اللہ کی رضا اور خوشنودی کا خیال مک نہ آیا۔ حکم آیا کہ ایسا نہیں ہوگا۔ حلال کو حرام مت بنا لینا۔ اللہ کی رضا کے مقابلے میں اپنی بیویوں کی رضا دھونڈتے ہو؟! اللہ بڑا مہربان اور معاف کرنیوالا اور بخشنے والا ہے۔ اللہ ہماری کھاتی ہوئی قسموں کو کھول دیتا ہے۔ اللہ ہمارا کارساز ہے۔ سورہ مائدہ میں جھوٹی قسم کھانے کے بارے میں حکم آیا ہے اور اس کا کفارہ بھی بتا دیا گیا ہے۔ یہ بھی اسی قسم کی بات ہے۔ وہی حکم کا اطلاق اس میں بھی وہی کفارہ دیتا ہوگا۔ اللہ نے بغیر کفارہ ہی کے اللہ کے رسول کو معاف فرمادیا۔ پہلی ہی آیت میں اللہ کی صفات کے بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف سچ و بصیر ہے بلکہ علیم خبیر بھی ہے اس کا مضمون مسلسل پیچلی سورتوں کی آیات سے جل رہا ہے۔ مگر موضوعات الگ الگ تناظر میں ہیں۔

جب اللہ کا نبی اپنی کوئی راز کی بات اپنی کسی بیوی سے کھدے اور وہ بیوی راز کی بات کھنی ہوئی دوسرا بیوی کو بتا دے تو پھر یہ راز کیسے پوشیدہ رہا یہ بات اللہ تو جانتے والا ہے۔ اس نے اپنے حبیب کو اس کی خبر کر دی۔ بشرگ بات راز ہوتی ہے۔ اور پھر جب راز کھہ کر پوشیدہ بتا کر تاکید سے وہ بات کھنی جائے تو اس کا افشاء دوسروں پر ظاہر کرنا گھر کی خیانت ہوتی۔ یہ خیانت اللہ پسند نہیں کرتا۔ تاکید کے باوجود اسکو ظاہر کرنا خیانت ہوتی اسکی سزا مقرر ہے۔ اللہ کے رسول نے اپنی بی بی سے پوچھا کہ تم نے یہ راز کی بات دوسروں کو کیوں ظاہر کی تو اس نے سوال کیا کہ یہ تو راز کی بات تھی آپ کو کس طرح اسکی خبر ہو گئی۔ اللہ کے رسول نے فرمایا کہ اللہ تو سب راز بھید دلوں کے اندر کی باتیں جانتے والا ہے۔ اس نے ہی مجھے یہ بات بتائی ہے۔ اللہ کے رسول نے اپنی دونوں بیویوں کو خبردار کیا کہ گھر کی کوئی بات جب راز کھہ کر بتائی جائے تو وہ راز ہی رہیگی۔ ورنہ خیانت ہوگی۔ اس نے توبہ کرو۔ تم دونوں اللہ سے مغفرت اور معافی مانگو۔ اگر تم نے آئندہ کبھی ایسا کیا۔ خیانت ہوئی اس سے فتنہ و فساد پھیلے گا۔ غلط فہمی دلوں میں کبھی اتر آئی تو پھر تم غور تیں اللہ کے رسول کے علاف سازشی کرنیوالی ہوں گی۔ رسول اللہ کے علاف تم محمد اور

ساتھ زیادتی کرو گی۔ اور اس کی نارا صنگی مکاسبت بنیں گی۔

یاد رکھو اللہ اپنے جیبٹ کے ہمیشہ ساتھ ہے اور رہیگا۔ اور تم کو اسکی سرزا دیجائیں گی۔ آسمانوں کے فرشتے اللہ کے رسول کے ساتھ میں۔ تمہاری کوئی تدبیر اور نیازش کبھی کامیاب نہ ہو گی۔ یہ خیال اپنے ذہن سے نکال دو کہ تم اللہ کے رسول کی بیویاں، میں اور تم کو حق حاصل ہے کہ اپنے شوہر سے لڑے جگڑے اس سے سوال کرے۔ بخشش تکرار کرے اور اپنا حق طلب کرے۔ اس کو زیر کرے۔ اور تنگت کر کے اس سے زیادتی کرے۔ اور اپنی خواہشات کے تابع حکم بنا لے۔ تمہارا یہ خیال غلط ہے۔ اگر تم سب اللہ کے رسول کے خلاف بھی ہو جاؤ اور مسجدہ مخاذ بنا کر اس کی مخالفت اور نارا صنگی کا ذرا بھی شاہسہب پیدا کرو گی تو پھر تم اللہ کے نبی کا گھر دار چھوڑ کر کھیں اور جان جاؤ۔ اور اپنی خواہشات اور حقوق کی بریلیں وہاں کرالو۔ اللہ تم سے بہتر عورتیں خوبصورت نیک صفات، لکواریاں۔ دین دار، ایمان دار، نیازش پڑھنے والیاں۔ روزہ رکھنے والیاں۔ توبہ کرنیوالیاں، شوہر کی اطاعت کرنیوالیاں، بہت سی عورتیں اللہ عطا کریں گا۔

شوہروں کی نیک بیویوں کی خصوصیات قرآن بیان کرتا ہے۔ نیک چلن والی، بہترین اخلاق کی، سُتُودہ صفات کی، دین دار عورتوں سے شادی کرو۔ ان کو بیوی بناؤ۔ خود کو لور لپنی بیویوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ اچھی نیک بیویاں گھر میلو زندگی کا چین و سکون کی صفات ہوتی ہیں۔ اور شوہروں سے محبت کرنیوالی، ان کی اطاعت اور فرمان برداری کرنیوالی ہوتی ہیں۔ گھر میلو زندگی میں ازدواجی تعلقات میں اندیج نیچ اور بگار کی صورت بھی پیدا ہوتی رہتی ہے۔ اس کو سدھارتے اور سنوارتے رہو۔ حسن معاشرت سے تعلقات کو اسنوار رکھو۔ صاف دل سے اپنی اپنی غلطی کو لسلیم کرو۔ اللہ سے توبہ و استغفار کرتے رہو۔ اللہ سے مدمنگتے رہو۔ جو حکم اللہ نے اللہ کے رسول کی بیویوں کو دیا ہے اور تنبیہ کی ہے وہی حکم حام مسلمان عورتوں اور بیویوں کے لئے بھی نافذ ا عمل رہیگا۔ توبہ و استغفار معافی لئے اللہ سے، اور اپنی غلطی بھول چوک کی معافی اپنے شوہر سے ضرور ہوتی رہتی چاہیے۔ اللہ کا حکم مقدم اور واجب الاحترام اور واجب العمل ہر گھر میں رہیگا۔ اللہ سب کے دلوں کا حال اور گھر میلو جگڑوں اور رازوں سے خوب واقف ہے۔ اور وہ سب کو یہ حکم دیتا ہے اس پر عمل کرو۔ سارے جگडے کے اور حقوق کی باتیں خشم پوچھائیں گے، میں۔ جو حقوق اللہ نے عورتوں کو دیے ہیں وہ ساری

زیادہ کسی چیز کا مطالبہ جائز نہیں ہے۔ اس سے ہٹ کر کوئی بات مانگنی نہیں ہے۔ یہ دنیا کی زندگی بست تصریر ہے۔ اس میں آخرت کو سُنوارو۔ پھر دار بیوی اور شوہر بچے سب کم جو چھوڑ کر خالی پا تھے جانا ہے۔ آخرت کی فکر کرو۔ اللہ کا حکم انوالہ کے رسول کی پیروی کرو۔ بر وقت امانت المومنین کی مثال سامنے رکھو، نہانِ منزل آسان نظر آتا رہے گا۔

ایجھی نیک صفت بیوی اللہ کی نعمت اور بست بڑا انعام ہے۔ نصیب سے ملتی ہے اسکی قدر کرو۔ اللہ کی مرخصی جکو جیسی جا ہے بیوی وے۔ نیک اطواڑ۔ نماز پڑھنے والی۔ تو یہ استغفار کرنیوالی یا شوہر سے جگڑنے والی۔ آزادی کے حقوق مانگنے والی۔ زیورات مکان اور جائیداد کی خواہش طلب کرنیوالی۔ زبان دراز۔ بدآخلاق۔ دن سے بیزار، آزاد خیال و ترقی پشند۔ یہ بست نصیب کی بات ہے۔ اس کے لئے قرآن کی پدایت و فضیلت کافی ہے۔ صبر اور نماز سے سہارا پکڑنے کی تاکید ہے۔ اللہ کے رسولوں کو بھی ایسی بیویاں ملیں تھیں۔ حضرت نوح عليه السلام کی نافرمان بیوی اور لوٹھ علیهم کی زبان دراز بد کردار۔ بدآخلاق شوہر کی خلافت کرنیوالی بیوی ملی مگر انہوں نے صبر سے گذرا کیا۔ اور اللہ نے ان دونوں ظالم عورتوں کو عذاب سے ہلاک کیا اور مظلوم شوہروں کو بجا لیا۔

اس طرح اللہ نے ظالم گھنگار شوہروں کو نیک بیویاں دیں۔ دین دار اللہ سے ڈر نیوالیاں، شوہروں کی اطاعت خدمت کرنے والیاں، جیسے فرعون کی بیوی حضرت بی بی آسی، حضرت بی بی مریم کی مثالیں قران سناتا ہے۔

سورہ الحزاب سے یہاں تک اس سورت میں تین باتیں اہم ہیں۔ اس کو دوبارہ بیان

کیا جا رہا ہے۔

خیبر کی قصہ سے اللہ نے مال فیسے کا حق دار اہل بیت رسول اللہ کو اور ان کے دیگر شری دار، غریب مکین محتاج اور ضرورت مندوں کو یہ حق دیا گیا۔ اہل بیت میں امانت المومنین بیٹھی عسرت اور تنگ دشی میں گذراہ کر دی تھیں۔ حضرت اتم مسلمؓ کے پاس صرف ایک اوٹھنی تھی جس کا دو وہ ان کے روزانہ استعمال میں تسا اس کے سوا کوئی جو لامسا اور نہ ہاندھی تھی۔ یعنی حالت و کیفیت کم و بیش دوسری ازویج مطہرات کی بھی تھی۔ ان کا مطالبہ کہ ان کے گذراہ الاؤنٹ کے لئے اور گھر کے اخراجات میں کچھ اضافہ ہونا چاہیے۔ اس وقت جبکہ اللہ نے انہیں مال فیسے میں حقدار بنایا ہے تاکہ ان کی عسرت و تنگی اور فاقہ کو کچھ سہارا ہو سکے۔

اللہ کے رسول نے اسکو پسند نہیں فرمایا تھا۔ امانت المومنین ناراض ہو گئیں۔ کہ ان کی یہ

دوسری بات حضرت بی بی عائشہ اور حضرت بی بی حفصہ کا آپس میں گھر بلو اتحاد اللہ کے رسول کے خلاف ہو گیا تھا۔ انہوں نے اللہ کے رسول کی کوئی راز کی کہی ہوئی ایک بات دوسری کو افشا کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس خیانت سے رسول اللہ کو آگاہ کر دیا۔ اللہ کے رسول نے ان سے باز پرس کی اور فرمایا کہ وہ توبہ و استغفار کریں۔ اور آئندہ احتیاط رکھیں۔ شوہر کی گھر کے اندر کی بات راز ہوتی ہے۔ اور جب تاکہ کہ جانے کے لیے راز راز ہی رہیگا تو پھر اس کا افشا کرنا شوہر کی خیانت ہو گی۔ اس پر باز پرس ہو گی۔

تیسرا بات بیویوں کی فرمائش پر ان کی رضا کے لئے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنالیا جائے جو احکامات قرآن کے بالکل خلاف ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت زینب کے گھر شہد نوش فرمایا تھا۔ اسکی جو کی خوشبو سے دوسری بیوی کو معلوم ہو گیا کہ آپ اس کے مجرمہ سے نکل کر آئے ہیں۔ جبکہ وہ دن اور باری ان کے لئے منصوص و متعین تھی۔ آپ نے اس کا اعتراف کیا اور فرمایا کہ آئندہ وہ شہد کو کبھی نہیں استعمال کریں گے۔ ایک حلال جائز چیز کو اپنی بیوی کی فرمائش اور خواہش پر اسکو حرام کر دیا تھا۔ اسکی پابندی کا وعدہ کریا۔ (۳۶۔ سورہ الترسیم)

یہ تہنوں باتیں اللہ کے حکم کے صریح خلاف ہوئیں تھیں۔ اللہ نے فرمایا اے اُمّاتُ الْمُؤْمِنِينَ تمہارے درجات اور مقامات تو بہت اعلیٰ ہیں۔ تم تو ساری اُست کی مائیں بنائی گئی ہیں اور اگر تم نے اللہ کے احکامات کے خلاف کام کیا تو پھر تم سُب مل کر آپس میں فیصلہ کرو کہ تمہیں دنیاً عزیز ہے اور دنیا کی خوشیاں۔ عیش و آرام، لیاس و زیور۔ کپڑے اور اپنی من پسند خواہشات کی چیزیں اور اس کے لئے تم اپنے شوہر کو اللہ کے رسول کو دق کرو۔ مجبور کرو اور اس سے اپنے مطالبات اور فرمائشات کرنے لگو اور عام عورتوں جیسی بُن جاؤ۔ تو پھر تم اللہ کے رسول کا یہ گھر پھوڑ دو۔ یہاں تو صرف اللہ ہی اللہ ہو گا۔ اور آخرت میں اس کا صد بہترین انعامات۔ جنت کی ابدی راحت کی زندگی کا وعدہ ہے۔ یہاں یہ کچھ نہیں ملے گا۔ ساری دنیا کی دولت اور عیش تمہارے قدموں میں رکھ دیا گیا ہے۔ تم اسکو اٹھا لو اور اس گھر سے چلی جاؤ۔ اگر آخرت کی زندگی پسند ہے تو پھر اپنے شوہر کے دامن میں پناہ پکڑلو۔ اسکی فرضی اور منشاء کے مطابق زندگی گذارو۔ صبر کی شکر کی امتحان والی زندگی جس سے اللہ اور اللہ کا رسول خوش ہوتا ہے وہ گذارو۔ رسول اللہ کے گھر میں تو اللہ ہی کا نام اور نورِ ایمان کی روشنی

سے محروم ہونا جاہتی ہو تو ابھی فیصلہ کرلو۔ عورت پیدا ہی کی گئی مرد کے لئے۔ اُس کا زندگی بھر کا تعلق و رشتہ مرد ہی سے قائم رہے گا۔ یہ اُسکی فطرتی اور قدرتی زندگی کا مقصد ہے۔ مرد سے خلیجہ کی کا کوئی تصور عورت کے پاس نہیں ہے۔ اگر عورت اپنی مرضی سے اور مخوشی سے مرد سے خلیجہ کی اختیار کر لیتی ہے تو پھر وہ سوچے اور سمجھے کہ زندگی بھروسہ اکلی ہی رہیگی۔ اُس کی دنیا بھی اکلی اُسکی حاصلت بھی را اکلی۔ اس کے لئے دعاۓ مغفرت بھی کرنے والا کوئی نہ ملیگا۔ دنیا کی نظرؤں میں وہ اکلی رہیگی۔ کوئی اسکو سہارا دینے کے لئے تیار نہ ہو گا۔ عورت اللہ کا در خوف دل میں رکھتے اور ربھی بھی شوہر سے اپنے گھر سے اور بچوں سے خلیجہ کا خواب و خیال نکل دہن میں نہ لائے اُس کی ساری مشکلات کا حل قرآن میں ہے۔ میاں بیوی کے رشتہ کے درمیان محبت۔ اور مسلوک و برداشت صبر و تحمل سے ہے یعنی اللہ کی رحمتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبَارَكَ الَّذِي بَيَّدَهُ الْمَلَكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

- سورہ الملک -

فلسفہ کائنات کا بیان ہے۔ اللہ کی شان کبریائی سے علیت شہنشاہی سے، الہیت و حکومت سے ہو رہا ہے۔ یہ ساری کائنات اُسی ایک اللہ کی بنائی ہوئی ہے۔ وہی حاکم اعلیٰ، را تحدیار اعلیٰ کا مظہر ہے اُس کا ذکر سورہ طلاق ۶۵ کی آیت ۱۲ سے مسلسل چلا آ رہا ہے۔ سات طبق آسمانوں اور سات طبق زمینوں کو اپنی حکمت و علیت سے بنانیوالا اور ان کے اندر اس کا حکم ہے اسکی تعمیل سے مخلوقات اور کائنات کا استسلام برقرار رکھنے والا۔ اللہ تبارک الذی ساری تعریفیں حمد و شناس ذات اعلیٰ کے لئے ہے جو مالک کل و خالق کل، کاسارا اختیار اُسی کا اُسی کی مرضی اور منشا کا ہے۔ جانتے ہو یہ سب اس نے کیوں؟ اور کس نے پیدا کیا؟!!

اچھے نیک کام کرتا ہے۔ اللہ کا مانتے والا ہے۔ اللہ کا مطیع اور فرمان بردار ہے۔ اطاعتِ کذار ہے۔ اس سے ڈر نیوالا ہے۔ اور کون اللہ کو نہیں مانتا۔ اس کے احکامات کی ذرا بھی اسکو پرواد نہیں ہے۔ سن مانی نفس کی ترغیبات اور خواہشات کو پورا کرنے کے لئے لوگوں پر ظلم و زیادتی فتنہ و فساد قتل و غارت گردی کرتا رہتا ہے۔ پھر اس زندگی کے عروج و زوال میں پُتھی اور بلندی ہے۔ دولتِ خوشحالی ہے۔ غربتِ افلس بیسر و زنگاری میں اس کا استھان لیا جاتا رہتا ہے۔ مختلف طریقوں سے آنایا جاتا ہے۔ ہر موقعہ دیے کر آنایا جاتا ہے۔ قرآن کی رہنمائی بدایت و نصیحت اس کے سامنے ہے۔ اس کے بعد موت لازمی ہے۔ موت کے وقت اور موت کے بعد تبرکات کے اندر۔ عالمِ برزخ میں اسکو معلوم ہوتا ہے کہ اس نے دنیا کی یہ زندگی رکھڑج گذاری ہے۔ آخرتی فیصلہ تو روزِ محشر قیامت کے دن ہوگا۔ انصاف کی ترازوں سب کے اعمال وزن کر کے بتادے گی کہ کون بہتر انسان بنما اور کامیاب رہا اور کون ناکارہ و گھنٹار اور مجرم سزا کا مستحق ہوا ہے۔ قرآنِ دلائلِ دلتا ہے روزِ قیامت اللہ کی حکومتِ الائیت و مالکیت ہونے کی جس نے اس کائنات کا سارا نظام قائم کیا اور چلا رہا ہے۔ پھیلی قوموں کے عروج و زوال کے قصے سنائے جن پر اللہ کی نافرمانی اور کفر و شرک کے سبب آسمانوں سے عذاب بھیجا گیا اور ان کو کھڑج ہلاک کیا گیا تھا۔ ہر ظلم کے لئے علیحدہ عذاب آسمان سے آیا تھا۔ ان قوموں کے نام و نشانِ مشت گئے۔ نام صرف ان کا باقی رہا جنہوں نے اچھے کام کئے اور ان لوگوں کو فیض پہونچانے والے کار خیر انجام دیے تھے۔ تبلیغِ دین و تبلیغِ قرآن کا پیغام لوگوں تک پہونچایا اور لوگوں کو سیدھی راہ دکھائی۔ انصافِ عدل قائم کیا انسانیت کی خدمت کی۔ دنیا میں بھی سرخرو ہوئے اور آخرت میں بھی بہترین جگہ پائی اور اعلیٰ احادیث کے مستحق ہوئے۔ ان کی نیکیاں اور عمل صلح ان کے بعد ختم نہیں ہو گئیں بلکہ ان کی نیکیتِ صلح اولادوں میں ان کی ساتوں پشت تک ان کے نیوض و برکات ان کو نسبت ہوتے رہے۔

قرآن آخری کتاب اور آخری بدایت اللہ کی قیامت تک لوگوں کو مددایت و نصیحت کیلئے کافی ہے۔ اللہ کے احسانات و انعامات کو یاد رکھو۔ اس کا شکر یہ ادا کرتے رہو اسکی اطاعت میں زندگی بسر کرو۔ قرآنِ روزانہ تلاوت اور مطالعہ میں رکھو۔ بدایت و نصیحت روز ملیگی تواحافظہ اور ذہن میں تازہ رہیگی۔ قلب و ذہن اسکی رہنمائی میں تم کو سیدھی راہ سے بھلکنے نہیں دیں گے۔ اس کتاب کی قدر کرو۔ اسکو پڑھے بغیر اس کو سمجھے بغیر اس دنیا سے کبھی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
کر کے رخصت ہونا ہے۔ یہ دنیا بڑی بے رحم ہے۔ وقت اور مہلت۔ سکون اور چین کسی کو نہیں دیتی۔ کاش! انسان جوانی میں صحت و تدرستی کی حالت میں شروع ہی سے قرآن کو پڑھے اور سچے اس کی تعلیمات پر عمل کرتا رہے۔ موت مہلت کسی کو نہیں دیتی اور موت کے آنے سے پہلے اپنے انجام کی تکمیر کرو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بیچ کر اپنی کتاب کو دے کر سارے چلے، جنت اور عذاب بھائے سب ختم کر دیے۔ قرآن پڑھنے میں سمجھنے میں عمل کرنے میں آسان بنادیا گیا ہے۔ قرآن کا دعویٰ ہے "وَلَقَدْ يَسَرَنَا أُنْقَرُ آنَ لِلَّذِكْرِ فَلِمَ مَكَرَ" ۵ "لبی مادری زبان میں اس کو سمجھو اور عزیزی زبان میں پڑھو۔ تم سید ہی راہ پر ہوں گے۔ یہ سب تمہارا کام اور تمہاری ذائقے داری ہے۔ اللہ کے رسول کا کام فقط پڑھنے کا دنا تھا۔ وہ پہنچ گیا قرآن موجود ہے۔ اسکو پڑھنا اور اس پر عمل کرنا انسان کی اپنی ذائقے داری ہے اور وہی اپنے انجام کا ذائقے دار بھی ہے۔ یاد رکھو سب کو جانا اسی کی طرف ہے اور اس کو اپنا اپنا حساب و کتاب دنا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَنْ وَالْقَلْمَ وَمَا يَشْطَرُونَ ۝ مَانَتْ بِنَعْتَرَبَكَ بِمَجْنُونٍ ۝

نمبر ۶۸ سورہ لَنْ وَالْقَلْمَ

لَنْ۔ سے اللہ کے نور سے، نور انی کلم سے، نوح محفوظ پر لکھی گئی کتاب، آسمانوں میں مختوم رکھی گئی تھی۔ جو فرشتوں سے لکھوا کر محمد ﷺ پر واڈی کمک میں ایک مبارک رات میں اتاری گئی ہے۔ قرآن کو نور میں لکھا گیا۔ جو بھی بچہ اور مرد یا عورت قرآن حفظ کر لیتا ہے اس کے سینے کے اندر اللہ کا نور بھر جاتا ہے۔ یہ ایک معجزہ ہے۔ دنیا کی کسی کتاب کے ساتھ ایسا نہیں ہوا۔ اور ایسا ہوتا رہیا قیامت تک۔ ہر حافظ قرآن کو اس نور کی لامانت و دیانت اور خدمت کا پورا پورا خیال رکھتا ہے۔ اس کے مطابق زندگی گذزارنا ہے۔ یہ نور قابل نہیں ہے۔ پورا قرآن ہدایت و نور اور فیصلت سے بھرا ہوا ہے۔ پڑھنے والے کے اوپر

ہے کہ اس کا فیض حاصل کرے اور پر نور ہو جائے۔ زندگی کو روشنی بنالے یہ اس کی آیات کا اثر ہے تاشیز ہے۔ اس کا چادوئی اثر قرآن سُنتے والے کو ہر صاحب ایمان کو راستہ چلتے ہوئے کو روک دیتا ہے۔ یہ سوئے کو کھڑا کر دیتا ہے۔ جب ہی تو اہل مکہ اپنے لوگوں کو منع کرتے تھے کہ "لَا تَسْعُودُهَا الْقُرْآن" ۵۰ قرآن کی تلاوتِ متضمناً کرو ورنہ تم مسلمان ہو جاؤ گے۔ اسی لئے اللہ کے رسول کو مُبْنِون وَجَادُونَ کو سمجھا گیا تھا۔

قرآن ایک معجزہ ہے۔ اسکی عظمت بڑی نرالی اور بڑی شان والی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنی بات کا یقین کرانے اسکو تسلیم کرانے کے لئے اس قرآن کی قسم کھاتا ہے۔ تاکہ بات ذہن میں بھی ہوتی جائے۔ یقین مُحکم آجائے۔ اللہ نے اپنے حبیب کی تعریف کی جو صاحب کتاب بنایا گیا ہے۔ اس کو طُر اور یہیں بھی سمجھا گیا ہے۔ اسکی مکمل زندگی اس قرآن کا نمونہ رہی ہے۔ اس کے اصحاب نے اور اس کے بعد کے آنسیوالوں نے اس قرآن پر پورا پورا عمل کیا اور رسول اللہ کی اتباع اور پیغمبر وی کی ان کو عشرہ مشریحہ میں گناہیا گیا ہے۔ سابقون اللائقوں کے اعزاز سے انہیں پکارا گیا ہے۔ ان سب کی تعلیم اور تربیت صرف قرآن سے ہوئی ہے۔ قرآن اپنے پڑھنے والے کا ایک ذہن تیار کرتا ہے۔ اس کے نتیجے پر راستہ اثر کرتا ہے۔ اس کے عقیدے اور خیالات میں ایمان بالغیث کا یقین مُحکم پیدا کرتا ہے۔ اس کو روزانہ صبح و شام پڑھتے رہتا ہے۔ اس پر عمل کرتے رہتا ہے۔ اس کے مطابق زندگی کو ڈھاک لینے کا ہے۔ اپنے اعمال کے اچھے لوگ اور بُرے اعمال کے بُرے لوگ دونوں میں واضح فرق ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے برابر کبھی نہیں ہو سکتے۔ اس زندگی میں معاشرت میں دونوں طرح کے لوگ ہیں۔ ان سے سابقہ رہتا ہے۔ لین دین اور معاملات، کاروبار میں شادی بیاہ کے ازدواجی معاہدے اور قول و قرار میں سب اس قرآن کے تابع ہیں۔ اسکی تعلیمات کے مطابق سب مطابق کرنا ہے۔ آخرت دونوں کے لئے ہے۔ آخرت کا یقین مُحکم ضروری ہے۔ مرتادوں کے لئے بھی ہے دونوں اپنی اپنی قبروں کے جواب وہ ہوں گے۔ قرآن مثالیں دے کر اور دلیلیں و شیوه پیش کر کے سمجھاتا، سمجھاتا، اور بتاتا رہتا ہے کہ سیدھی را چلو۔ سیدھی بات کرو۔ منافقت اور بھوٹ چھوڑ دو۔ اللہ ہر وقت تمہارے ساتھ تم کو دیکھتا اور سنتا رہتا ہے۔ اس کا یقین اور ایمان بالغیث ضروری ہے۔

قرآن کی تعلیم شروع ہی سے عہد کی تلقین ہے۔ نماز کا سوارا اور اللہ پر توکل۔

کے باغ کا شرہ اسکی پیداوار اسکی لبندی دولت اور مال ہے۔ اس پر اس کا حق ہے کہ وہ باغ کا مالک ہے۔ ارم والوں کے باغ کی کثرت اور پہل کی شہرت تھی۔ اللہ نے ان کو آذنا یا تھا۔ باغ کا شرہ لدھے پہنچے پھلوں سے بھرے درخت دیکھ کر خیال آیا کہ کل علی الصلح آندھیرے میں آکر باغ کا پورا شرہ توڑ کر لیجائیں گے۔ فقیر، غریب اور مسکین، محتاج کو خبر بھی نہ ہوگی۔ ان کے آنے سے پہلے ہی ہم سارا پہل میوے، شہد، محجوریں تواریخ کر ساختے آئیں گے۔ یہ نیت یہ ارادہ انہوں نے ایک دن قبل کیا تھا۔ رات کو منصوٰہ بنایا اور علی الصلح پہنچنے تو دیکھا باغ ویران تھا۔ آندھی طوفان کی زد میں آگیا تھا۔ رات کو ایسا عذاب آیا کہ سارے پھل گرنے اور ٹوٹ گئے۔ خراب ڈھیر سارے درختوں کی شاخوں ستلے دلبے پڑے ہوئے ہیں۔ درخت جڑوں سے اکھڑ گئے تھے۔ پوری پوری تباہی دیکھی اور افسوس کرنے لگے۔ کاش! ہم اپنی نیت خراب نہ کرتے۔ غریبوں، مسکینوں اور فقیروں کو بھی تھوڑا تھوڑا شامل کر لیتے تو ان کی دعاؤں کی برکت سے اللہ پورے باغ کے پہل میوے صیحہ سلامت ہم کو عطا کرتا ہوتا۔ یہ تو دنیا والوں کی سوچ ہے۔ کہ کسی کو کچھ نہ ہی اور سارا مال خود سیست لیں۔ دنیا کا خارہ ہے۔ مال کا خارہ ہے۔ آخرت کا خارہ تو اس سے بھی زیادہ ہوگا۔ مال سارا اللہ کا دیا ہوا اللہ کا مال ہے۔ وہ مال ہی کیا جو تقسیم نہ کیا جائے۔ لوگوں میں، اور مستحقین مال باپ، بیٹیں، بھائی بڑوں، اور محلے کے لوگوں میں دوستوں میں تنفے بیحی کر بانٹانے جائے۔ سب کی دعاؤں اور نصیحت سے تم کو اللہ نے مال دیا ہے۔ اسیں تھوڑا تھوڑا سب کو فریک کرلو۔ اللہ کو راضی رکھو۔ لوگوں کو خوش کرو۔ ان کی دعائیں لیتے رہو۔ بے غرض اللہ کے لئے تنفے تقسیم کرو۔ دوستی: مروت اور محبت قائم رکھو۔ مال اس لئے نہیں کہ جوڑ جوڑ کر تجوڑی میں سیست کر رکھا جائے اور حقداروں کو ان کے حق سے مروم رکھا جائے۔ صدقہ خیرات زکوٰۃ سے جی چڑایا جائے۔ پھر تو یہ سارا مال تمہارا نہیں ہے جو تم جمع کر رہے ہو۔ کسی اور کمال سے آنسیوالا ہے اور یہ مال سارا سیست کر لیجائیگا۔ اللہ کو ما نو۔ اللہ کی بات قرآن کی ہدایت و نصیحت پر عمل کرو۔ اولاد کی کثرت، مال و دولت جائیداد سب کمچھ اللہ کا مال ہے۔ اللہ کی لامانت ہے۔ اسیں قرآن کی ہدایت اور نصیحت پر عمل کرو۔ اللہ کا حصہ غریبوں کا حصہ مال باپ تقسیم بیوہ کا حق پہلے نکالو اور پہلے تقسیم کرو۔ اس میں خیر ہے اور برکت ہے۔ اس سے گناہ معاف ہوتے رہتے ہیں اللہ راضی خوش ہوتا ہے۔ برکت کے معنی

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو دو بڑی سُستیں دیں ایک تو ان کو خلقِ عالم عطا فرمایا۔ دوسرا صراطِ سُستیم پر رکھا اور جلایا۔ ابتداء وحی میں۔ ”علمَ با قلمِ عالمِ الْإِنْسَانَ يَا لَمْ يَعْلَمْ“ ۵۰ فرمایا، پڑھایا، اور سکھایا۔ خود اللہ نے اپنی قدرت سے اپنے فرشتے جبریل ملاکِ کے ذریعے سکھایا اور نہ اللہ کار سُول وہ نہیں سیکھ سکتا تھا۔ کیونکہ وہ اس سے پہلے کچھ نہیں جانتا تھا۔ قلم کے فرشتوں کا اعمالِ نثارے لکھتے رہتا۔ اور کتابتِ روز نامچے تیار کرتے رہتا بھی ضروری تھا۔ اور اس قلم کا لکھا ہوانہ بھی مسروخ ہوا اور نہ کبھی مٹایا گیا اور نہ نظر انداز کیا گیا۔ ایک ایک تحریر قلم کی پکڑی جائیگی۔ یعنی وہ قلم ہے جس نے ماں کے پیٹ کے اندر جنم لینے والے بچے کی تقدیر پہلے سے لکھ کر رکھدی ہے۔ اور اسی کے مطابق اس کی ساری زندگی چلتی رہیگی کوئی رد و بدل اس میں نہیں ہو سکتا۔

تقدیر میں سب کچھ لکھ دیا گیا ہے۔ کائنات کی تقدیر بھی لکھدی گئی ہے۔ ہر چیز پافی سے پیدا ہوگی۔ پافی سے سب سے پہلے زمین پر مجھی کو پیدا کیا گیا تھا۔ ان والقلم کی ایک تفسیر ایسی بھی آئی ہے۔ اور آسمانوں میں مٹی سے آدم کو بنایا گیا تھا۔ زمین کا جنتی انسان جب جنت میں داخل ہوگا تو بھوکا ہوگا۔ جنت میں سب سے پہلے اس کے کھانے کو مجھلی کا جگر پیش کیا جائیگا۔ اللہ کے رسول کی ایک حدیث میں عبد اللہ بن سلام یہودی عالم جو مسلمان ہو گئے تھے اللہ کے رسول سے سوالات کئے تو اس کے جواب میں اللہ کے رسول نے یہ فرمایا تھا۔ اس طرح نون (ن) کی تفسیر مجھلی سے کی گئی ہے۔ عزی میں نون مجھلکو کہتے ہیں۔ قرآن میں حضرت یونس ملاکِ کو مجھلی ذوالنون کے لقب سے پکارا گیا تھا۔ واللہ واحد۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الْحٰقَةُ ۝ مَا الْحٰقَةُ ۝ وَمَا أَدْرَاكُمْ مَا الْحٰقَةُ ۝ كَذَبَتْ شَهْوَتُكُمْ ۝

نمبر ۶۹۔ سورہ الحاکۃ

قيامت ضرور آکر رہیگی۔ اس کا آنا حقیقت ہے اور نہ ٹھنے والی بات ہے۔ ایک صور

اسرا ایں میسمی اوازی ایک لونج ہے اور وہ اصری ہے۔ یہ دلخت اولانعہ ہو گا۔ اسی سے پہلے سورہ ۵۶۔ واقعہ میں اس کے وقوع پذیر ہونے کا ذکر آچا ہے۔ یہ دوسری سورت قیامت کی سنائی جا رہی ہے۔ قوموں کی زندگی میں بھی بہت سی قیامتیں آئیں جو نمونہ کی بہت چھوٹی چھوٹی تھیں۔ قرآن نے ان کا حال سنایا ہے۔ ساری آبادیاں زمین پر دھیر لگادی گئیں تھیں۔ ان کے سکھر ان کے مدفن بن گئے تھے۔ کوئی آدم رہا تھا نہ آدم زاد۔ حادث کی قوم پر آندھی باد صرصر کی جلی تھی۔ فرشتوں نے قوم حاد پر ہوا کو الذا ریات بننا کر چھوڑ دیا تھا۔ مسلسل آٹھ دن اور سات رات جوش غفتہ سے ان پر چلتی رہی اور چلتی پھرتی آبادیاں گھبڑے کے خشک تنون کی طرح چورا چورا ہو کر دھیر ہو چکے تھے۔ کوئی بھی شخص باقی نہ بجا تھا۔ مصر کا فرعون جو خود کو خدا کا قائم مقام بنایا ہوا تھا اور اپنے لشکر سُیت دریا برد ہو گیا تھا۔ کوئی ایک بھی اس میں پسے نہ بجا۔ قوم لوٹ، قوم مدن، اصحاب الائک سب بستیاں اپنی اپنی خطاوں اور جرام کی زیادتی سے ہلاک کر دی گئیں تھیں۔ نیک مومن بندوں کو اللہ نے اپنی حنفیت میں لے کر بجا یا تھا۔ یہ سب چھوٹی بڑی الحاقہ ہی تو ہیں۔

قرآن ایک بڑے الحاقہ۔ قیامت کا ذکر کرتا ہے جو بہت جلد آئیوالی ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ بچھلی قوموں کے شک و شبہ ہی نے ان کو ہلاک و بر باد کیا تھا۔ یقین آجاتا تو وہ ان سے ہٹالیا جاتا۔ اپ کی شک و شبہ میں نہیں پڑتا۔ یہ آخری موقعة ہے۔ اس نے پیشگی خبر دی جا رہی ہے کہ بڑا ہولناک دن ہو گا۔ آسمان لکپاٹے کا اور سورج سرخ تائے کی طرح پچھل جائیگا اور تارے جھر جائیں گے اور آسمانوں میں ہٹاف ہو جائیں گے۔ اور زمین ملٹھ بنا دی جائیگی۔ پہاڑ رینہ رینہ ہو کر بکھر جائیں گے۔ سندھر خشک ہو جائیں گے۔ زمین رُزنے لگے گی اور اپنے اندر کی اماں تھیں ساری زمین سے اوپر لا کر خالی ہو جائیگی۔ اس دن قیامت کا انکار کرنیوالے اور یقین نہیں رکھنے والے سب حیران اور شدید ہو جائیں گے کریہ کیا قیامت ہے۔ فرشتے آسمانوں سے سجنیں اور علیمن کے دفتر لے کر اللہ کے حدالت میں جمع ہو جائیں گے۔ ایک ایک فرد کے ہاتھوں میں ان کے اعمال نامے تھا کہ بولیں گے پڑھ لیں۔ اپنے اعمال نامے اور اپنے کئے کرتوں آج ان سب کا فیصلہ میرزاں حدائقت میں ہو گا۔ اللہ کے فرشتے عرش الہی تاشے ہوئے اللہ کی تسبیح پڑھتے ہوئے اللہ کی حدائقت لگائیں گے۔ اللہ خود میر مجلس صفت اور صدر جم ہو گا۔ سب کے فحیلے سنائیگا۔ جان لو!۔ پہلے سے خبردار ہو جاؤ!۔ ابھی سے آخرت کی تیاری کرو۔ یہ قرآن سب کچھ تفصیل سے سنائتا ہے۔

۳۸

اس کی آیات پڑھتے رہو۔ اس میں خور و فکر کرتے رہو۔ اس پر عمل کرتے رہو۔ یہ عرشِ اعظم کی آسانوں سے اتاری ہوئی کتاب ہے کی شاعر کا تخلیٰ اور خیالی باتیں نہیں ہیں۔ جو تم اسکو چھوڑ کر رکھو اور اس سے انجان اور غافل بن جاؤ۔ نیک مستحکم اور صلح عمل کرنے والوں کے لئے جو آخرت کی فکر کرتے رہتے ہیں۔ جو بُسوں کوں کو کھانا کھلاتے اور غریبوں، مسکینوں کی مدد کرتے رہتے ہیں اور اللہ کی رضا تلاش کرتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے حقوقِ اللہ اور حقوقِ العباد پورا کرنے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔

دوسرے رکوع آیت ۳۸-۳۹ میں قرآن قسم کھاتا ہے اس چیز کی جس کا تعلق انسان کی بصیرت اور بصارت سے ہے اور وہ سمجھ میں آتی تو ہیں لیکن نظر نہیں آتیں۔ پوشیدہ پردہ غیب میں ہوتی ہیں۔ "فَلَا قُمْ مَمَا يَبْصِرُونَ وَمَا لَا يَبْصِرُونَ" اس کے بعد کی آیت ۴۰ میں اسکی وصاحت کی گئی ہے۔ "وَإِنَّهُ لِقَوْلِ رَسُولٍ كَرِيمٍ مُّنَذِّلٍ إِلَيْهِمُ الْأَنْدَلَامِ غَيْثٌ بِذِرْعِهِ وَجِيْنٌ نَازِلٌ ہوا ہے اور "وَجِيْنٌ" نظر نہیں آرہی ہے۔ نگاہوں میں نہیں ہے مگر دل کی بصارت اور بصیرت اس کی تصدیق کر رہی ہے۔ دوسری بات حضرت جبریل ﷺ کے رسول رحمت ہیں۔ وَجِيْنٌ پہنچا رہے ہیں مگر نظر نہیں آرہے ہیں کسی کو بھی۔ مگر دل تصدیق کر رہا ہے اور بصیرت کھہ رہی ہے کہ اللہ کے فرشتے کے ذریعہ وَجِيْنٌ پہنچائی جا رہی ہے۔ جس پر وَجِيْنٌ نازل ہو رہی ہے وہ اللہ کا رسول آخر ہے محمد ﷺ جو نظر آرہے ہیں۔ اور وَجِيْنٌ کے نزول کی رکیفت ان کے چہرے اور حالت سے ظاہر ہو رہی ہے۔ یہ تین چیزوں کی اس سورت میں قسم کھائی جا رہی ہے۔ کہ ﷺ کا کلام برحق ہے۔ "وَإِنَّهُ لِمَنِ اتَّقَىْ" اس پر دل سے ایمان و یقین سے ایمان اور یقین اللہ کو مانو۔ اللہ کا ذکر اس کے نام کی تسبیح کرتے رہو۔ ہر وقت اسکی یاد سے دل شاد و آباد رکھو۔ ہر نماز کی حالت رکوع میں جھک کر اس کلر کی تسبیح پڑھتے رہنا یہ خدا کا کلام ہے۔ خدا کی ذات واحد ہے۔ جو ایمان باقیت اور یقین حق کی منزلوں میں ہے۔

ایسی ہی دوسری قسم والی آیت سورہ الواقعہ ۷۵-۷۶ والی سورت جو گذر گئی اس کی آیت ۷۷-۷۸ میں ستاروں کے موافقوں کے بدلتے رہنے کے مقامات کی قسم کھائی گئی ہے۔ پھر فرمایا گیا "وَإِنَّهُ الْقُرْآنَ كَرِيمٌ فِي كِتَابٍ مَكْنُونٍ لَا يَرَهُ الْأَنْظَارُ وَلَا يَمْطَرُونَ" ستارے اور سیارے لپسی رفتاروں سے برج بدلتے اور حلے پھرے قیام کرتے، کبھی پلتے چلتے رک جاتے سورہ الْقَاطِلُ الْمُؤْلُودُ میں ہے۔

میں رہتے ہیں ہماری نظر وہ میں ظاہری آنکھ سے کچھ نظر آتے ہیں۔ میں کو اکب کچھ نظر
آتے ہیں کچھ دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا۔

یہ قدرت کے راز اور بعید ہیں۔ غیبت کی باتیں ہیں۔ ہماری نظر میں عقل میں
نہیں آتے۔ مگر دل کے یقین ایمانِ محکم ہیں۔ یقین کی منزلوں میں غیبت پر ایمانِ قرآن کی
علمیں کا مقصد ہے۔ ایمان بالغیب اور عقیدہ آخرت کا یقینِ محکم بالغیب ان سب پر ایمان کا
نام ہی دین اسلام ہے۔

وہ سورہ ۵۶ واقعہ اور یہ سورہ الحلقہ دونوں قیامت کا منظر اور جنت کے مقامات کی تفہیم
اور مومنوں کے درجات کے اعتبار سے بیان کرتی ہے۔ قیامتِ غیبت کی آنسی والی یقین
کرنے کی چیز ہے جو نہ نظر آتی ہے اور نہ بصیرت میں آسکتی ہے۔ صرف ایمان سے یقین
کر لینا ہے حقِ یقین کی میزبان سب سے اونچی میزبان ایمان کی ہے۔ ایمان اور یقینِ محکم میں
بات کا سمجھ میں آجانا ضروری ہے۔ اگر باتِ عقل میں سمجھ میں آگئی تو پھر وہ ذہن میں اتر
گئی۔ پیشہ گئی پھر زندگی تحریک شدت میں روانہ ہو جائیگی، صراطِ مستقیم جو قرآن تجویز کرتا
ہے۔ قرآن حرض نفس سے طمع اور لالج سے منع کرتا ہے اس سے پچھے رہو۔ روز قیامت
سے ڈر کئے رہو آخرت کی فکر اسی دنیا میں رہتے ہوئے رکھنا ہے۔ اپنی آخرت سنوارتے رہنا
ہے۔ روز قیامت اللہ کی عدالت میں اللہ کا جلال اور غیث و غفتہ تھاری و جبروت ہر طرف
چھایا رہیا۔ مجال نہ ہو گی کہ کوئی حرکت کرے یا زبان کھولے۔ مومنین اور مُقْتَلُوں اللہ کے
جلال کے آگے سجدے میں گریں گے اور حکمے میں گے۔ دلِ رذہ ہے ہوں گے۔ نافرمانوں
سمجھوں کی حالت، پیشہ اور جلال سے لکپی ہو گی پریشانی میں کچھ سجائی نہیں دیکا۔ اللہ کے
آگے جھکنا جاؤ، میں گے تو بھی پیشہ تھتے کی طرح اکٹھا جائیگی، کھٹکے کے جوڑ جوڑ حرف کت نہیں
کر سکیں گے۔ بے حش و حرکت۔ ٹھاکیں چڑھی ہوئی ندادست اور خوف سے بند ہوں گی۔
کیشی ذلت کیشی رسوانی ہو گی۔ الحذر۔ اللہ تعالیٰ ہر سلمان کو اس دن کی ذلت و رسوانی سے
بچانے رکھے۔ (آیت ۳۳)۔ زندگی میں کبھی نماز پڑھی ہو تو، اللہ کو سجدہ کیا ہوتا۔ رکوع اور
سبود کے لئے اعضاہ کو کبھی حرکت دی ہوئی۔ حالانکہ تند دست موئی تازے نیکم و شیکم تھے۔
چاہتے تو ساری زندگی عبادت و بندگی میں گذار آتے۔ دنیا نے گھیر یا تھا دنیا کی حرض، طمع و
لالج نے نفس کی خواہش نے آخرت سے قابل اور اللہ سے دُور کر دیا تھا۔ اب جو دھوئیں
کر، اُڑا کر گھسے کر، اسما، طوف، سرستہ، کر آستہ، پسخہ، لہاڑ

ہیں تو انہیں خبر بھی ہوگی کہ کہاں کہ ہر جا رہے ہیں۔ اور کون ہنکائے ادھر لے جا رہا ہے۔ کچھ خبر نہیں ہوگی اس طرح وہ دوزخ میں جا گریں گے۔

اے۔ اللہ کے رسول آپ ان کافرین مک کی باتوں میں نہ آئیں اور نہ ان سے زرمی اور شفقت کے کام لیں۔ آپ کو یہ بھٹکا دیں گے۔ ان سے بھول کر بھی دوستی نہ کرنا اور نہ کوئی رعایت کرنا۔ یہ جھوٹی قسمیں سمجھانے والے، چغلی اور جاسوسی کرنیوالے، پُدٹیتُ شریر لوگ ہیں۔ یہ حد سے بڑھنے والے لوگ بُرا تی بھیلائیں گے۔ ان کا سردار اور لیڈ بن مغیرہ کو دیکھو اس نے تمہارے ساتھ کیا کیا نہ سضویے بنائے تھے۔ تم کو قتل کرنے کے فعلے کرتے تھے۔ اس کو ہم عतیریب دیکھ لیں گے تمہارا بدترین دشمن تمہارے مقابلے میں مارا جانیوالا ہے۔ (جنگِ بد مر میں اس کی ناک پر زخم آیا اور وہ مارا گیا)

حضرت یونس مطیعہ کا حال سنایا جا رہا ہے۔ جب وہ تبلیغ، رشد و مددالت سے مایوس ہو گئے تو بے صبری کا مظاہر کیا تھا۔ قوم والوں کے لئے عذاب کی بُددعا کی اور تین دن کی مہلت دے کر ان کو چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ تین دن بُست ہوتے ہیں۔ قوم والوں کے عذاب سے ڈر کر جنگل میں پناہ لی اور وہاں زار و قطار روئے لگے۔ اللہ کو پکارتے اور اللہ سے مُحافی و مُغفرت اور توبہ کرنے لگے کہ ان پر سے پیغمبر کا عذاب ماٹا ہوا مٹا دے۔ انہیں بجا لے۔ اللہ تو اپنے بندوں کی توبہ مُغفرت و بخشش تو سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔ قوم کی پکار اللہ نے سُن لی۔ ان پر سے وہ عذاب ہٹا دیا گیا۔ وہ شب بیج گئے اور فرماں بردار بن گئے تھے۔ ہم نے یونس مطیعہ سے باز پرس کی اور ان کو صیحت و آذائن اور انہی حسروں کے غم میں ڈال کر ان کا امتحان لیا تھا۔ یونس مطیعہ نے ہماری بصیرت یاد اور فکر کو اپنا سہارا بنا لیا تھا۔ ہر وقت ذکر کرتے رہتے تھے۔ *لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُجَانُكَ إِنِّي سَكَنْتُ مِنْ الظَّالِمِينَ كَمَا وَلَقَنْتُ شَرُوعَ* کر دیا۔ اور ہم کو مستوجہ کر لیا۔ اگر وہ اللہ کی بصیرت۔ ذکر اور پکار اس شدت کے ساتھ نہ کرتے ہوئے تو ہم مقیامت تک کے لئے ان کو مچھلی کے پیٹ کے اندر ہی تید رکھتے اور وہ دنیا میں کبھی باہر نکل ہی نہیں سکتے تھے۔ ہمارا ذکر۔ نام اور یاد بصیرت نے ان کو عذاب سے بچا لیا تھا۔ اللہ نے ان کو معاف کیا اور واپس اپنے وطن لوٹا لیا تھا۔ دیکھو ہم اپنے ذاکرین و صالحین اور مُستکین کو کس طرح بچا لیتے ہیں۔ اور قوم والوں کو بھی جو ہم سے راست تعلق اور رابطہ کر کیتے ہیں۔ انہیں ہم کسی چھوڑنے والے نہیں ہیں (آیت ۱۵)

جاتے ہیں۔ دل اندر سے نرم ہو جاتے۔ اس کا اثر، فیض ان پر جادو کا ہوتا۔ وہ اہل زبان تھے فصاحت و بلا غثت میں بکمال رکھتے تھے۔ جب قرآن کی بلاغت و فصاحت۔ شر میں نظم میں اور اوزان میں سنتے تو دل پر جہٹ لگتی اور اندر سے واہ واہ کی صدائیں آتی۔ وہ گھبڑا تے خود پر قابو نہیں پاتے اور پھر درتے کہ کیمیے والے سرداروں کو کیا منہ دکھائیں گے اگر مسلمان ہو جائیں گے۔ اس جادوئی اثر سے مغلوب ہو جائیں گے تو دنیا ہی لٹ جائیگی۔ اسلئے غصہ میں راہگل بگولہ ہو جاتے اور خود پر قابو نہیں پاتے تھے۔ قدم و گام لگاتے وہ رکھڑاتے اور سنپلتے پھر گھبڑا کر جاگ کھڑے ہوتے۔ وہ آپ پر اے اللہ کے رسول جادو کریں گے۔ رسیروزم سے آپ پر غصی طاری کر دیں گے اور پریشان کیں گے۔ اگر آپ نے ذرا بھی ان سے نرمی، ہمدردی و اتفاقات کی نظر ان پر رکھی۔ بڑے بڑے جادو گر اور کامن اپنے اپنے فن کے طاق اور مشاق اپنا جادوئی اثر رکھتے ہیں۔ ہم آپ کو اپنی نظروں میں ہر وقت رکھتے ہوئے ہیں اور ان سے بچاتے رہیں گے۔ آپ اپنا مشن جاری رکھیں۔ یہ قرآن نصیحت و پدایت سے بھر پور ہے۔ ان سخت دل کافروں کو ایک دن ضرور اس قرآن کی عظمت اور اسکی تاثیر کا قائل ہونا پڑے گا۔ اللہ کاذک۔ یسوع اور یاد نے دل کو آبادر رکھو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سال سامل بعد اب واقع ۰ لکفیرین لیش لہے دافع ۰

نمبر ۷۔ سورہ المعارج۔

چھپلی سورت الحلقۃ کی آیت ۳۱ میں دوسرے مرکوع میں نظر نہ آنسیوالی چیز کا ذکر آیا ہے وہ چیز کیا ہے۔ وہ وقت ہے۔ وہ ضرور اپنی عمر اور وقت پورا کر کے ایک وقت رک جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح یہ کائنات بھی ایک زندگی کی طرح چلتے ہیں ایک جگہ رک جاتی ہے۔ اور رقیامت آ جائیگی۔ قیامت کی خبر اللہ کے رسول نے دی اور وہی یہ قرآن بھی دستارہتا ہے اور خبردار کرتا رہتا ہے کہ آخرت کی تیاری کر لو وقت کم ہے۔ وقت گھنٹا جارہا ہے۔ موت اور

حیات کے درمیان فاصلہ حکم ہوتا جا رہا ہے۔ اس زمین اور آسمانوں کے درمیان کروڑوں میل کا فاصلہ ہے۔ مگر روز قیامت یہ فاصلے گھٹ کر زمین اور آسمان ایک ہو جائیں گے۔ اللہ کی عدالت آسمانوں سے زمین پر آ کر قائم ہو جائیگی۔ لوگوں کو قیامت کا یقین ہی نہیں آتا۔ اس لئے عذاب مانگنے والے عذاب مانگتے رہتے ہیں کہ اگر تم پچھے ہو تو آسمان سے کوئی عذاب ہم پر لا کر دکھلا دو۔ شبِ یقین کریں گے۔ نادان لوگ ہیں۔ نہیں جانتے عذاب مانگنے سے بھی آجاتا ہے۔ عذاب کی روکے سے بھی نہیں رکھا اگرچہ ازراہ عذاق اور دل لگنی میں وہ یہ دل لگنی کی بات سمجھتے ہیں لیکن آسمان سے جب بھی اللہ کا عذاب آیا ان سب کوہلاک دبر باد کر کے ہی گیا۔

قرآن کھتنا ہے کہ زمین پر جو دعا ہیں مانگی جاتی ہیں وہ اوپر چھپتی رہتی ہیں۔ اور زمین پر جو بھی کلمہ ہوتا رہتا ہے وہ مظلوموں کی آہ و لکاہ وہ بھی اوپر چڑھ کر آسمانوں میں جاتی ہیں۔ انسانوں کی روحیں جو فرشتے اللہ کے حکم نے قبض کرتے رہتے ہیں وہ بھی سب اور آسمانوں میں چھپتی رہتی ہیں اور اوپر چلی جاتی ہیں، یہ سب المغارب ہیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان کا اپنا اثر فیوض ہو رکام ہوتا ہے لوگوں کے نیک اعمال اپنے مدارج طے کر کے اوپر جاتے اور محفوظ ہوتے رہتے ہیں۔ سب کچھ روز قیامتِ اکٹا فیصلہ ہو گا۔ قیامت کا دن بہت طویل ہو گا۔ دنیا کے حامِ دنوں کی طرح بارہ گھنٹے کا نہیں بلکہ دنیا کے پچاس ہزار دنوں کے برابر کا ایک دن ہو گا۔ یومِ الغسل اور یومِ الحساب کوئی معمولی دن نہیں ہو گا۔ جو لوگ قیامت کا یقین اور اس پر ایمان بالغ ہیں رکھتے اور دنیا میں بے یقینی کی حالت میں دل کھوں کر گناہ کے کام کرتے رہتے ہیں اللہ کی نافرمانی ظلم و زیادتی، زنا، فاسدی، ڈاک، قتل و خارت گری کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انہیں کوئی پوچھنے اور ٹوکنے والا زمین پر کوئی نہیں ہے۔ دنہنائے چھرتے ہیں۔ روز قیامت ان سے اللہ ضرور پوچھے گا۔ جب انصاف ہو گا ان کو تب خبر ہو گی۔ جب مرکر کبر میں جائیں گے تو وہاں بھی اور روز قیامت اللہ کی عدالت میں جب پیش ہوں گے۔ تو وہاں بھی پوچھ پوچھ ہو گی۔

اللہ کے رسول نور ہیغمبر اور اللہ کے صحیت و مقبول بندے ان سب کی دعائیں اور بد وحاظ میں اللہ ضرور سُنّتارہتا ہے اور کبھی رد نہیں کرتا۔ اللہ کے ہیغمبروں نے جب بھی بد دعا کی وہ ضرور پوری ہوئی اور آسمانوں سے عذاب ضرور آئے۔ قومِ حاد و مسود۔ نوعِ ملکتم اور لوٹِ ملکتم کے واقعات قرآن نے سنائے ہیں۔ اللہ کا یہ رسول رحمت تو کبھی اپنی قوم کے لئے

را ایک بات سمجھ ہے۔ یہ قرآن سے اللہ کی وحی سے بات کرتا ہے۔ "قول مُثُوف" - قیامت ضرور واقع ہوگی۔ گھنٹا رہوں اور مجرموں کا فیصلہ اس دن ضرور ہوگا۔ لوگو! روز قیامت سے ڈرو۔ غلط اور حرام ناجائز طریقوں سے مال اکٹھامت کرو۔ ظلم و زیادتی سے، فساد اور فساد کی زندگی مت گذار کر دنیا کے رخصت ہونا۔ روز قیامت ہر جیز کا حساب ہر ایک سے لیا جائیوالا ہے۔ اللہ کی نافرمانی سے پہنچے رہو۔ اللہ کے رسول کی حلقانیہ تھالفت اور خلافِ حکم عمل ہے وہ رہو۔ اس دنیا میں آرام اور آخرت میں رہائی صرف ان ہی لوگوں کو ملے گی جو اللہ کو راضی اور خوش رکھتے ہیں۔ اللہ کے فرمان بردار و اطاعت گذار ہیں۔ صبح و شام اسکی عبادت و بندگی میں نماز پڑھتے اور صبح و شام اس کا ذکر اسکی یاد میں رہتے ہیں۔ برائیوں سے پچھے رہتے ہیں۔ تو بہ و استغفار اور مختفَت کی دعائیں دن رات کرتے رہتے تھے۔ آنست دار۔ دین دار۔ اللہ سے ڈر خوف رکھنے والے وقت سے نمازوں کی پابندی کرنیوالے اور فریبیتِ اسلام پر زندگی گذار نیوالے یہ سب دامہنے ہاتھ کی طرف اکٹھاتے جائیں گے۔ جہاں آرام مافیت اور سکون کی جگہ سایہ دار ہوگی اور مجرم نافرمان ہول کے ہول حیران پریشان ہوں گے کہ نہیں معلوم آجام کیا ہوں یوالے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے رسولوں کا مذاق اڑاتے تھے۔ نافرمانی اور شرک کے کام پر شرماتے نہیں تھے بلکہ حلقانیہ اللہ کے نافرمان اور رسول کو ایذا دینے والے تھے۔ اور رسول کا مذاق اڑاتے تھے اور فرمان وحی کا قصر کرنے والے اور اس کو جھکلانیوالے لوگ تھے۔

سب کچھ روز قیامت سب کو معلوم ہو جائے گا۔ اللہ نے اپنے موسنوں کی آئندہ صفات گھناتی ہیں۔ یہ صفات سورہ المومون میں بھی بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً نماز کی پابندی وقت پر کرنیوالے زکوہ و صد کہ اور خیرات سے مال کا اپنا خرچ کرنیوالے، حقداروں کو نقیروں اور مسیکتوں پر مال خرچ کرنیوالے۔ فاشی، زنا، بد کاری سے پہنچے والے۔ روز قیامت کا یقین حکم رکھنے والے۔ اللہ کے روز آخرت کے خیض و غفت سے ڈر نیوالے۔ انسان اپنی فطرت میں کمزور، نیغمہ اور بھونے والا بنایا گیا ہے۔ دراسی تکلیف اور دکھنیماری دپریشانی میں خوف زدہ ہو جاتا اور گھبرا جاتا ہے اور شرک کے کاموں میں جھاڑ پھوٹ کرنیوالوں سے تعویذ، گندٹے کرنیوالوں سے رجوع ہو جاتا ہے کہ وہ اس کا دکھ دو دو کریں گے۔ اور اس کے خم کا مدوا کریں گے۔ اللہ کی طرف رجوع نہیں کرتا۔ اور اللہ پر ایمان بالغ و یقین آخرت کب اسکو تسا۔ اگر وہ اللہ سے رجوع کرتے تکلیف و معیبت میں اللہ کو پکارتے خلوصی نیت سے تو وہ اپنے دل کا

پیش و سلوک حاصل رئے لے اس کا مولا اور ادا اس کا مددگار ہے۔ سچا اور سخا دیے والا وہی تو ہے۔ اس پھرینِ محکم کی کمی ایمان اور یقین کے نہ ہونے نے اسکو برا خوار کیا ہے اور اللہ سے دور کر دیا ہے۔

اس دنیا میں بہت سے عمل و اعمال ہماری نظر وں کے ساتھ ہوتے رہتے ہیں اور لوگ بھی ان میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ اسلئے ہم ان میں لگ کر اللہ سے لا تعلق اور الگ ہوجاتے ہیں۔ بہت سے کام ایسے بھی ہوتے ہیں جو ہم دیکھ نہیں سکتے مگر وہ پورے ہوتے رہتے ہیں اور نظر نہیں آتے۔ اللہ کی مشیت، مرضی اور مصلحت و حکمت خداوندی ان کو پورا کرتی رہتی ہے۔ دنیا کے عقلی دلائل و شواہد، سبب و سبب کچھ کام نہیں دیتے۔ اسی طرح قرآن کی وحی لانیوالا جبریل میل میل صاحب کو لوگوں کو نظر نہیں آتا تھا۔ حالانکہ وحی قرآن کا نزول اللہ کے قلب اٹھر پر ہوتا ہوا صاحب درکھستے رہتے تھے۔ وحی قرآن نظر آجاتا تھا مگر قرآن کا پہنچانا نیوالا نظر نہیں آتا تھا۔

ہماری عقل ناقص لور محدود ہے اسکی سوچ و سمجھ شعور و اور اک و فہم ہی محدود ہے۔ مرضی مولا۔ مثاہد ایزدی ہماری عقل میں نہیں سما سکتی اس کا تعلق قلب اور ذہن سے ایمان و یقین سے ہے۔ حلم سے انسان سیکھتا رہتا ہے۔ علم بھی محدود لور ناقص ہے۔ اللہ کا علم لا محدود اور علم غیب اللہ کے پاس ہے۔ یہ قرآن علم غیب کی ایسی ایسی باتیں بتاتا ہے جو دنیا کا کوئی علم اس کو اس طرح نہیں بیان کر سکتا۔ یہ علم وحی کے ذریعہ آسمانوں سے آتا ہے۔ اللہ کے رسول کو جو کچھ سکھایا گیا۔ اور علم پڑھایا گیا وہ آسمانوں سے دیا گیا ہے۔ اللہ کے رسول نے جو کچھ وحی کے ذریعہ بیان کیا وہ قرآن میں لکھ دیا گیا ہے۔ وہ حق ہے، حق ہے، کسی جادوگر یا شاعر کا کلام نہیں جو تم قرآن پر یقین نہ کرو اور نہ اسکو پڑھو اور نہ سمجھو۔ قرآن نصیحت و دعاوت کی کتاب ہے۔ اللہ نے آسمانوں سے اسکو اتارا ہے۔ اللہ قسم کھاتا ہے۔ اللہ رب المغارب و رب المغارب ہے۔ جسکی قدرت شان الہیت چاروں طرف افق کے پار بھی افق کے کناروں پر پھیلی ہوئی ہے وہ ہر طرف جلوہ گر ہے اور موجود رہتا ہے۔ وہ قادر مطلق ہے جو جاہے کرے جیسا جاہے کرے۔ اس کی مرضی و مشیت کے کام ہیں۔

اللہ کے رب المغارب و رب المغارب ہونے کا ذکر جگہ جگہ سورہ صفت کی آیت ۲۷ میں سورہ النور کی آیت ۳۵ میں اور سورہ الشراء کی آیت ۲۸ میں آیا ہے۔ اس سورت میں اللہ قسم کھا کر اسی بات پر زور دیتا ہے کہ اللہ ہر طرف ہے مغارب و مغارب میں موجود ہے۔

جو کچھ ہے وہ اور آسمانوں میں ہے۔ زمین اور آسمانوں کے درمیان جو کچھ ہوتا رہتا ہے اللہ کے علم میں رہتا ہے۔ یہ جدید عالمی نظریہ سائنس نے بھی اس کو تسلیم کر لیا ہے۔ ہر شے اپنی جہت میں الگ الگ دکھائی دیتی ہے اس کے کئی چیزیں ہیں اور ڈافنی مشین کا آئینٹھائن کا نظریہ اضافت میں حرکت کا تیقین اور تعین، وقت کی قدر مطلقاً، جو ہر فاصلے پر اور ہر سمت کو ہر جہت میں برابر کام کر رہی ہے۔ اس کائنات میں کئی جہتیں ہیں المشرق اور المغارب کے علاوہ بھی دوسری جگہ کام کر رہی ہیں۔ جو انسانی سوچ اور عقل سے اور افی ہے۔

مگر ہم صرف تین جہتوں کو دیکھ سکتے ہیں جو محدود ہیں جس کا اور اک ہم کو ہوتا رہتا ہے۔ حیوانات، ریلنے والے کیڑے چیزوں، چیلکی سانپ ہم سے زیادہ حساس بہت سی جہتیں محسوس کرتے ہیں اور دیکھتے رہتے ہیں۔ انسان سے پہلے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ علم طبیعت اور فضائی طبیعت نے اس کائنات میں بہت سی نامعلوم چیزوں کا پتہ لایا ہے۔ آسمانی زندگی کروں کے اندر، مریخ اور مشتری کے اندر بھی زندگی ہے۔ جنت کی زندگی دوسری زندگی، روحوں کی زندگی جو اس کائنات میں ہمیشہ جاری رہتی ہیں اور جاری رہیں گی۔ یہی ایک دنیا ہماری ہی نہیں ہے۔ اس کائنات میں اور کئی دنیائیں موجود ہیں اور کئی مخلوقات ہر کرتہ آسمانی گردوں کی فضا میں موجود ہیں اور زندہ ہیں۔ اللہ کی قدرت لاحدہ و محدود ہے، پیمائش کے فاصلے لاحدہ و محدود پھر اس کے مقابل و متناد بھی فاصلے اور وقت ہوں گے۔ اللہ نے کسی چیز کو بغیر جوڑے کے نہیں بنایا ہے۔ اللہ رب العالمین ہے۔ بہت سے شرقوں کا ایک خدا نے واحد ہماری فہم اور سمجھ کے لئے زمین کے مشرق اور مغرب کا ذکر کیا گیا ہے ورنہ مشرق اور مغرب دنیا میں ہر جگہ مختلف شہتوں میں پہنچتے رہتے ہیں۔ ہر ستارے اور سیارے میں جاندے لگے ہیں۔ ہم زمین والوں کیلئے اسی آسمان کی نسبت سے قرآن ہم سے بات کرتا ہے کہ ہماری عقل اور سمجھ میں اسکی بات آجائے۔ اللہ کا تصور غیر محدود اس کی کائنات غیر محدود ہے۔ اس کی قدرت کے عجائب اور کچھے غیر محدود اور سب کچھ اللہ کا ہے۔ اللہ کی مرضی سے چل رہا ہے۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمٍ أَنْذَرْنَاهُمْ مِنْ قَبْلٍ إِنَّمَا يَأْرِثُهُمْ عَذَابٌ

نمبر اے سورہ نوح۔

بچھلی سورت کے مسلسل میں دعائیں اور بددعا میں زمین سے اوپر آسمانوں میں چڑھتی رہتی ہیں۔ اللہ اور اس کے فرشتے ان کو سنتے رہتے ہیں اور قبولیت دعا اور بددعا دونوں متکبر ہوتی رہتی ہیں۔ جب حام آدمی کی دعا اور بددعا کے ساتھ ایسا ہوتا رہتا ہے تو پھر بیغمبر کی دعا اور بددعا کا کیا حالم ہوگا۔ اسکی ضرورت اور اہمیت کو اس سورت میں بیان کیا جا رہا ہے۔ اللہ نے کبھی بھی اپنی مخلوق کو اپنے عذاب سے ہلاک نہیں کیا۔ اللہ توبہ کا آقا، مالک اور خالق و رب ہے۔ الرحمن اور الرحیم ہے وہ بخلاف اپنی بنائی ہوئی مخلوق کو عذاب سے کیوں ہلاک کرے گا۔ جبکہ ہر ذی حیات کے لئے تقدیر کا حیات اور موت کا قاعدہ بناؤ دیا گیا ہے۔ کہ زندگی ایک وقت پر آجیگی اور اپنا فاصلہ اور حیات اور موت کا تقدیر کے مطابق طے کرتی جائیگی۔ جہاں اس کا وقت ختم ہو جائیگا وہاں وہ آپ ہی آپ رکھ جائیگی۔ موت آجائیگی یہ بات مسلسل بچھلی سورتوں سے سمجھائی جا رہی ہے۔ اب ریاسوالی بیغمبروں کی بددعا کا۔ اللہ اس کو ضرور سنتا رہتا ہے لیکن اس میں بھی تین دن کی مہلت کا وقفہ دیا گیا ہے کہ اس مہلت میں راستی پر حق پر، بیغمبر کی طرف آجاو آخري موضع دیا گیا ہے مہلت کا۔ سورہ یونس میں بھی یعنی تو ہوا تساکہ حضرت یونس مبلغہ کی بددعا قبول ہوئی تین دن کی مہلت میں قوم نے اپنے اعمال درست کر لئے اور اللہ سے آہ و بکاہ و فریاد کی اور مسافی توہہ و استغفار کر لیا اس نے بددعا روکلی گئی تھی۔ حضرت نوح مبلغہ اپنی قوم کو ساری ہے نوسوب رکتبخ رشد و بدایت کرتے رہے تھے انہیں منع کرتے رہے کہ کفر و فرک اور بُت پُرسنی سے باز آجو۔ بت پُرسنی کی ابتداء دنیا میں حضرت نوح مبلغہ کی قوم سے شروع ہوئی تھی۔ قوم نوح کے اس وقت پانچ مخدوس بزرگ صالحین کی بڑی قدر اور عزت ہوتی تھی، وہ سب ایک گھر کے چار بھائی اور ایک بہن تھی۔ وہ سوائیں (عورت) یغوث۔ یعوق و نفسر چار مرد تھے۔ جب ان سب کا انتقال ہو گیا تو لوگ ان کی بادگار میں ان کے مجستے بناتے کہ چورا ہوں پر ان کی یاد میں نصب کئے تھے۔ بعد کے آنسیوالوں

نے ان کے چھوٹے چھوٹے مجسموں کے بُت بنانے کے مجموعوں کے اندر نہایت و آرائش لور پتا ذہنی عقیدت و تعلق کو ان بزرگ ہستیوں سے فاصلہ رکھنے کی دلیل کے اثبات کے طور پر کہا یا تسا۔ پھر ان کے بعد آنسیوں کے پرستش شروع کر دی تھی اور ان کو اپنا خدا مان دیا تسا، اسی طرح رفتہ رفتہ بُت پرستی کی ابتداء ہوتی۔ فریک اور کفر تو لوگوں کی بد عقیدگی سے پسیلا ہے۔ اور یہ سلسلہ ہزاروں ننانے سے آج تک برابر قائم چلا آ رہا ہے۔ ہندوؤں کی مقدس کتابِ رلامیں اور معاہارت میں بھی ان پانچ لوٹاروں کا ذکر ہے۔ چار مرد اور ایک عورت، کیسا تھرا مم۔ کرشن۔ چمن۔ بھرت اور سیٹا جنکی پوچھا اور پرستش ہندوستان میں آج بھی ہوتی ہے۔ خود ہمارے ہندوپاک میں ہجت پاک کا ایک تصور قائم ہے جن میں چار مرد اور ایک عورت کے نام آتے ہیں۔ عقیدے تو حید کے محض در پڑھائیں تو یہ بد عقیدے دن میں لوگ شامل کر دیتے ہیں کہ یہ بھی دن کا حصہ ہے۔ اور کشم ورواج بن جاتے ہیں۔

نو سو برس کی تبلیغ و علمیم کے بعد حضرت فتح مکالم جب اپنی قوم سے بالکل مایوس ہو گئے تو قوم والوں کے لئے بد دعا کی اور ایسی بد دعا کہ ان کی آئندہ لسلیں نک باقی نہ رہیں۔ ان کے لئے بھی بد دعا تھی اللہ نے قوم والوں کو مہلت دی تھی کہ اس دوران حضرت فتح مکالم کو کشتی بنانے کا طریقہ سکھایا خود ان کی بیوی بھی ان کے چالپنیں لور منکرن میں شامل ہو گئی۔ مگر کی ساری باتیں اللہ اور اس کے پیغمبر کے دشمنوں کو پہنچاتی تھی۔ جب مہلت اور وقفہ ختم ہو گیا تو پھر سیلابِ علمیم ساری دنیا میں آیا اور ساری آبادیوں کیلئے، لشون کیلئے حیوانات اور نباتات سب کو بہائے گیا۔ حضرت فتح مکالم کا اپنا بیٹا بھی ان نافرمانوں میں تھا۔ باپ کا اور اسلام کا اللہ کے دن کا خالف اور انکار کرنیوالا بھی اس میں شامل ہو گیا تھا۔ کوئی نافرمان کافر، شرک، بُت پرست باقی نہ بمانے مرد اور نہ عورت نہ بچ۔ یہ دنیا طوفان فتح کے بعد دوبارہ آباد ہوئی اور اصحابِ العینہ کی اولاد سے دوسری نئی نسل آدم کے بعد فتح سے آئی اور ان باقی بچ جانے والے اور ایمان لانیوالے کوئی کے سافروں سے آباد ہوئی اور پھیلی۔ حضرت فتح مکالم کو اتنی لئے آدم ثانی کہا جاتا ہے۔

حضرت فتح مکالم اللہ کے اول والزم پیغمبروں کے اول نمبر پر شمار ہوتے ہیں۔ ان کے اپنے مگر میں ان کی اپنی بیوی جور فیضِ زندگی و شرکیت حیات ہوتی ہے وہ اسکو ایمان لانے پر مجبور نہ کر سکے تھے۔ ان کا اپنا بیٹا ان کا باغی اور ان کے دن کا خالف رہا تھا۔ آخری وقت تک جب سیلاب کا پانی اس کے سر کے اوپر تک آچا تھا۔ باپ کی محبت اور شفقت

نے ایک بار زور مارا یہی کو پکارا اور اپنے پاس بلایا کہ اب بھی وقت ہے۔ وہ ایمان لے آئے۔ اللہ سے دعا بھی کی کہ یہ میرا بیٹا میرا اپنا خون ہے۔ میری محبت اسکو دوستا ہوا نہیں دیکھ سکتی۔ مولا۔ میرے یہی کو بجا لے۔ اللہ نے دلسا دیا۔ فرمایا گیا۔ نافرمانِ لولاد کا ہلاک ہو جانا ہی بہتر ہے کہ وہ اس دنیا میں نافرمانِ لولاد بن کر دوسرا نی نافرمانِ لولاد پیدا کرتا رہے۔ نافرمانوں کے لئے اللہ کے ہاں کوئی پناہ اور کوئی رحم اور کوئی بخشش و معافی نہیں ہے۔

اللہ کا یہ غیرہ نہ لہنی اولاد کو، اور نہ لپسی بیوی کو، اپنا ہم خیال اور دن وار لور خدا پرست بنا سکا۔ بدایت و نیشت اور توفیق جب تک اللہ کی طرف سے نہیں ملی گی کوئی یہ غیرہ بھی کی کو زبردستی ایمان لور یقین کی مسزیل پر نہیں پہنچا سکتا۔ یہ سورت عبرت انگریز اور مثالوں سے سبقت سکھاتی ہے کہ اللہ کی توفیق اور بدایت جنمیں ملی انہیں قرآن کی بدایت کام دے گی اور قرآن حدی اللستین ہے۔ پہلے اللہ سے ڈرو۔ اس کا خوف دل میں لغ پھردیں و ایمان لور یقین قلت اور ذہن میں اترے گا لور کام کریا۔ یہ دنیا نیک صفت الانوں سے باقی رہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ أَوْحَىٰ إِلٰيْ إِنَّهُ اسْتَمَعَ نَفْرَآمِنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَباً

نمبر ۳۷ سورہ جن۔

۳۶ ویں سورتِ احْقَاف کی آیت ۲۹ میں جنوں کا ذکر آیا ہے۔ جنوں نے اتفاق سے لہنی راہ گیزر میں ایک صبح فر کے وقت قرآن کی تکلیف ہوئے ہوئے آواز سنی اور پہلی بار مراس کلامِ الہی سے ایسے متاثر ہوئے کہ اس طرف رغبت کی اور سنبھتے رہے۔ یہاں تک کہ قرآن کی حکمت، کلامِ الہی کی وصاحت اور بلاغت، شیرینی و لطافت سے ان کی ساعت، حفل و ایمان اور یقین کو روشنی ملی۔ اس واقعہ کا ذکر قرآن نے یہاں دھرا یا ہے۔ اللہ نے اپنے نبی پاک کو اس بات کی خبر دی کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سن کر اس پر ایمان

جماعتِ اسلام میں داخل ہو جکی ہے۔ اے اللہ کے حبیث! تم ان کی تعلیم و پدایت کا الگ سے استظام کرو۔ اور انہیں دین سکھاؤ۔ نزولِ قرآن سے پہلے جنات جو شیطان ہی کی ایک جماعت ہے شیطانوں جیسے کام میں مشغول رہتے تھے۔ لوگوں کے درمیان فتنہ و فاد کرتے اور میاں بیوی کو لڑک کر طلاق اور خلخال دلواتے اور نبی نبی خوارتیں کرتے اور سیدھی راہ سے لوگوں کو بھٹکاتے تھے۔ فناشی زنا کاری کے کاموں میں لذت و کیف اور مزہ پیدا کر کے ترغیبات جنسی اور مطالبات شہوت کا تماد رکھتے اور خود ہی اُس کو آشنا رکھ کر لوگوں میں بُدنامی، عداوت، قتل و غارت گری کے کام کرواتے رہتے تھے۔ بتوں کے استانوں میں کاہنوں، مجاوروں، جادوگروں کو آسمان سے ضمی خبریں ٹھوٹ ٹھوٹ کر ادھر ادھر کی پیشگوئی کو بیان کرتے تاکہ وہ جنوں کے مطیع اور ہر زاد حزب اشیاطین اور کعویہ، گندے کرواتے۔ سورہ صفت کی ابتدائی آیات میں اور دوسری جگہ جنوں کی ان حرکات کو سختی سے روکا گیا ہے۔ منع کیا گیا ہے۔ کھکشاوں میں اور نجم الثاقب آسمان کے برجوں میں ان کو مار بھانے کے نئے مقرر کئے گئے تاکہ چوری چھپی اور پری آسمانوں کی فضائوں تک نہ پہنچ سکیں۔ یعنی وہ پابندیاں روک لگوں تھیں جس نے ان جنوں کو اس امر کی تحقیق پر کھا دیا تاکہ آخر وہ کیا کوئی نئی بات ہوئی جو آسمانوں میں اس قدر پہنچ چوکی، خبر گیری کی پابندی کافی گئی ہے اس تحقیق و تلاش میں انہیں وہ منزل مل گئی جہاں اللہ کے رسول سے ایک راہ سفر میں خابانہ ملا جائے ہو گئی۔ فخر کی نماز میں قرآن کی تکلوٹ ہو رہی تھی انہوں نے وہ آوازِ قرأت سنا تو کھاشہ ہوئے بغیر نہ رہ کے اور خود بخود مسلمان ہوئے۔

جنات ایک ناری مخلوق ہے انسان خاکی محوٰق ہے مگر مقصدِ حیات دونوں کا اپنے آتا کی اور مالک کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ حیادت اور بندگی ہے۔ ساری مخلوقات اس کائنات میں شجر، جم، سایہ بادل، بجلی، چک گنج، پرندے، کیڑے مکوڑے، خسروں والدش اور وحشی جانور غرض کوئی ذہنی حیات مخلوق اور ہیرڑی حیات مادی ہے، مٹی پر لوبھاتا نہایتی نہیں جو اللہ کی بندگی و اطاعت میں ذکر و بیخ دن رات نہ کر رہی ہو۔ اللہ سب کا مالک و آتا سب اسکی بندگی کرنے والے ہیں۔ جنات ایک الگ مخلوق ہے انسانوں جیسی صفات، رشتہ، ازوایجی مسائل رکھنے والے تو ادو تناصل سے آبادیوں کا ہمیلو ہے۔ ان کی بھی آبادیاں اور رسوم و روانج اور طریقہ، خاندان اور قبیلے انسانوں سے بالکل الگ الگ ہیں۔ جنوں نے اب اسلام قبول کر لیا۔ وہ ایمان لائے اللہ پر اور اللہ کے رسول پر اور اللہ کی کتاب پر۔ اس طرح

شریعتِ اسلام کی پوری پوری پابندی ان پر بھی لازم ہے۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ، حج اور بھی فرض کیا گیا ہے۔ روز قیامت کا عذاب، آخرت کا حساب و کتاب اللہ کے لئے بھی وہی ہے جو انسانوں کے لئے ہے۔ اللہ نے انسانوں کی طرح جنوں کو بھی اپنی توفیق عطا کی کہ وہ بھی دین اسلام قبول کریں۔ جنوں نے اسلام قبول نہیں کیا اور انکار کیا وہ شیطان، ابلیس و مردود کی جماعت میں شامل ہو گئے اور وہ ہمزاں الشاطئین سمجھا ہے۔ مگر میں جنوں کا قبول اسلام ہونا اور ان کی تربیت مسجدِ جن میں احادیث سے اور قرآن سے ثابت ہے۔ اللہ کے رسول ہر ہفتہ راتِ عشاء کے بعد جناتِ رسول کو تعلیم دینے مسجدِ جن جاتے ان کو دین سکھاتے اور قرآن کے احکامات کا پابند بناتے تھے۔ جنوں کی خدا انسانوں سے بالکل الگ اللہ کے رسول نے مقرر کر رکھی ہے۔ جنوں کو انسانوں سے بالکل الگ تسلیک رکھا گیا۔ ان کی آبادیاں خالی مکانات۔ مکھنڈرات ویرائے قرار دیے گئے اور آبادیوں سے دور رہنے کا نہیں پابند کیا گیا ہے۔ دن میں وہ قید ہوں گے اور راتوں کو ان کو آزادی حاصل ہو گی کہ عبادات و بندگی اور دیگر کام کا حکم کریں اور انسانوں کے کاموں میں مانع نہ کریں۔ راتوں کو جب مسجدیں خالی ہوں توجیات وہاں جا کر اپنی نمازیں ادا کریں۔ ساری مسجدیں جنات اور انسانوں دونوں کے لئے ہیں جہاں توحید کی اللہ کی بندگی ہو گی شریک کا دنیا داری کا وہاں کوئی کام نہ ہو گا۔

سرما اور جرائم روز آخرت دونوں کے لئے ایک جیشی ہے۔ حساب و کتاب اور اعمال نامے دونوں کیلئے سب یکاں اور فرق و اختلاف کوئی نہیں ہے۔ برزخ میں دونوں جن و انسان اکٹھا ڈالے جائیں گے البتہ دونوں کے کھانے پینے مختلف ہیں۔ اسلئے جنت کے باغات اور انعامات میں یہ فرق رکھا گیا ہے۔ قرآن کی ۵۵ویں سورت الرحمٰن میں دو مختلف الگ الگ جنتوں کا اسی لئے ذکر آتا ہے۔ دو صنیع انسان اور جنوں کو الگ الگ کردی گئی ہیں۔ کل چار جنتوں کا ذکر بھی اسی لئے آیا ہے۔ "مَنْ دُونَهَا جَنَّتَانَ" کا ذکر ہے برزخ کیلئے "مریخ" البحرين یعنی "مریخ" ۵۰ میں "برزخ لایمیگان" ۵۰۔ برزخ کا ذکر سورہ المؤمنون ۲۳ویں سورت کی آیت ۲۰۰ میں بھی دو سندروں کے درمیان برزخ ہے جہاں ایک میٹھا پانی بہتا ہے اور ایک کڑوا پانی دونوں ساتھ ماتحت بہتے ہیں۔ ان میں دونوں الگ الگ اپنی انفرادیت قائم رکھے ہوئے رہتے ہیں۔ ۲۵ویں سورت الفرقان آیت ۵۳ میں بھی سندروں کی اعتماد گھرائی میں زمین شکے نچے کا طبق اندھیروں میں برزخ کو رکھا گیا ہے جہاں وہ روشنی پناہ لیں گی۔ صنیع آسمانوں سے واپس کر دیا گیا تھا اور آسمانوں میں انہیں جگہ نہیں دی کئی تھی وہ برزخ میں

پہنچائے جائیں گے۔

اللہ عالم شیب ہے بہت سی پوشیدہ پراسرار باتیں اور راز کی اللہ کے علم میں ہیں۔ بہت تصورات قرآن کے ذریعے انسان کو سنا یا گیا اور ابھی بہت کچھ پر وہ شب سے زمانہ سامنے لاتا رہیگا۔ قرآن دونوں کیلئے روزانہ تلاوت کے لئے دونوں کی نصیحت وہدایت کے لئے ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَا ايَّهَا الْمُرْزُلُ ۝ قمِ الليلَ إِلَّا قَلِيلٌ نَصْفُهُ أَوْ نَقْصٌ ۝ ۝ ۝

بہر ۳۷۔ سورہ الرزل۔

کہ کی وادی میں غارِ حرماء میں پہلی بار وحی کے نزول کے وقت اللہ کے فرشتے حضرت جبریل ملکیم نے اقراء کی پانچ آیات پڑھ کر حستائیں تھیں۔ انہیں سینے میں محفوظ کروایا دیا تھا۔ حافظہ میں ڈال گر۔ وضو کا سکم کا طریقہ بتایا اور دور کھٹ نماز ادا کر کے عبادت کا طریقہ سامنے خود کر کے دکھایا اور چلے گئے تھے۔

یہ دو سری وحی تھی کچھ وقف کے بعد آئی تو پہلی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے اقرائی پہلی وحی سے اس کا سلسلہ جوڑا جا رہا ہے۔ اے کمل! پوش! کملی واکے! تم پہلی وحی پر کقدر پریشان اور حیران ہو کر کمل پیٹ کر کلکپنی کی حالت میں اپنی بیوتوی سے سارا ماجرا سننا رہے تھے۔ اللہ سب دیکھ رہا تھا۔ اور سن رہا تھا۔ اللہ نے اسی تناول کے محبت بھرے انداز میں اپنے حبیب کو کملی واکے کا خطاب دیا ہے۔ اب تمہاری طبیعت اور حالت سنبل چکی ہے۔ اخھو! اور اللہ کی عبادت اور بندگی کرنے لگو۔ عبادت کے لئے بہترین وقت رات کی تہائی شب کا، وہ آخری پھر ہوتا ہے جب ساری دنیا سوئی ہوئی رہتی ہے۔ اور اللہ کا محبوب اور شب دونوں را رونیاز کی باتیں کرنے ایک دوسرا ہے کے آئئے سائے پیشے کھڑے ہے باتیں

۲۷۶

کِتَابَ قَرِيبٍ کا ہے۔ اللہ اپنے مُحیب سے یہ تعلق ہر وقت قاتم رکھنا چاہتا ہے۔
 اے اللہ کے رسول! حکیلی! واے آج سے راتوں کی عبادت دور کعت نماز اس میں
 دعی کی نازل کی ہوئی آیات کا پڑھنا تم اپنا معمول روزانہ کا بنالو۔ اور اس تعلق کو استوار رکھو۔
 اسلام کی تعلیم کی ابتداء نماز سے کرو۔ اللہ تم سے راضی ہوا اور تم اللہ کو اس طرح راضی رکھو۔
 اسکی پادو بیسیع کرتے رہنا۔ رات تو دنیا والوں کے لئے آرام کے لئے اور نیند کے لئے بنائی
 گئی ہے کہ دن بھر کے کام کاچ کے بعد رات آرام کی نیند ضروری ہے۔ یہ عام بات ہے،
 لیکن خاص بات یہ ہے کہ اللہ کا محبوب اور تحفہ لہنی نیند اور آرام کو اپنے محبوب سے
 برلنے کے لئے قریان کر کے اس کی ملاقات کے استثار میں اٹھ بیٹھتا ہے۔ اُب چاند بھی چھپ
 گیا ہے آجانا چاہیے۔ رات کا چھپا ہر استثار محبت کا محبوب کے سواہ کوئی نہ تصور کر سکتا ہے
 اور نہ جان سکتا ہے۔ یہ خاص تکمیل اللہ کے خاص بندوں کا اللہ کے ساتھ رہتا ہے۔ زندگی بھر
 بدلانا غیر کیفیت اللہ کی توفیق وہدایت اور تعلق خاص رکھے بغیر سر کی کوئی نہیں ملتی۔ اللہ ایسے
 بندوں کو پسند کرتا ہے اور ان سے راضی لور حوش ہوتا ہے۔

یہ ایک بڑا مشکل کام ہے نماز کا پابندی وقت کے ساتھ روزانہ پڑھنا، روزانہ قرآن کی
 تکلوٹ کرنا بلاتا گا نیند سے اور آرام دہ بستر سے اٹھنا ہی بڑا مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ پھر اس پر
 طرفہ تماشا یہ ہے کہ وضو بھی کرتا سردوں کی شعبدی راتوں میں اور نماز کے لئے سحر ہونا اور
 قرآن پڑھنا جبکہ سر کا سارا ماہول سویا ہوا خواب کے مرتے لئے رہا ہو۔ اور مت نیند کے
 کیف آور خواب میں مہوش ہو رہا ہو۔ ایک اکیلا بندہ اللہ کا اٹھا ہوا، جاگا ہوا اس کے حضور
 ادب و حاجزی و خاکاری سے نماز میں کھڑا ہے۔ یہ وہ متظر ہے جو اللہ کو فرشتے آسانوں
 سے دیکھتے رہتے ہیں۔ صبح سر کا چپو کیدار اکیلا ستارہ بھم الشاقب بھی حیران ہے کہ یہ بندہ اللہ
 کے آسمی کھرم کیوں ہے۔ اللہ کے فرشتے اس کی ہر دعا پر آئیں بھئے اور ہر صدا اور آسانوں
 میں پہنچاتے رہتے ہیں۔ یہ تعلق خاص اللہ نے اپنے حبیب کے لئے مقرر کیا تھا اور فرمایا کہ
 اس کو تم پابندی سے راتوں کو ادا کرتے رہنا۔ اس سے تم میرے قریب تر رہو گے۔

مک کے تیرہ سال اللہ کے رسول پر نماز کی پابندی رہی، پھر حکم آیا کہ رات کے علاوہ
 اسکو صبح فرنیک بڑھا دو۔ اور پھر غروبِ آفتاب کے بعد دور کعت میں اصنافہ کا حکم آیا۔ اس
 طرح دو اوقات کی نماز کی پابندی صبح و شام اللہ کے رسول نے خود پڑھی۔ اور بی بی خدجہ کو اور
 جناب اللہ کو بھی اس میں شامل کر لیا تھا۔ سب نے مل کر اور علیحدہ بھی اللہ کے رسول کے

ساتھ نماز کے حکم کی پابندی کی۔ اصل کہ جب اللہ کے رسول کو میں اس طرح نماز پڑھتے
 دیکھتے تو حیران ہوتے انہیں اچا بھی معلوم ہوا اور پوچھتے تھے کہ یہ کیا دن ہے؟ لہو کیا
 عبادت کا طریقہ ہے؟ یہودی۔ چنانچہ اصل کتاب بھی نماز کی پابندی کرتے تھے مگر اللہ کی
 نمازوں میں رکوع نہیں ہوتا تھا۔ اللہ کے رسول کی نماز میں رکوع تھا۔ جب کہ والوں کی
 سختیاں زیادہ ہوئیں مسلمانوں پر ظلم و رسم زیادہ ہونے لگے تو اللہ کے رسول نے چپ کر
 راتوں کو عبادت گھر میں رکھی تھی۔ جب تک حضرت عمر اسلام قبول نہیں کر لئے اور آپ
 کے چچا حضرت حرزہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے اس وقت تک راتوں کی نماز پڑھتی تھی۔
 ہجرت سے ایک سال پہلے دو وقت صبح و شام کی نماز صحابہ رسول سنت اللہ کے رسول نے
 پڑھائی۔ شبِ میزان کے سفر کی واپسی پر اللہ نے اپنے حبیب کی امت مسلم کے نئے جو تنہ
 دریافت اور پانچ اوقات کی پابندی سے نماز کا حکم سنایا تعاوہ مسلمان فرض عبادت کے طور پر دعہ
 دور کعت فرض دین رات کے پانچ اوقات میں آوا کرنے لگے تھے۔ تجدید کی عبادت جو اللہ کے
 رسول شروع وحی سے ہجرت تک لیکے جاری رکھی تھی اللہ نے اسکو اس سورت کے نزول کے
 بعد نفل عبادت کے درجے میں رکھا۔ اللہ کے رسول کے اختیارات میں کرداری کر دہ جائیں تو پر
 رات کی تجدید کی مشہل عبادت کو اپنی خوشی سے جاری رکھیں یا ختم کر دیں اس پر کوئی پوچھ
 سمجھ نہیں ہے۔ البتہ پانچ اوقات کی پابندی فرض کے درجے میں انتاری کی ہے۔
 واقعہ میزان نبوت کے بعد پانچوں برس ہواتھائے اللہ کے رسول نے پانچ سال تجدید کی
 عبادت فرض کے طور پر انجام دی اس میں اللہ سے راست کلام ہوتے تھے۔ بعثت کے
 ابتدائی تین سال اللہ کے رسول نے گھر میں لیکے مخفی رات کی عبادت رکھی تھی۔ پھر یہ فرض
 کا حکم بدل کر دو وقوتوں غرب اور مغرب کی نماز فرض رکھی گئی اور رات کی عبادت تجدید کی
 فرضیت ختم ہو گئی مگر اللہ کے رسول نے اسکو برا بر جاری رکھا تھا۔

ہجرت سے قبل ہر نماز دو دور کعت کی فرض پڑھی جاتی رہی ہے۔ میزان کے بعد عمر
 اور عثمان اور صلوٰۃ و سطیٰ کا (عصر کی نماز) کا حکم آیا اس طرح پانچ نمازوں فرض ہوئیں۔ اللہ کے
 رسول نے اپنی پڑھی جانیوالی تمام نمازوں کو جوں کا توان باقی رکھتے ہوئے ان کو سنت رسول
 اللہ کے طور پر صحابہ کرام کو سیکھایا اور ان کو جاری کرایا۔ جو فرض نمازوں کے علاوہ تھیں۔
 اس طرح مدینہ پہنچنے تک صحابہ رسول اللہ نے اپنی نمازوں کی حفاظت میں اللہ کے رسول کے
 طریقے سے اور قرآن کے احکامات نزول سے پانچ اوقات کی نمازوں کی ایک ترتیب بنائی

تھی۔ جسمیں فرض۔ سنت۔ نفل۔ وتر۔ وغیرہ سب شامل ہو گئے۔ دن اسلام کا ایک مکمل صنایع طریقہ عبادت قائم کرتا ہے جسکی پابندی اہل ایمان پر وقت کی روزانہ پابندی سے فرض اور عبادت کا طریقہ بندگی مقرر کر دیا گیا ہے۔

رات کی تہجد کی عبادت خاص عبادات صرف مخلص بندے ہی اسکو پابندی سے روزانہ ادا کرتے رہتے ہیں۔ اپنے رب کی خوشنودی اور اپنی مغفرت اور بخش گناہوں کی معافی طلب کرتے رہتے ہیں۔ تہجد کا وقت خاص عبادت کے لئے دن کی حضوری و حاضری کے لئے پر سکون وقت ہوتا ہے۔ اس وقت خدا اور بندے کے درمیان کوئی حائل نہیں ہوتا۔ جو ماں گو اس وقت اس گھر میں مل جاتا ہے۔ جب اللہ دے اور بندہ لے تو پھر اس لین دین میں ہر مومن کیوں نہ شریک ہو جائے۔ توفیقِ نبی اللہ نماز ہی کی عبادت اصل بندگی اور عبادت نہیں ہے۔ بلکہ ایک پورا نظام صلوٰۃ ہے اور ایک مکمل تصور عبادات و بندگی ہے۔ یعنے بیوکوں کو کھانا کھلانا بھی اس میں شامل ہے۔ لوگوں کی مدد کرنا۔ قرض حنڈے کر ان کی مشکلیں آسان بنانا سب ہی عبادت صلوٰۃ میں شامل ہے۔ غریبوں، محتاجوں، مکتوبوں کی خبر گیری ہے، پڑوسیوں کے حقوق، حقوق العباد اور حقوق اللہ ہیں۔ دونوں کی ادائیگی کا نام صلوٰۃ اور نماز رکھا گیا ہے۔ یہ ایک مکمل صنایع اور وسیع حیات ہے۔ شریعت کے قانون کی پوری پوری پابندی اس میں شامل ہے۔ صرف نماز یا تہجد ہی نہیں ہے۔ اللہ کی دن رات عبادت اور ذکر و جمیع کرنے رہنا اور اللہ سے اپنا علوٰۃ قائم رکھنا اور لبپی مغفرت اور بخش کی دعائیں مانگنے رہنا توہہ و استغفار کرنے رہنا، سب کچھ عبادات میں شامل ہے۔

اس کے علاوہ نمازوں کی طرح جو بھی نیک کام جو تم دنیا میں کرتے رہتے ہو وہ دنیا میں ہی ختم نہیں ہو جاتے۔ بلکہ ان کا اجر اور ثواب آخرت میں بھی شمار ہوتا رہتا ہے اور اللہ کے ہاں جمع ہوتا رہتا ہے۔ اللہ سے ہر وقت اپنی مغفرت اور بخش کی دعائیں مانگنے رہو۔ یہ بہت بڑی چیز ہے۔ اللہ مغفرت و بخش مانگنے والوں توہہ کرنیوالوں کی توہہ قبول کرتا رہتا ہے۔ وہ تو غفور الرحمیم ہے۔ بندہ جب اس دنیا سے رخصت ہو تو اس سے پہلے اپنے اللہ سے معافی مغفرت و بخش کی دعا ضرور مانگ کر جائے۔ اللہ کو اس کا وعدہ مغفرت پاد دلا تک رخصت ہونا تاکہ اس سے قبر کا عذاب بھی کم ہو اور آخرت کی بخش کی خوشی اور امید بھی اللہ کے سہارے مل جائے۔

یا ایٰہا الْمَدْرُورُ قُمْ فَاندزُرُ وَرَبَّکَتْ فَکِبِرُ وَشِیَاکَ فَطَرَرُ

نمبر ۲۳۔ سورہ المدیر۔

پہلی و نئی کے بعد ڈھائی تین سال کا وقفہ دیا گیا۔ پھر سورہ الزمل اور سورہ المدیر دو قوںی ساتھ ماتھ اتاری گئیں۔ اے مدیر۔ کھڑا ہو کر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھو۔ اپنے رب کی حمد و شاد و کبر نافی سے شروع کر۔ کپڑے پاک صاف و سترے رکھو اور وضو کر۔ یعنی شر انظ نماز کا حکم دیا گیا ہے کہ اسکی پابندی کریں۔ اللہ سے ڈر خوف رکھیں اور صبر مانگیں۔ اللہ سے آمید لگائے رکھیں۔ روز قیامت کا یقین رکھیں۔ اس دن سے ڈرتے رہیں جو آنیوالا ہے۔ لوگوں کے ساتھ احسان اور نیکی کا برداور کھیت۔ ان کی ہر طرح مدد کریں بغیر صدھ و معاوضہ اور احسان کے اللہ کی رضا کیلئے سب کام ہونے جائیں۔ اللہ کا امر قرآن میں جگہ جگہ دکھایا گیا ہے۔

انسان اس دنیا میں خالی ہاتھ آیا ہے۔ اور خالی ہاتھ جائیگا۔ ان سرداران قبائل کو دیکھو جنہیں دولت کی حرص مال جائیداد اور اولاد کی کثرت نے ان کو حریص اور لالہی اور حرص نقص میں ڈال دیا ہے۔ اللہ کے رسول کی اسلام کی مخالفت میں سب سے آگے دشمن کے منفوبے بنار ہے ہیں۔ ان میں ان کا سردار دشمن دشمن، سب سے آگے آگے (ولید بن مغیرہ) رہتا ہے۔ ساتھیوں کی مجلس میں بڑا ہے اور منسوبے بناتا ہے اور شورے و دتا ہے۔ اللہ کا نہ شکر گذار، مشرک اور بُت پرست اللہ کو بھولا ہوا ہے۔ روز قیامت ہم اسکو سولی پر چڑھائیں گے اور عبرت ناک سزا دیں گے۔ دل سے جانتا ہے کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ اللہ کا کلام ہے۔ مگر جھوٹی آن و سرداری کے زعم میں انکار کرتا رہتا ہے۔ ایسے شخص کو سزا ضرور ملتی جاہیتے۔ آگ میں جہنم میں ڈالا جائے سگا۔ کوئی نہیں جانتا اور نہ تصور کر سکتا ہے کہ وہ آگ کیا ہے اور کیسی ہے؟ اسقدز شدید آگ کے شعلے بند کرنیوالی کہ دور ہی سے اپنا شکار اچک لے اور جٹا کر خاک بنادے۔ اسکے جسم کی کھال اکھڑ جائیگی۔ اللہ پھر سے سُنی کھال دیدیگا اور وہ زندہ ہوتا رہیگا۔ وہاں متوفی کسی نہیں آسیگی۔ دُوزخ کے سر دروازے پر سخت گیر دار و فہرستہ ہیں۔ انیس دروازوں پر انیس قسم کے نئے نئے عذاب مقرر ہیں۔ ہر فرشتہ وہاں کا نکرانی کا رہنا یا گیا

ہے جو لکھے ہیں دیگا۔

اللہ کی پدایت اور قرآن کی نصیحت حام اور کھلی ہوئی ہے۔ لیکن صرف وہی قرآن پڑھتے ہیں اس سے پدایت حاصل کرتے ہیں جن کے دل نرم اور اللہ سے ڈر نیوا لے ہیں۔ جنہیں اللہ کی تقریب ملی ہے۔ پدایت ہر کسی کے لئے کھلی ہوئی ہے۔ ہر شخص اپنے اپنے اعمال میں پستار ہتا ہے اور ذمے دار ہے اسکی جواب دہی دی کریگا۔

بُشِّ رُوش اور رات کے اندر ہیرے کو دور کرنے کے لئے آدمی کو سُقیٰ و مُخت کام کا ج کرنے کیلئے روشن رُجھی گئی ہے۔ رات کی تاریکی میں جاند کی منور چاندنی یا اللہ کی کھلی نشانیاں ہیں۔ اللہ اپنے مظاہر مقدرات کو گواہ بنانا کرھتا ہے کہ روز آخوند سُخت ہوگا۔ اس سے پہنچنے کی فکر کرتے رہنا ہے۔ ہر شخص کا عمل دیکھا جائیگا۔ اور دُن کیا جائیگا۔ نیک صلح مسٹی قرآن کی پدایت حاصل کرنیوالے اللہ کی رحمت میں اور بخشش و معافی میں آجائیں گے۔ ان کو جنت کے پاغوں میں بھیجا جائیگا جو بسترین ابدی ٹھکانہ ہوگا۔

"مرج العَرْبَيْنَ يَلْقَيَانَ بِسَمَا بَرَخَ لِلْبَغْيَانَ" میں پہلے ذکر آچا ہے کہ نیک مسٹی لوگوں کی ارواحیں اور آسمانوں میں جلی جائیں گی۔ جو وہاں نہ پہنچ سکی اور واپس لوٹا دی گئیں ان کو دوریاں کے پیٹھے اور کھارے کڑوے سندروں کے آپس میں ایک جگہ ملنے کی جگہ اعرافت میں جگہ دی جائیگی۔ یہ جگہ دونوں دریاؤں کے بیچ ایک دیوار یا اوٹ سے دونوں کو علیحدہ علیحدہ اپنی انفرادیت رکھنے پر مجبور کرتی رہتی ہیں۔ دونوں دریا ایک سندر میں دو علیحدہ علیحدہ دریائی اوت سے الگ الگ بہتے رہتے ہیں۔ بالکل اسی طرح حکم گنگا۔ اور زیادہ گنگا م مقام اعراfat میں بازو بازو۔ مگر الگ الگ ہوں گے۔ ایک ذوزخی اور ایک بُرَزخی ہوگا۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے آپس میں بات چیت کر سکیں گے۔ اور پوچھیں گے کس جرم میں یہاں لائے گئے ہو وہ بولیں گے ہم نہ نمار پڑھنے والوں میں سے تھے اور نہ حقوق اللہ پورے کرتے تھے اور نہ حقوق العباد پورے کرتے تھے۔ اور نہ بھوکوں کو سکھانا کھلاتے تھے اور نہ محتاجوں، مکیشوں اور ضرورت مندوں کی مالی مدد کرتے تھے اور نہ روز قیامت کا یقین تھا۔ نہ اس کی فکر کرتے تھے۔ ہائے! آج ہمارے لئے نہ کوئی سفارش ہے نہ مدد کرنیوالا کوئی ہے۔ اگر کسی نے ان کو دنیا میں پدایت دی تو یہ اس سے بد کے، اور آنکھ پا کر دوسروںی طرف چلے گئے۔ جیسا کہ بد کا ہوا اونٹ گھبراہٹ و خوف میں ڈر کر اپنی سیدھی راہ سے نکلیں رکھنچ کر بھاگ جاتا ہے۔ گمراہ ہوجاتا ہے اور ادھر ادھر بھٹک جاتا ہے۔ "کا نغمہ جمِ مستقرہ" 97

وہی حال ان سرماں ہو سیواں کا دیا میں ہا۔ اور اج اسی سرماں ان لوگوں رہی ہے۔ ہر جس اپنے اعمال کے ارادہ اور نیت کا ذمہ دار ہو گا۔ کوششِ محنت جستجو ہر شخص کی ویکھی جائیگی کہ وہ کس سمت چلا گیا ہے۔ ہدایت کی سیدھی راہ قرآن نے بتادی اور صافِ کھول کر رحمدی ہے۔ جب آخرت کا یقین ہی نہ ہو تو قلب و ذہن ہدایت قبول کرنے تیار نہیں ہوتے۔ ہدایت تو سارے جہاں کے لوگوں کے لئے قیامت بیک کتاب سے ملتی رہیگی۔ جس کا جی چاہے ہدایت حاصل کرے سیدھی راہ پلے۔ زبردستی کی کونہ ہدایت پر لاسکتے ہو نہ سیدھی راہ پر مجبوڑ کر کتے ہو۔ جو اللہ چاہے گا وہی ہو گا۔ تقدیر پہلے سے تکمیلی گئی ہے۔ عمل کی سروچ سمجھ کی قوتِ انسان کو دیدی گئی ہے۔ وہ خود ذمہ دار ہو گا۔ جنہوں نے ہدایت پائی انہوں نے اللہ سے توبہ و تغیرت اور بخشش طلب کی اور کامیاب رہے۔ قرآن تذکرہ ہے یہ بات سورہ نمبر ۷۰ میں العارج سے اس سورت الدثر کی مسلسل بیان ہو رہی ہے۔ ”ہدایت کی رکاب“

يَسْأَلُهُ إِنَّهُ عَلِيٌّ الْمُنْتَهٰى إِلَيْهِ الْمُنْتَهٰى

لَا أَقْرَبُهُ بِرَبِّيْمٍ أَقْرَبُهُ مَوْلَاهُ

نمبر ۷۵۔ سورہ القیامہ۔

قیامت کی ہونتائی و پریشانی اور بیعت و مصیبت کی پیشگی خبر دینے والی اس کتاب سے فائدہ اٹھاؤ۔ غفلت سے اور لاپرواہی سے باہر نکلی آؤ۔ پھر سوچوں میں انسان کے نفس کی سرگشی اور بغاوت صند اور بہت کاذک کیا گیا تھا۔ یہاں انسان کے کشف کی وضاحت کیجا رہی ہے۔

روز قیامت کا یقین دلانے کے لئے اسکی اہمیت جملانے کے لئے قسمِ کھاتی جا رہی ہے۔ اس میں دو قسمیں ہیں۔ ایک یوم قیامت کے یقین کے لئے۔ اور دوسرا می قسم انسان کے نفس کی۔ نفس ہر انسان کے اندر رکھا گیا ہے۔ اگر انسان کی ذاتی صفت، فطرت، سیخی پر قائم رہتی ہے تو اس کے نفس کی تربیت ہوتی رہتی ہے۔ نفس تولدات، ذاتی مزہ اور کیفتوں

سرور کی یک گونہ خوشی، سکون و راحت حاصل کرنا پسند کرتا ہے۔ اور اس کا جو بھی نتیجہ لکھتا ہے اس کا ذمہ دار نفس ہی ہو گا اور نفس ہی پکڑا جاتا ہے۔ اور اسی کو مشتبہ کیا جاتا ہے۔

نفس کوئی ایک چیز نہیں ہے۔ وہ دو تین بلکہ کئی قسموں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اور انسان اس مجموعہ نفس کے فرے سے ہمیشہ پریشان رہا ہے۔ زندگی کا سارا طف تو نفس کی لذات ترغیبات نفس اور مطالباتِ نفس کی تکمیل میں ہے۔ ورنہ زندگی بے کیف اور بد مردہ ہے۔ انسان نفس کی تکمیل کے لئے شہوانی لذت کے لئے اشتہاء، بھوکِ مٹانے کے لئے جو جی چاہا بے بعد رنج کرتا رہتا ہے۔ وہ چاہے تو اس نفس پر قابو پاسکتا ہے اور اس کو روک کر صبر و برداشت سے خود کو نفس کے حلقوں سے اور ترغیبات سے روک سکتا ہے۔ گویا آدمی کے اندر نفس میں اسکی تباہی و بریادی اور اسکی اچانکی، نیکی فرافت و اخلاق، متصاد خوبیاں اور خرابیاں دوںوں جمع کر دی گئی ہیں۔ یہ اس کا اپنا فیصلہ ہوتا ہے کہ جطرف چاہے بھل جائے۔ نفس کی بات مانے یا ایمان اور یقین عمل وصلع کی بات۔ روزِ قیامت نفس کے نتائج پر فیصلہ دیا جائے گا۔ اللہ کی حدالث سے بیاگ کر کوئن کھماں جائیگا۔ نفس کی تین حالتیں ہر انسان کے اندر رکھی گئی ہیں۔ نفسِ لواحہ یہ وہ نفس ہے جسکو ضمیر سمجھتے ہیں جو ہر بُری حرکت اور بُرے عمل اور گناہوں کے ناپسندیدہ عمل پر وہ ٹوکتا رہتا ہے۔ ملامت کرتا رہتا ہے۔ منع کرتا رہتا ہے۔ اسکی آواز پر کانِ حُرُوس کی ہدایت پر عمل کرو تو بُرانی سے بچ سکتے ہو۔ دوسری نفس، نفسِ امارہ ہے لذت، خواہش، کیف و سرور کا ولادادہ اور شوکین رنگیں مرزاں والا، تکمیل لذت اور خواہش کی تکمیل میں پُر کوش اور جتن اور منصوبے بنانا اسکو پاتا رہتا ہے۔

یہ عطا فی کیفیت اور مرحلہ ہر شخص مرد اور عورت کے ساتھ اسکی فطرت کے مطابق تقدیرت کا عطیہ ہے۔ اس سے زندگی کا سوز اور ساز اور اس سے تصور کائنات میں رنگ آسمیزی۔ اسی سے حسن و عشق کی داستانیں۔ اسی سے مرد اور عورت کا اتحاد۔ اور خاتم الانبیاء فرشتی زندگی کی بقا اور تکمیل ہوتی رہتی ہے۔ یہ مسئلہ اللہ کے پیغمبر حضرت یوسف عليه السلام کو نبی نبی زینتھا کے گھر میں بھی پیش آیا تھا۔ سورہ یوسف کے تیرہ ہویں پارہ کی ابتداء اسی نفس امارہ کے بیان سے ہوتی ہے۔ اگر اللہ انسان کو نفسِ امارہ سے نہ بچائے تو انسان گناہ کی لذت سے آشنا ہو جاتا ہے۔ توفیق و ہدایت ہی سے اس فرے سے بجا جاسکتا ہے۔ جسکو توفیق ملی قرآن کی ہدایت حاصل ہوئی وہ نفسِ امارہ سے بچ گیا۔ اور نفسِ مطہرۃ کے مقام پر پہنچ گیا۔ جو نفس کی تیسراں اور اعلیٰ قسم ہے۔ اسکو قرآن نے "کلت السعوی" بھی کہا ہے جو اللہ کے ڈر

خوف سے اُس گناہ اور اسکی لذت اور شہوت سے رک جاتا ہے۔ اور بچ کر نکل جاتا ہے۔ اس کے لئے بڑا اجر اور ثواب رکھا گیا ہے۔ یہ سب کچھ تینوں حالتیں انسان کے اندر موجود ہیں۔ انسان کی اگر قرآنی تربیت ہو جائے تو انسان نفس کے شرط سے محفوظ اپنی صمیر کی آواز پر جانگتا ہے اور نفسِ مطہرہ کی طرف بڑھنے لگتا ہے۔

نفس کی حفاظت خبر گیری اور اس پر فابو پانا بہت ضروری ہے۔ یہی روزِ قیامت پکڑوایگا اور مردایگا۔ آیت (۲۶-۲۷)۔ موت کے وقت کی کیفیت کا اندازہ کرو۔ اس وقت کیا عالم ہوتا ہے۔ جان کنی کا عالم کقدر حضرت ناک اور افسوسنگ ہوتا ہے۔ اس وقت پاس کچھ نہیں ہوتا یہ زندگی کا انجام ہوتا ہے۔ کوئی جاہنے والا اسکو موت سے نہیں بچاسکتا اور نہ کوئی رسمیجانی کام آئیگی۔ صرف اس کا عمل اس کی نفس کی آخرتی حالت نفسِ مطہرہ کی جو جان خوشی سے دیدے۔ اور اللہ کی آمانت اللہ کے حوالے کردے۔ مجونکے نفسِ مطہرہ حاصل نہیں ہے اور کسی کی نصیحت حاصل نہیں ہے۔ نفسِ امارہ ہی میں ساری زندگی گذری ہے۔ قرآن سے بدایت حاصل نہیں کی تھی۔ کسی کی نصیحت کام نہ آئیگی۔ خود فرشتی اور گمراہی نے مٹی پلید کی ہر طرف خرابی ہی خرابی اور افسوس ہی افسوس نظر آتا ہے۔ موت گھبرا تی ہے اور جسم چھوڑ کر باہر نکلنے کو تیار نہیں ہوتی۔ اللہ کا حکم موت کامل نہیں سکتا۔ جب جان کی روح پاؤں سے رخصیج کر نفس بک لاتی جاتی ہے تو پنڈلی ہے جان ہو کر بے حس و حرکت پنڈلی سے رہتی ہے۔ اللہ کے فرشتے نفس سے روح کو رخصیج کر باہر نکلتے ہیں تو حلق میں ایک جاتی ہے۔ دنیا سے رخصت ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس وقت مر نیوائے کی دو فکریں اسکو مرانے نہیں دیتیں۔ ایک تو مال و دولت، جائیداد اور بال بچوں کی محبت وہ چھوڑنے تیار نہیں ہوتا۔ دوسرے قبر کا عذاب آخرت کی پوچھ چھپ اور عذاب دوزخ کا خوف اور در زندگی میں نجات اور بخشش کی نہ کبھی فکر کی اور نہ کہیں سے بدایت ہی۔ اب کیا ہو گا۔ اس وقت یاد آتا ہے کہ نہ کبھی نماز پڑھی، نہ روزہ رکھا، نہ زکوٰۃ دی، نہ صدقہ و خیرات کیا، نہ کسی کا حق ادا کیا۔ ساری زندگی اللہ کی نافرمانی میں گزاری۔ قرآن سے کوئی بدایت و نصیحت حاصل نہیں کی۔ اندر کے نفس کو بدایت نہیں ہی۔ باہر سے قرآن کی بدایت و نصیحت بھی نہیں ہی۔ خارہ ہی خارہ ہوا۔ اب کیا ہو گا؟ حقیقت سائنس آجائیگی۔ جب جان روح اور جسم سے نکل کر اوپر جلی جائیگی۔ موت کے ساتھ قبر کی عالم برزخ کی زندگی شروع ہوتی ہے۔ جو آخرت کی زندگی کی اہمیت ہے اب وہ بے اختیار اللہ کے حوالے ہے۔ اگر انسان اپنی یہ حقیقت جان لے کر

وہ درحقیقت کیا تھا اور اب کیا ہے۔ کس نے پیدا کیا گیا تھا اور اس کی زندگی کا مقصد حیات کیا تھا۔ اور اس نے زندگی کو کم طرح استعمال کیا پھر تو موت مشکل ہے نہیں ہوتی۔ انجام خطرناک نہیں ہوتا۔ موت کی فکر اور مرتنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کا عقدہ اگر مضبوط ہو تو قیامت کا ڈر خوف اور اسکی تیاری اور فکر ضرور ہوتی رہے گی۔ دنیا میں زندگی کے ساتھ ساتھ غلطی اور بُمول پر معافی، توبہ و استغفار کرتے رہو۔ اللہ کی یاد، ذکر و تسبیح کرتے رہنے کی فکر بہ کچھ اس کو پہلے ہی سے خبر رہتی ہے۔ اور وہ اس کی تیاری کرتا رہتا ہے۔ غلت لبڑواہی، لاعلیٰ اور گمراہی سے باہر نکل آجاتا ہے۔ موت تو کسی کو بھی نہیں چھوڑتی۔ سب کے لئے یہ وقت ضرور آسے گا۔ اسکی فکر اور تیاری کے لئے قرآن بدایت اور نصیحت کرتا رہتا ہے۔ سفر آخرت کی ابتداء موت سے ہوتی ہے۔

نفس بھی انسان کے لئے آزمائش اور امتحان ہوتا ہے۔ نفس پر قابو پانابہت ضروری ہے۔ ورنہ وہ منہ زور ہو جاتا ہے اور گمراہی کی طرف لیجا تا رہتا ہے۔ جب تک روزانہ بدایت و نصیحت تھوڑی تھوڑی قرآن سے نہ ملکی ہدایت و نصیحت ذکر نہ اور حافظہ میں نہیں آئیں۔ اس لئے نماز اور تلاوت قرآن کی پابندی رکھو تو کہ زندگی نفس مطمئن کی پر کوئون چین و آرام کی راحت کی لے۔

تمکیں ذات اور نفس کی بست کے لئے الگ الگ انفرادی اور جدا جدھلیات کے نشانات (Gene) جیسے شناخت ضروری رکھی گئی ہے۔ یہ قدرت کا فیصلہ ہے جو ہر ذات نفس کے اندر حلیے موجود رکھتا ہے۔ موت کے بعد عالم بدنی میں ہر مردہ جسم ذرات ذرات میں تقسیم ہو کر اپنی اپنی شناخت رکھو کہ بھی اس کو بحال رکھتا ہے۔ جیتنی کی نئی تحقیقات نے ہر جیسی کا الگ الگ کوڈ اور نشان شناخت کی تصدیق کر دی ہے۔ یہ جنینک کوڈ الگلیوں کی گانش کے ہر پور پور میں ہر شخص کے لئے الگ الگ کوڈ رکھ دیا گیا ہے۔ قرآن اسکی تصدیق کرتا ہے کہ ہم انسان کے اندر کے نفس کی حالتوں کے علاوہ اس کے عمل کی ذمے داری کی پہچان بھی الگ سے شناخت کر لیں گے کہ کب نے کیا عمل کیا تھا۔ انسان کی الگلیوں کے پور میں جنینک کوڈ سے کے الگ الگ مختلف بنادیے گئے ہیں۔ حضرت عمر نے اس آیت کے نزول کے بعد اس حقیقت کو اپنے دور خلافت میں آشنا کیا۔ قبض الوصول یعنی رقہ و صول کرنیوالے کے لئے الگلیوں کے نشان اور انگوٹھے کے نشان کی معرفت لفظ لازمی کر دی گئی تاکہ ہر شخص کی رشید الگ الگ جانپی اور پہنچانی جاسکے۔

حَلَّ اَتَى عَلٰى الْاَنْسَانَ حِينَ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئاً مَذْكُوراً

نمبر ۲۷۔ ہمارہ الدّھر

اس انسان کی حقیقت کیا ہے؟ دھرم میں تما اور وجود میں لایا گیا۔ اسکی اصل حقیقت پیش آیا۔ ایک گندے پانی کا قطرہ جکو بہادیا جائے تو صائم ہو جائے۔ اور روک لیا جائے تو کام آئے۔ مد نے کے سفید قطرہ پانی سے عورت کے زرد قطرہ پانی سے زردی اور سفیدی آپس میں مل کر جب ایک ہوئے تو بیض، لطفہ تیار ہوا۔ کس کو یقین تاکہ اس تو تھرے، مخفہ سے ایک بولتا ہوا۔ بُعثت و تکرار اور لڑنے جھگٹ نے والا انسان پیدا ہوگا۔ اسکی حقیقت اور اصلیت وہ جان لے اور پھر اللہ کے بارے میں، جنت و دُرُزخ کے بارے میں، آخرت کے بارے میں، مرانے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کے بارے میں بُعثت کرے۔ دلیل دے شوٹ لائے اور اللہ کا انکار کرے۔ وہنِ اسلام کا انکاری بن جائے۔

اللہ ہی اپنی قدرت نے ایک خصیر چیز کو حقیقت کا روپ دے کر ماں کے پیٹ میں نواہ رکھ کر اسنوں مکمل انسان بنانا کسراری نعمتوں سے نواز کرنا کالا کہ اللہ کا بندہ بن کر اس کا شکر گزار۔ اطاعت فرمان بردار بن کر دنیا میں جئے اور اللہ کی پسند کی زندگی گزارے۔ بدایت، رتیکی، بدی، اطاعت سر کشی سب کچھ اس کے اندر رکھ چھوڑی گئی ہے۔ اسیں سے جس چیز کا بھی وہ استعمال کرنا چاہئے اس کے اختیار، ارادت اور عمل میں کرو یا گیا ہے۔ یہ اندر کی بدایت رکھدی ہے۔ باہر سے جو بدایت قرآن کی نصیحت اور اللہ کے رسول کی سیرت اور سنت کے اتباع و پیروی سے سب کچھ سامنے ہے۔ ذمے دار تو وہ خود ہے۔ دونوں پدالہتوں کو قبول کرے یا اس سے مختلف لپنی سوچ لگر عقیدے اور عمل سے زندگی گزارے۔ عقل، بہجہ اور حلم و حکمت اس کے پاس ہے۔ ارادہ، نیت اور عمل کا وہ ذمے دار بنایا گیا ہے۔ دونوں راستے کھلے ہوئے ہیں۔ جس راستے اور جس سمت پر چلے گا وہی منزل کے پار اترے گا۔

روز قیامت فیصلے کا اور محاسبے کا دن اسی لئے مقرر کیا گیا ہے کہ آخرت میں اس سے

صرور پوچھا جائیکا رہا۔ اس سے سیدی راہ پھور رعلط راہ نیوں احیار لی۔ وہ جاہنما لو اندہ کا بندہ
رنیک مستی صلی عمل کابن کر نماز پڑھتا۔ زکوہ دتا۔ روڑہ رکھتا۔ بھوکوں کو کھانا بھلاتا۔ پریشان
حال لوگوں کی مالی مدد کرتا۔ قرض حسنہ دیتا لوگوں کے دکھ درد میں کام آتا۔ حقوق العباد اور
حقوق اللہ کی پابندی کی زندگی گذارتا۔ نیک مومن و مستی زندگی گذارتا اپنی دنیا میں اپنی
آخرت بناتا، سورا تا اور آخرت کی تیاری کر گے دنیا سے رخصت ہوتا (آیت ۲۲) انسان
میں یہ نقش اور کمی اس لئے آئی کہ کچھ میں اسکو ان بآپ کی طرف سے صلح رہنمائی نہیں
رہی۔ گھر کی تعلیم و تربیت سے وہ دور رہا۔ رسمی نے اسکی دشی تعلیم و سوچ اور دن کی اچھی اچھی
باتیں نہیں سکھائیں۔ یہ کمی اور محرومی وہ زندگی بھر محسوس کرتا رہا۔ دنیاگی تربیت و تعلیم
ماحول سے جو کچھ سیکھا اس پر عمل کیا۔ دن سے، مذہب سے، اللہ سے دور ہو گیا۔ قصور وار
ہرایا گیا۔ زندگی میں کوئی بھی وقت گذرا ہوا نہیں ہوتا اگر آدمی محسوس کرے کہ وقت گذر
گیا ہے تو پھر بھی باقی وقت جو اس کے پاس بجا ہوا ہے وہی اس کے کام آسکتا ہے۔ بشر طیکہ
وہ پھر پیادا ش کی غلطیوں کو گناہوں کا بوجہ محسوس کرے اور اپنے اللہ سے رجوع کرے۔ اور
معافی نانے تو پہ کرے استغفار کرے اور وعدہ کرے اللہ سے، خلوص نیت سے، کہ باقی زندگی
اطاعت و فرمان برداری کی زندگی ہوگی۔ آئندہ کوئی کوتاہی اور نافرمانی کبھی نہیں ہوگی۔ اللہ
رحمتوں والا بغش نے حساب کر نیوالا ہے اس کا وعدہ ہے وہ ضرور معاف کر دیگا۔ تو پہ
کر نیوالوں کی تو پہ قبیل کر دیگا۔ بدایت کی رنیک توفیق عطا کرے گا۔

قرآن کمل کتاب بدایت ہے اور رہنمائی کے لئے صبح و شام پڑھتے رہا کرو۔ اسکو سمجھو
اس پر عمل کرو۔ بدایت کے لئے تو پر گھر میں قرآن موجود ہے۔ انسان ہی اس سے مفہوم
ہے قصور سار انسان ہی کا ہے۔ انسان اللہ کا بڑا ناشکرا ہے۔

انسان لپی سوت کو یاد رکھے۔ جس طرح ماں کے پیٹ میں اس کے اعضا و جوارح کو ملا
رہا کر اسکی شہل و صورت رفتہ رفتہ مکمل کی گئی تھی بالکل اسی طرح سوت کے وقت اسکی روح اور
طاقت جان جسم کے اعضا و جوارح سے رفتہ رفتہ کمیکنی کرنے کا نکالی جائیگی۔ بھر کے اندر اس
کے جسم کے اعضا الگ الگ کر دیئے جائیں گے وہ ٹوٹ ٹوٹ کر بھر جائیجا میں میں مل
جائے گا۔ روز آخرت اسکو دوبارہ اسی میں کے ذرات خلیات شناخت سے جوڑ جوڑ کر دوبارہ بنایا
اور مکمل کر کے نکالا جائے گا۔ اور آخرت میں اس سے ایک ایک بات پوچھی جائیگی۔ وہ جو اس
نے کیا اور دنیا سے کر کے آیا ہے۔ جس کی نے قرآن کے احکامات کی پابندی کی زندگی
گذارتی اور حملہ نیک و مستی بندہ اللہ کا بن کر آخرت میں آیا۔ اللہ کی طرف سے جنت کے

باعات یں ہے اور آنے والے میں سے کوئی بھی اسکو ہر وقت پہنچنے کے لئے اسکو کھانے کو ملیں گے۔ ہستے جھرنے اور چشوں کا یہ شندہ پانی اسکو ہر وقت پہنچنے کے لئے ملے گا۔ جنت میں نہ رات ہوگی اور نہ نارے اور نہ سردی کا موسم اور نہ گرمی۔ نہ موسم کا اثر متعین اور خوشحال، فرشت افواہ، ماحول کی بہار والی زندگی ہوگی۔ جہاں جائے یہیں لوگوں کی صفت میں باقیت کرو اپنی اچھی اور سکنے لگے ہوئے میزین پہنچی ہوئیں نیک صالحین لوگوں کی صفت میں باقیت کرو اپنی اچھی اور اپنے کا شکر ادا کرتے رہو۔ کوئی روک توک نہیں ہوگی۔ آبدی زندگی کی زندگی سب کچھ حاصل ہونگیں۔ خدمتگار، غلام، ہر وقت حکم بجا لانے کے لئے حاضر، دنیا کی زندگی سے کہیں زیادہ آرام و راحت جنت میں حاصل ہوگا۔ یہ ساری تسلیاں اور دلائے اللہ کے رسول کا دل تماشے اور مضبوط کرنے اور مسلمان ہونیوالوں کو سناۓ اور تربیت دینے اور غیر کی آخرت کی بائیں پہلے سے پیش گوئی سے لوگوں کا دل مائل کرنے کے لئے اللہ نے سناۓ ہیں۔ انسان تو بغیر الحج و ترغیب کے، نفع اور فائدے کے بغیر آگے نہیں بڑھتا۔ اسکی فطرت کے مطابق یہ بیان سنا یا جاری ہے کہ وہ ان غیر کی باتوں پر ایمان اور یقین لائے۔

قرآن کلمۃ الحق ہے۔ اس کی ہر بات صحیح اور پوری ہو کرہیگی۔ قرآن پڑھتے رہا کو صحیح و شام روزانہ مذاہت فہیت اسی سے ملیک یا پھر اندر سے لکب اور ذہن سے۔ زندگی سکی کی، شکر دکی، صبر کی، فرمان برداری کی گذارو یا نافرمانی، ناسکری اور دھوکے، فریب، ظلم و زیادتی کی۔ ہر حالت میں اللہ کے سامنے حاضری ضرور ملیگی۔ اور اپنے کئے عمل کا حساب و کتاب چکانا ہے کی آدمی پر جسم اور زور، زیادتی نہیں ہے۔ محضی اجازت ہے۔ قین اسلام خوشی سے رنجحت سے مانیں یا نہ مانیں۔ وہن کی زندگی گذاریں یا پسی پسند کی من مانی زندگی را اختیار کریں۔ دونوں میں فیصلہ خود کو کرنا ہے۔ فہیت خود کو لیتی ہے۔ عمل خود کو کرنا ہے۔

قرآن ایک مستور العمل پیش کرتا ہے۔ ہر روز علی الصبح اٹھتا ہے لور نماز فجر سے دن شروع کرنا لور قرآن کی تکلوٰت جقدروقت ملے ضرور پڑھتے رہتا ہے۔ مذاہت و فہیت قرآن ہی سے ملیگی۔ نماز کی پابندی اوقات کے ساتھ لازمی ہے۔ قرآن کے بتائے ہوئے طریقوں پر زندگی گذارنا ہے۔ یہ سیدھا راستہ ہے۔ اللہ اگر کو فیض دے اور تم واقعی دیندار، سُمی اللہ کے محبوب بندے ہے بن جانا چاہو تو پھر سمجھنی و سمجھنی تجدیت کے وقت عبادت کے لئے اٹھ جاؤ اور اپنے اللہ سے اپنی بندگی و عاجزی کی درخواست کرو۔ اس کے اپنے گناہوں کی معاافی

و سیرت ماسے رہو۔ راتیں اُرکی سہیاں ہائے رسموں سے رہوں ہوں ہوتے ہیں۔
آسمانوں سے زمین پر آتی رہتے ہیں تو وہ استغفار و معافی طلب کرنے والوں کی دعائیں
بھر بھر کر اوپر آسمانوں میں لیجاتے ہیں۔ وہ غفور الرحیم ہے کوئے حساب پر رات بیش و
مغفرت اور معافی دستارہتا ہے۔ دنیا سے کامیاب ہو گر خست ہونا اور آخرت کی پوری پوری
تیاری کر کے یہاں سے جانا یہ سب تمہارے اختیار میں ہے۔

انسان اس دنیا میں نہ اپنی مرضی سے آیا اور نہ خوشی سے آیا۔ جب اس دنیا سے
رخصت ہو گا تو نہ وہ اپنی مرضی سے اور خوشی سے جانیوالا ہے۔ جانا تو ہر حالت میں ہے ہی تو
پھر کیوں نہ اللہ کی پیشہ کی اور قرآن کی بتائی ہوئی زندگی کے ساتھ رخصت کیوں نہیں ہونا۔
اللہ کی شکر گزار زندگی، فرمان برداری، اطاعت والی، مستحب صلح بندوں کی زندگی کیوں نہ اختیار
کیجائے کہ وقت تھوڑا ہے۔ توبہ و استغفار معافی کی ابھی لگجاش اور وقت ہے۔ اللہ کو راضی
کر لو۔ اللہ سے معافی و مغفرت اور بخش طلب کرو۔ ابھی وقت ہے۔ ہدایت رجھی کشمی ملتی
ہے۔ یہ بھی اللہ کے اختیار میں ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ تم کیا کرو گے۔ دنیا سے کس طرح
رخصت ہو گے۔ سب کچھ پہلے سے لکھ دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود قرآن کی ہدایت لئے بغیر
اس دنیا سے کبھی نہ جانا۔ قرآن کی سفارش پر بخش دیے جاؤ گے۔ اللہ جسکو جائے ہے بخش دے
جسکو جائے ہے عذاب دیدے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْمَرْسَلَاتِ عَرْفًا ۝ فَالْعَصْفَتْ عَصْفًا ۝ وَالنَّشَراتِ نَشْرًا ۝

نمبر ۷۔ سورہ والمرسلات۔

قدرت کے اس دنیا کے نظام میں خود کرو۔ اب کیا چیز ہے جو کیا ہے۔ ہوا چاروں
طرف اس کائنات میں زمین اور آسمانوں کے سچے اس کرہ فضائی میں ہر طرف اللہ کے حکم
کے انتشار میں مستعد اور تیار رہتی ہیں۔ جیسا حکم یہ برا لائز آسمانوں سے کرتا ہے اسی کے

سطابق و دایپناروپ تکرار کر چلئی رہتی ہیں۔ بھی رحمت اور کرم کا بہار ہستان جانفراء کا پیغام لائق ہیں۔ کبھی گھیوں کا شہر نم سے متوجہ حلا کر مہکتی ہیں۔ کبھی عطر سبز جھونکوں سے مشتمل جان بن کر خوشبو دار مہک کو لیک میں بدل کر محبت سکون اور راحت کا پیغام لاتی ہیں۔ کبھی غصہ شیخ و غصب میں طوفانی جھونکوں سے اپنی رختار کی زندگی زناہٹ میں سائیں سائیں کرتی ہوتی لوگوں کے ہوش و حواس گھم کرتی، طوفان مجاہت، درختوں کو اسکھیر کر زین سے لکا کر گذرا جاتی ہیں۔ جو بھی اُس کی زندگی آیا تو مرور کر اُس کا حکیمی بلا کرو دستی ہیں۔

یہ ہوا بھی کانوں کے لئے باعثانوں کے لئے راحت اور خوشی کا پیغام لے کر آتی ہے۔ جو امید سے اس کی طرف اس کے جھونکوں سے بارش کی آمد آمد کو تانتے، کھیٹی ہری ہونے اور بارع کے شر آور ہونے کی خوشی اور امید میں ان ہواں سے خوش ہو جاتے ہیں۔ کبھی بادلوں کو سردوں پر اٹھائے گوئی، ناچھتی آسانوں میں عکس بندی کرتی اور تصویری خاک کے بناتی ہوئی اللہ کے فرشتوں کے حکم کی منتظر ہوتی ہے۔ جہاں حکم ہوتا ہے دہاں بارش بر ساتی ہے۔ بہاں حکم نہیں ہوتا۔ بارش نہیں ہوتی۔ دوسری طرف سے لے کر اڑ جاتی ہے۔ قرآن نے سنایا تھا سورہ الرعد۔ سورہ اعراف اور انبیا میں بھی ہوا۔ باد صر صر کے جھونکوں سے سلسل ایک ہفتہ تابکاری بر ساتی رہی تھی۔ قوم عاد و ثمود کو ہس نہیں کر کے ہلک و برباد کر دیا تھا۔

یہ ہوا آج ہمارے ٹیکنی موافقیات کے نظام و کشیریات والا سکنی میں پیغام رساتی کے لئے انسان نے اس کو قابو کر لیا ہے۔ ہم کچھ یہی امریکہ، افریقہ اور دنیا کے گوشے گوشے سے خبریں کھیل تاسیں سب کچھ گھروں میں پیش کر دیکھتے رہتے ہیں۔ ہزاروں میل دور سے نامعلوم جگہ کے پیغامات اور خبریں ہم دصوں کرتے ہیں۔ اور اپنے نشریاتی رابطے پر فرز کرنے اس کو اپنا کارنامہ لپنی جدید ترقی کرتے ہیں۔ اللہ کا لظام تودیکھو صرف ہواں کے کس قدر کام ہیں اور ہواں کا مقصد زندگی اللہ کا حکم دو رنگ پہنچا دنا ہے۔ زمین والوں کا کام اسکو قبول کر لینا ہے۔ اور اس سے فائدہ اٹانا ہے۔ جب اللہ کا حکم ہوگا یہ سارا نظام کا ناتھ در ہم بہم ہو جائے گا ہوائیں فنا ہو جائیں گی اور کچھ بھی باقی نہیں رہیگا صرف اللہ کا نام اسکی قدرت باقی رہے گی۔ قرآن سب کچھ غیب کی باتیں پندرہ سوالوں سے سناتا اور بتاتا آرہا ہے۔ قیامت کی غیب کی باتوں کی خبریں دے رہا ہے۔ اس پر توجہ نہیں ہے۔ آخرت کا یقین نہیں ہے۔ ٹیکنی موافقیات کے ہواں پر یقین ہے۔ قرآن کی خبروں پر اسکی غیب کی

باتوں پر ایمان نہیں ہے۔ کس قدر عجیب بات ہے؟ آخرت کا یقین کرو۔ موت کے بعد کی زندگی کا یقین کرو۔ غیب کی باتوں پر ایمان لاو۔ اللہ پر ایمان بالغیب اور یقین نکم لاوقیاًست کا ساراً مسئلہ۔ موت کے وقت کا ساراً منتظر۔ قبروں کے اندر کا حال سب کچھ قرآن سناتا رہتا ہے۔ اس پر نہ دھیان ہے نہ اسکی ذہنیت ہے کہ ان پر غور کرے۔ اور سوچے۔ جس طرح ہواں کا کام تم تک سب خبریں عذاب اور رحمت کی پہنچانا مقرر کیا گیا ہے اور تم اس کو وصوں کرتے رہتے ہو۔ بالکل اسی طرح قرآن کی ہدایت و نصیحت کا پیغام تم تک پہنچا دینا ہے اور تم اس پر یقین کرو۔ اور اس پیغام کو وصوں گرو۔ اس کے لئے وقت نکالو۔ اس سے فائدہ اٹاؤ۔ اور اپنی آخرت سنوارو۔

قرآن نے طرح طرح سے دلائل اور ثبوت سے تھے سمجھائیں ہے اور مثالوں سے ضرب المثل کی فحاحت و بلاحث سے ہر طرح سے تم کو سمجھانے اور سمجھانے کی سنبھال اور راستہ دھایا ہے۔ تم وقت کا لواہ کو پڑھو اس پر عمل کرو۔ موت اور حیات کا فلسفہ ہی ہمیں سمجھانے اور عمل سمجھانے کے لئے کافی ہے۔

شرکیات کا کام پیغام پہنچا کر جلا جانا ہے ہوا میں منتشر ہو جانا ہے۔ قرآن کا پیغام کتاب میں محفوظ ہے۔ اور تم کو یاد دلاتا رہتا ہے کہ موت کو مت بھولو۔ اور آخرت کا یقین گرو۔ آخرت قیامت ضرور آنسیوالی ہے۔ اس دن کی تیاری کرو۔ بڑا سخت اور ہوناک دن ہو گا۔ ہر ایک سے پوچھ چکھ ضرور ہو گی۔ ہر ایک کا موافذہ ہو گا۔ سزا ضرور ملیگی۔ ساری اموال کو اگلی پچھلی قوموں کو سب کو جمع کیا جائیگا۔ اور سب سے حساب و کتاب ہو گا۔ اگر کسی کے پاس کوئی ترکیب اور طریقہ اس سے بچ نہ کر سمجھنے کا ہے تو وہ یہ ترکیب ضرور استعمال کر کے دیکھے۔

نیک اور سنتی لوگ اللہ کی رحمت کے سائے میں سیٹ لئے جائیں گے۔ اور جنت میں نہیں بہتے ہوئے چشوں کے کنارے درختوں کے پسلوں کے سائے میں بیٹھے پہلے، میوے، اور لذیذ ذائقے کے کھانے کھارے ہوں گے۔ اور بد کار مجرم اور گھنگاروں کے لئے بچتاوا۔ افسوس اور افسردگی ہو گی۔ وہ لہنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے جو وہ زندگی بھر جھلکاتے رہتے تھے۔ یوم الفصل پر سب حاضر ہونگے اور آنکھوں سے دیکھیں گے تب یقین کریں گے۔ بائیے افسوس اس انسان کی حکمل پر بھی ایمان اور یقین پر کہ بھول گیا کہ وہ پہلے کہاں تھا؟ اس دنیا میں کہاں سے آیا۔ کیا کام کیا اور کس طرح ذلت کیا تھد خست ہوا۔

اُس زمینِ دُنیٰ بُداریا یا بُلے کریں میں یہ رُوحِ زمین کی اندرونی ہوگا۔ یہ اللہ کی پر رہیگا اور زندگی گذار دیگا اور اسی زمین پر مرنے لگا۔ اور اسی زمین کے اندر رُونی ہوگا۔ یہ اللہ کا آمانث ہوگی۔ سیرا حصہ تو ملے لے کھائے جو کھا سکتی ہے۔ باقی حصہ تیرا نہیں ہے۔ وہ اللہ کا ہے۔ (یہ اشارہ ہے جو سورہ قبچا شویں سورت کی آیت ۳۲ میں بیان ہوا ہے) وہ ہے خلیل (جیش) جو محفوظ ہے۔ جس سے دُوبارہ انسان پیدا کیا جائیگا۔ یہ وہ کلت اللہ ہے جو کاذک آدم کی سرگزشت میں اللہ نے میس کے پتلے کے اندر رُوح پھونکی تھی۔ ”نفَتْ فِي رُوحٍ سُجْهَا“ گیا ہے۔ وہ اللہ کا مال ہے۔ زمین کا نہیں ہے۔ (اس کی تفصیل اگلی سورتوں میں آرہی ہے) یہ حصہ اللہ کی آمانث ہے جو کوزمین رُوز قیامت کی آمانث داپس کرنے کی ذمے دار ہوگی۔ (آیت

(۲۲) سے ۲۰

اے جھلکانیوالو رُوز قیامت کے کیا بُنیٰ رُوش پر قائم رہو گے۔ اور کب تک جھلک جھلکو گے۔ جب تم دیکھو گے کہ منکرِ رُوز قیامت ایک جگہ جمع کے جائیں گے ان پر دھنوں کے بادل چاروں طرف سے سایپ کے ہوں گے۔ دھنواں ہی دھنواں ہو گا آگے پتھے ساتھے بازوں کو بھی دکھائی نہیں دیگا۔ گھوپ اندھیرے میں وہ رکھیے جائیں گے۔ ان کے دھنواں کے مرغوب لئے تین سایوں میں تین مختلف ٹولیاں بنالیں گے۔ تین قسم کے بڑے بڑے جرائم کے مجرمین تین تین حصوں میں تقسیم ہوں گے۔ (اس سے پہلے سورہ ۵۶ واقعہ میں مستحقین نیک لوگوں کی تین حصوں میں تقسیم گنائی گئی تھی۔ ساقوں اللوؤں اور اصحابِ الْمَيْتین اور اصحابِ الشہادت) بڑے مجرم گھرے دھنواں کے ساتھ میں دُوزخ میں پھسل کر پھونچائے جائیں گے۔ آن کو خبر بھی نہیں ہو گی کہ وہ کھاں پہونچے۔ دُسری قسم کے مجرمین نہیں کچھ سو جد بوجہ ہو گی دھنوں کے سایوں میں کچھ موس ضرور کریں گے کہ وہ سمجھ رہے ہیں اپنی جگہ چھوڑ کر جائے ہیں۔ دھنوں کے دھنڈ لکھے میں وہ بھی دُوزخ کے دُسرے دروازے میں پہونچائے جائیں گے۔ اس کے بعد تیسری قسم کے جنہیں شور اور خبر ہو گی کہ دھنوں کے سایوں میں وہ دُوزخ کی آگ کی طرف بارہے ہیں۔ آگ کی لپیٹ اُن کو جلا دیگی وہاں آگ کے شعلے اور اُن کی چکاریاں رُزد۔ سرخ سرخ شدتِ حرارت سے عجیب عجیب شکلیں اُنٹوں کی طرح پہنچاں اور پے ربط و پے ترتیب شکلوں میں شور مجاتی ہوئی۔ شاید شاید کرتی ہوئی دورے نے نظر آئیں گی۔ اور اُن کی طرف لپک رہی ہوں گی (آیت ۳۲) اُس وقت نہ کوئی بات سمجھائی دیگی اور نہ بچھ دکھائی دیگا۔ صرف پریشانی اور عذاب کی ذلت کا سامنا ہو گا۔ جھلکانیوالوں

ایسی اپنی تورت اور انجیل پر اڑے رہتے تھے قرآن کو ہمیں باتے ہے اللہ لے دن لو اونہ
 کے رسول کو نہیں سلام کیا۔ اپنی روایات قدیم تورت اور انجیل ہی رکنگی گذاری۔ اسلام
 کے مسوارتی دین قائم کر دیا۔ یہ مکہ بن والصلیلین ہیں۔ قرآن نے خود صفات کی اور اہل
 کتاب کو اس میں شامل کیا ہے۔ ان اہل کتاب کو سورہ البقرہ کی سنائی گئی فرد جرم میں بھی
 شامل رکھا۔ مکہ بن والصلیلین کو وہاں بھی خبردار کیا اور ان کو تلقین کی اور بدایت کی اور اس
 سورت کی آخری آیات میں بھی ان کی طرف اشارہ اور ان کو سمجھایا جا رہا ہے۔ کہ منافت
 چھوڑ دو۔ سیدھے سیدھے دین اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ مسلمانوں کے طریقے سے نماز ادا کرو۔
 "وار کعوم الراکعن ویل یوسف لیلکدن بن" (آیت ۷-۳۸) اس آیت کے دار کعوم
 الراکعن کا ہلا حوالہ سورہ البقرہ کی آیت ۳۸ میں بیان ہوا ہے جہاں یہودیوں کو اسلام کی ہلی
 دعوت دی گئی تھی کہ آب تورت منسوخ کر دی گئی ہے۔ قرآن کی بدایت قائم اور باقی
 رہیں۔ اسکی موجودگی میں کوئی کتاب کوئی تمام دین نہیں ہو گا۔ بت منسوخ کر دیے گئے
 ہیں۔ ایک ہی طریقہ ہے قرآن کو مان لو۔ قرآن کے طریقہ پر زندگی گذارو۔ اسلام کی نماز کا
 طریقہ اس کے ارکان نماز کے ساتھ پورے پورے ادا کرو۔ یہودی اور منافقین منہجی بلا بلا کر
 دین اسلام کی تصدیق کرتے تھے۔ مگر دل سے زبان کے مکمل لالہ لا اللہ محمد رسول اللہ نہیں
 پڑھتے تھے۔ دکھاوے کے لئے نمازوں میں شرکت ہو جاتے تھے۔ اس وقت قبلہ کی سمت
 بیت المقدس تھی تو سجدہ کر لیتے تھے۔ مرکوع یہودیوں اور
 عیاسیوں کی نماز میں شامل نہیں ہے۔ اسلام کی نمازوں میں پانچ ارکان نماز قیام، مرکوع، سجدہ
 اور نعمت اور سلام ہے۔ جب قبلہ کی سمت بدل لئی تو انہوں نے مناقبت کی نماز بھی چھوڑ دی
 تھی۔ ریا کاروں کو یہ نصیحت ہو رہی ہے۔

اس حوالے سے یہاں اس آیت میں دوبارہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے "وار کعوم
 الراکعن" اب بھی وقت ہے، مہلت ہے دین اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ اگر اب
 بھی تم نے توجہ نہ دی اور اپنی روشنکار پر قائم رہے تو پھر دنیا کی کوئی نصیحت و بدایت تم
 کو دین اسلام کے سیدھے راستے پر نہیں لاسکتی۔ "قبای خدیث بعدہ یوسف" (آیت ۵۰)
 چونکہ قرآن کی سورتوں کا اختتام ہو رہا ہے اس لئے یاد ہی کے لئے پچھلے حوالے ان سورتوں
 میں حافظ اور ذہن کو تازہ رکھنے کے لئے دیے جا رہے ہیں اور اگلی سورتوں میں اس قسم کے اور
 حوالے آرہے ہیں اور ان کی تصریح ہو رہی ہے۔

عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ ۝ عَنِ النَّبَاءِ أَرْسِلْنَا رَبِّ الْجَمَادِ هُمْ فِي مُخْتَلِفَوْنَ ۝

نمبر ۸۔ سورہ النباء۔

پوچھتے ہیں انجان بن کر کہ وہ بت سے برمی خبر پریشان کرنیوالی کو نہیں ہے؟ اور کہ آئیگی؟ کیا وہ سچ مج آئیگی ہم کو یقین تو نہیں آتا کہ قیامت کب آئیگی اور آئیگی بھی نہیں؟ یہ تحقیق طلب بات ہے۔ لوگوں کو قیامت کے آنے اور نہ آنے کے پارے میں اختلاف ہے۔ یقین اور ایمان نہیں ہے۔ جب اللہ پر ایمان بالغیث نہیں اللہ کا درخوف ہی نہیں تو پھر قیامت کے پارے میں ان کا ایمان اور یقین کس درجہ کا ہوگا۔ شکر شہر میں پڑے ہیں۔ اختلاف کرتے ہیں، جب سچ مج وہ اجانت آجائیگی تب یقین آئیگا۔ اور بھائیو حیران ہو کر دوڑتے پھریں گے۔ پوچھتے پھریں گے یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ بت جاتے بوجھے ہوئے دن اسلام کا نمسراً اور مذاق اڑانیوالی بائیں ہیں۔ یہ وہ مذہبین احل کتاب، ہبودی اور نصاری ہیں جنہاً ذکر پھعلی سورت مرسلات میں ہوا ہے۔ یقیناً وہ بہت عظیم دن ہوگا۔ اور عظیم خبر ہو گی جسکو قرآن علم غیب سے پہنچی خبر سنارہا ہے۔ کہ اس دن کے آنے سے پہلے خبردار ہو جاؤ اور اسکی تیاری اسی زندگی سے کرتے چلو۔

انسان کی زندگی کی بقا اور قیام کے لئے اللہ نے انسان کی تخلیق سے ہے ہی آسمانوں سے زمین پر سارا انسان آرام و حیات اس کا باہمی اشتراک و تعلق کا سلسلہ اتحاد حیات اور بقاء موت اور فنا بہبھجہ بنے سے تیار کر دیا ہے کہ انسان آرام و سکون سے چین سے دنیا میں زندگی گذارے اور اپنے مقصد حیات کی تکمیل کرے۔ اللہ کی قدرت کے مظاہرے اور مشاہدات کیا انسان کو عقل سکھانے کے لئے کافی نہیں ہیں؟ کہ اللہ موجود ہے۔ خالق عالم، مالک و مخلیق کلم وہی ایک اللہ وحدہ لا شریکت ایک ہی ہے۔ یہ ساری کائنات اس کا سارا انتظام اسی ایک کا ہے وہی اکیلا اس جہاں اور آسمانوں کا یہ برا لامر ہے اسی کے حکم اور اشارے پر کائنات طیل رہی ہے۔

جس نے تم کو عدم سے وجود میں لایا۔ حیات دی زندگی بخشی زندہ رہنے زندگی کی

آسائشات کے تمام سامان مہیا کئے وہی تم کو اس زندگی کے بعد موت دی اور پھر روز قیامت موت کے بعد بھی دوبارہ قبروں سے زندہ کر کے اٹھائیں گا۔ اور روز قیامت سب سے حساب و کتاب لے گا۔ سب کے اعمال نامے زندگی بھر کے جانے جائیں گے۔ وہ دن آخری فیصلہ کا سزا اور جزا کے اعلان کا سوگا۔ اس کا یقین نجکم رکھو اس کی تیاری اسی زندگی سے کرتے رہو۔ دیکھو دوزخ کی اگل اسکی گرمی بڑی سخت اور ہولناک ہوگی۔ مگر مول گنجنگاروں کو دوڑھی سے اچک لئے گی۔ ہزاروں برس تک وہاں جلتے اور مرتے رہیں گے۔ جنہیں گے اور مریضی کے اس کے یا ہر کبھی بھی نہیں نکالے جائیں گے۔ دوزخ کا کڑوا کھانا اور گرم پانی پینے کو دیا جائے گا۔ قیدیوں کا کھانا نہ دبلا کریا اور نہ نوشنا، بس زندہ رکھے گا۔ جنہوں نے قرآن کی بدیت قبول کی زندگی میں پاک صاف عقیدہ اور صاف سُخُونی زندگی گذاری، اللہ کی اطاعت اور بندگی میں روز قیامت سے ڈرتے رہتے تھے ان کے لئے خوشخبری قرآن سناتا ہے۔ جنت کے انعامات کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اللہ کی عدالت میراث عدال پر سب کے اعمال وزن کر کے فیصلے سُنا گئی اور سزا اور جزاء ہر ایک کو ملیگی۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے روز قیامت کا یقین نجکم کیا انہیں ایمان اور یقین تھا کہ فیصلہ کا دن ضرور آئیوالا ہے۔ اسلئے زندگی میں ہر قدم پُھونک کر کھا اور قدمِ قدم پر اللہ کا ڈر خوف آخرت کے محاسبہ کا اندیشہ ہر وقت ساتھ تھا۔ اس لئے دنیا کی زندگی سنور گئی۔ آخرت کے لئے زادراہ بھی لکھل آیا۔

لوگو! جلدی کرو۔ وقتِ حکم سے ساری زندگی کا محاسبہ کرو کہ کہاں کہاں چوک ہو گئی ہے اور کہاں کہاں غفلت اور زیادتی ہو گئی ہے۔ ابھی وقت سے سب کا حساب و کتاب برائی کرو۔ کبھی بیشی کی دیکھ بھال کرو۔ توبہ و مغفرت اور بخش طلب کرتے رہو۔ اللہ کے ذکر، اللہ کی یاد سے، روز قیامت کے ڈر خوف اور یقین نجکم سے جوزندگی رہ گئی ہے اسکو بہتر طریقے سے گذارو۔ آخرت کی جوابِ ہی انسانوں اور جناتِ دونوں کے لئے ہے۔ روز قیامت دونوں سے حساب لیا جائیگا اور باقی مخلوقات سے نہ حساب و کتاب سے اور نہ روز قیامت سے۔ مجرم گنجنگار اس دن آرزو کریں گے کاش۔ ہم اس دنیا میں انسان کی بجائے می پھر ہو گئے ہوتے۔ حیوان بنائے جاتے تاکہ ہم سے حساب و کتاب ہی نہ لیا جاتا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَنَازِعَاتٍ غَرْقاً وَالنَّاشِطَاتِ نَشَطاً وَالسَّاجِاتِ سَجَاهَا

نمبر ۹۔ سورہ والنازِعَات

ان فرشتوں کی قسم جو رُگ جان کو جسم کے بند کھول کر جھٹ کر جسم کے نئے نئے میں سے باہر نکال کر لایا ہے، میں۔ انگلیوں کی پور پوری سے سب پیوست ریتے ریتے نپور کر رُگ جان کو جب باہر نکالا جاتا ہے تو مر نیوالی کی جان کنی کا عالم دیکھا چاہیے۔ کس عذاب سے موت آتی ہے۔ اور روح جو جسم سے پہنچی رہتی ہے جسم کے باہر نکلنے کو تیار ہی نہیں ہوتی۔ کطرخ ڈانٹ ڈپٹ کر اسکو باہر نکالا جاتا ہے اور فوراً جلدی جلدی اسکو ساتھ لے کر آسمانی فضاؤ میں اڑ کر پہنچتے ہوئے، تھراتے ہوئے، آسمانوں میں پہنچادیتے ہیں۔ قرآن کی سورت ۳۶ یثین میں مر نیوالوں کے لئے دلسا اور سلسلی دی کنی ہے۔ اس لئے سکرات کے عالم میں اس کی تلاوت سے مر نیوالے کے جسم سے رُوح کا لکھنا آسان ہو جاتا ہے۔ اس سورت سے پہلے ۵۰ ویں سورت تھی میں عالم سکرات اور موت کے وقت کی حاکث کو بیان کیا گیا ہے تیر اس کے بعد کا دوسرا مستظر بیان ہو رہا ہے۔ روح جب آسمانوں میں پہنچائی جاتی ہے تو وہاں سے جو بھی حکم ملتا ہے اس کے مطابق رُوح کیا تھا معاملہ ہوتا ہے۔ اسکو جہاں رکھنا ہوتا ہے رکھ دیا جاتا ہے۔ انتظار کی حاکث میں آخری فیصلہ روز قیامت ہو گا۔ اس وقت انسان کو یقین آیا گا۔ اپنی موت کے بارے میں حیات بعد الموت کے بارے میں قیامت کے حساب و کتاب کے بارے میں۔ فرشتوں کے ذمے موت کے وقت پانچ کام لائے گئے ہیں جو یہ ہیں:

- (۱) والنازِعَات (۲) والناشِطَات (۳) والسَّاجِات (۴) فالساپِقات (۵) فال مدبرات امر ۵۰ کی بجا آوری میں۔ نیک ارواحیں علیہن کے مقام پر اور بد روحیں سمجھنے کے مقام پر اپنا اپنا دفتر اعمال جمع کرداریں گی۔ اور روز خشر کے انتظار میں اسرافیل ملکہم کے پہلے صور پہونچنے کا اپنی قبر میں انتظار کریں گی۔ جب دوسرا صور پھونکا جائیگا تو سب روحیں اپنی اپنی قبروں میں مردہ جائیں گے، غاک کے خلوٰہ فرزات سے دو مارہ ملادی، حاشر، گا۔ اور وہی انسان، حوما، دف، کا گا

تمالِ اپنی اپنی جیش کوڑ کی شناخت اور انقلابیوں کی پور پور نشانات کے ساتھ دوبارہ قبروں سے زندہ ہو کر مسیداں خسر میں جمع کیا جائیگا۔ اللہ کی عدالت میں پیش کیا جائیگا۔ لوگوں کی نگاہیں شرم و ندامت سے گناہوں کے بوجھ سے جھکی جھکی رُزتی اور خوف کھاتی، مایوس اور فکر منہ گھستوں کے بل بیٹھی انتشار کر رہی ہوں گی۔ کہ کب اور فیصلہ سنایا جائیگا۔

اسی دن کے لئے اس سے پہنچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہی سے رشد و بُداشت، تبلیغِ دین، قرآن کی بُداشت کا سب اہم سام دنیا میں کر دیا تھا۔ سب کچھ فرامِ کردیا گیا تھا۔ اور روزِ قیامت سے ڈرایا گیا تھا۔ حیات بعد الموت کا یقین بار بار اسی لئے کیا جاتا رہا تھا کہ روزِ قیامت کی ہوننا کی اور وحشت اور بُیہت سے بچایا جائے۔ مگر بہت کم لوگوں نے پیغمبروں کی باتیں اور ایمان لے آئے بالغیث پر۔ اللہ نے اپنی جلت تمام کر دی ہے۔ انسان خود اپنا مجرم اور اپنا قصور وار ہے۔ اپنی غفلت۔ مُسْتَی، کاہی سے اس نے زندگی کی مہلت کو گنوایا ہے اور آج فیصلہ کا دل ہے۔

ترکیہ خیالات و عقائد۔ پاک صاف اور سُتری زندگی۔ توحید و رسالت اور روزِ قیامت کا یقین دلانا یہ کام انبیاء ﷺ نے پورا پورا انعام دیا ہے۔ اللہ کی نشانیاں اور معجزات قرآن سب کچھ نظروں کے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ فرعون کا حال تو دیکھنے کے قابل تھا۔ کیا ہوا الشکر سمیت دریائے نیل میں غرق کر دیا گیا۔

اس دنیا سے متعلق لوگوں کے عجیب عجیب نظریے ہیں۔ اللہ کی خالقیت، مالکیت اور الہیت پر لوگوں کو یقین نہیں آتا۔ مجھتے ہیں کہ یہ دنیا آپ ہی آپ وجود میں آگئی ہے۔ یہ بیک بیٹن تھیوری ہے۔ ایک خوفناک دھماکہ سے سیارہ زمین کائنات کے دوسرے ستاروں کے دھکتے اُچ کے گوٹے کی طرح پھٹ پڑی تھی اور علیحدہ ہوئی۔ اور آہستہ آہستہ ٹھنڈی ہوتی گئی۔ پھر اس پر خود بخود نباتات و حشرات الارض اور حیوانات پھر ان کی ارتقائی شکل انسان بننا اور آبادی پھیلی وغیرہ۔ بیک بیٹن تھیوری Big Bang Theory جسکو پرکشیف نظریہ Super Dense Theory میں بھی مجھتے ہیں فضاء میں سینکڑوں بکھری ہوئی۔ کھنکھناؤں سے کسی حادثہ کے تجھے میں ذرہ ذرہ ہو کر بکھر گئی ہے۔ جبکہ قرآن کا نظریہ آسمانی رفتہ Atmosphere کے بارے میں ۳۳ ویں سورت دخان کی آیت ۱۱ میں "کم استوی ای السما و حی دخان فقال لها الارض ايتنيا طوعاً او كرها فاتا ايتها طائیعین ۵" (ترجمہ) پر کائنات جو نواس اور دخوان جوڑ جوڑ کر بنائی کی ہے۔ زمین اور آسمان اللہ نے بنائے اور قلیں کے

اور دونوں کا انگل الگ نظام تھا۔ اور دونوں سے کہا گیا کہ انسان کی آبادی کے لئے تم دونوں آپس میں اشتراک عمل کرو اور تعاون و اتحاد پیدا کروتا کہ تمہارے درمیان انسان اور دیگر مخلوق کو آباد کیا جائے۔ ان دونوں نے اپنی خوشی سے اللہ کے حکم کی فرمانبرداری کی اور تعاون پر آمادہ ہو گئے۔ اس طرح قرآن سورہ الصفت ۷۳ کی آیت ۵ اور سورہ النور ۲۳ کی آیت ۵۳ اور سورہ الشعرہ کی آیت ۲۸ میں رَبُّ الْمَشْرِقَ وَرَبُّ الْمَغْرِبَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُلْتُمْ لَعْقَلُونَ ۝ کہہ کر تمام دُنیا کے نظریوں کی نفی کرتا ہے۔

اس دُنیا کا ایک مُقدِّس حیات تھا انسان کی زمین پر آزمائش اور استھان مقصود تھا۔ موت اور حیات کے ایک مریبوط نظام کے سلسلہ کا اور اس کے لوٹ کے آئے کا۔ دُنیا بنانا اور دُنیا مٹانا۔ دُنیا کا قیام اور آخرت کے فنا کے بعد یوم الحساب۔ یوم الفصل یہ سب اللہ کا منشاء اور حکمت تھا جو پورا کرنا تھا۔ اللہ جس طرح دُنیا کا مالک اور خالق ہے اسی طرح یوم الحساب اور روز آخرت کا خالق اور مالک ہے۔ اسکی عدالت آسمانوں سے آکر زمین پر فاتح ہو گی اور ہر ظالم سے مظلوم کا حساب لیا جائیگا۔ اس خیال و ہم اور گھمان میں رجھی نہ رہنا کہ دُنیا بگ بین تھیوری کا ایک حادثہ تھا اور حادثہ ہو کر ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد کچھ نہیں نہ آخرت نہ قیامت اور نہ روز حساب و کتاب۔

قرآن اپنی بات پر قائم ہے۔ اس کا ایک ایک وعدہ سچا ہے۔ اور ضرور پورا ہو کر رہیگا۔ قرآن پڑھو۔ غور کرو اس کی آیات میں اور یقین کرو یقین مکمل پر ایمان لاو۔ قیامت ضرور ہو گی۔ موت کے فرشتے ضرور روح کو جسم سے رخص کر کمالیں گے۔ اللہ پر موت پر قیامت پر یقین کرو گے روح اللہ کی امانت ہے۔ زبردستی رخص کر لیجائے کا حق رکھتی ہے۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ کا خوف دل میں رکھو۔ وہ تمہاری موت اور حیات کا مالک ہے۔ زندگی کی دی ہوئی امانت ہے وہ جب چاہے اچانک اپنی امانت واپس لے لے گا۔ اس کا دھیان رکھو۔ روز آخرت سے ڈرتے رہو۔ اسکی تیاری کرتے رہو۔ اپنی من مانی خواہیات نفس کو قابو میں رکھو۔ اللہ کی اطاعت اور فرمان برادری میں لگ جاؤ۔ یہ زندگی بہت مفترض ہے۔ قرآن روزانہ صبح و شام پڑھتے رہو۔ اچھی بات تصریح وہدایت ضرور تمہارے قلب اور ذہن پر اثر کرتی رہتی ہے۔ قرآن کے وعدے پر یقین کرو۔ اللہ کا وعدہ کبھی غلط اور جھوٹ نہیں ہوتا۔ اللہ نے جنت کے باغات کا وعدہ کیا ہے۔ اس کا وعدہ سچا ہے۔ وعدہ آئندہ کا کل ہے اس لئے کل پر اعتبار نہیں ہے۔ آج کے نقد کا اعتبار ہوتا ہے۔ اور شیطان اس نقد

سودے کے مرنے لطف اور فائدے فوراً دکھاتا رہتا ہے اور آج کے نقد کا سودا ہوتا رہتا ہے۔ کل کے ادھار کو غفلت اور سُتّی کاہلی میں ٹالا جاتا ہے۔ بہر حال قیامت کا یقین ایمان بالغیب پر حق الیقین کے طور پر ضروری ہے۔ اُسکی تیاری کو اُسکی فکر کرتے رہو۔

قیامت اچانک آجائیگی جس طرح موت آجائی ہے۔ پھر مہلت بھی نہیں ملیگی سنجنے کی۔ اس نے قرآن پڑھتے رہنے سے بات یاد رہتی ہے۔ خیال رہتا ہے آخرت سنوارنے کا ایمان کی علامت آخرت کا یقین ہی تو ہے۔ اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ قرآن کا کام اللہ کے رسول کا کام خبردار کر دنا ہے۔ چلے سے باخبر کر دنا اور سجادہ نشانی کر دنا تساوہ ہو چکا ہے۔ جس دن صور اسرافیل دوبارہ پھونکا جائیگا روز آخرت کا اعلان عام ہوگا تو قبروں کے مردے زندہ ہو کر موت کی نیند سے زندہ ہو کر جاگ جائیں گے اور ایکدوسرے سے پوچھیں گے کہ ہم کو کس نے نیند سے جگایا۔ ابھی تو کچھ دیر پہلے ہم سوئے تھے ابھی نیند بھی پوڈی نہیں ہوئی تھی کہ جگایا گی۔ حالانکہ مرکپ کر برسوں گزر چکے تھے پھر بھی ان کو یہ خیال رہتا ہے کہ یہ کیقدر قلیل مدت کی زندگی ہمارے مقدر میں آئی۔ ابھی کل ہی یہاں آئے تھے اور پھر آج دوسری جگہ چلنے کی تیاری ہو رہی ہے۔ صبح آئے تھے اور شام کو چلے۔ زندگی اور موت کے درمیان بہت قلیل وقفہ ہے اور موت کے بعد آخرت اور روز قیامت کا فاصلہ اور وقت بھی بہت ہی تکمیل ہے موت۔ قبر اور آخرت سب ایکدوسرے سے قریب قریب ہوتے ہیں تم کس خیال میں ہو؟

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَبْسٌ وَ تَوْلِي ۝ أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَى ۝ وَ مَا يَدْرِي كُلُّ لَعْلَةٍ يَزْكُرُ ۝

نبہر ۸۰۔ سورہ عبس

اسے اللہ کے رسول دراہی بات پر چین بجیں ہو گئے لور غصہ آگی۔ ایک نابینا صاحبی ام مکتم کے وہاں لا ملی میں اچانک چلے آجائے پر۔ ناگوار خاطر ہو گئے اس نے کہ بغیر اجازت کے چلے آئے تھے۔ وہ سمجھا رہ نابینا تا اس نے بغیر دیکھے چلے آیا تھا۔ دین کی گوئی بات

پوچھنے اور سمجھنے کے ارادے سے آیا تھا۔ تم اُس کے دل کے اندر کی کیفیت اور اس وقت کی ضرورت وہاں آئے کی اللہ سے زیادہ نہیں جان سکتے۔ سردار ان قریش بیشک تم سے گفتگو کر رہے تھے ایسے میں وہ آجایا کہ آئے تو تم نے ان سے بے رحمی کی بے اعتنائی کی لورا نہیں خاموش کر دیا۔ اللہ کو یہ بات برمی لگی لور پسند نہ آئی۔ بتاؤ وہ نایدنا تمہارے صحابی کچھ پوچھنے معلوم کرنے اگر تمہارے پاس نہیں آتا ہوتا تو پھر کہاں جاتا؟! تمہی تو ایک تھے وہاں نایدناوں کی بینائی اور بے بصارت لوگوں کی بصارت اور بصیرت سب کچھ تم ہو، تم کو چھوڑ کر تمہارے صحابہ کہاں جاتے؟! ان غریب یوں سکیں ہوں اور نایدناوں کا اور کون سہارا ہے۔ اللہ نے تمہیں ان کا والی اور مددگار رسول بنایا ہے۔ کہ کے سردار ان قریش سے زیادہ ایمان یقین باقیت رکھنے والے تو یہ تمہارے ساتھی صحابہ ہیں ان کی طرف متوجہ ہو۔ ان کی دلداری کرو اور ان سرداروں کو چھوڑ دو وہ بھی ایمان لائے والے نہیں ہوں گے۔ تمہاری چستی اور خواہش تو یہ ہے کہ سردار ان قبائل ایمان لائیں تو تمہارا کام آسان ہو جائیا جبکہ اللہ کی مرضی یہ ہے کہ غریب غریباً اور بے وسیلہ اور بے سہارا کا تم سہارا بن جاؤ۔ ان کو دین اور ایمان سکھاؤ۔ یہ خول در غول دل سے اور یقین سے تمہاری طرف آنسیوں لے ہیں۔ اللہ ان کے دلوں کے ایمان کا حال خوب جانتا ہے۔ ہر شخص اپنے اپنے ایمان اور عمل کا ذمہ دار ہے۔ اللہ کی ہدایت قرآن کی نصیحت ہر ایک کے لئے ہے۔ کلامِ ناطق کرہ ۵ فتن شاء ذکرہ ۵ کتاب ہدایت محلی رسمی گئی ہے جس کا جی چاہے کتاب سے ہدایت حاصل کرے اسکی نصیحت پر عمل کرتا رہے۔ یہ تو کلامِ ناطق اللہ کی طرف سے آسانوں سے زمین پر انتارا گیا ہے۔ لوگوں کے لئے۔ اگر اسکی نصیحت نہیں مانتے قرآن نہیں پڑھتے تو لوگ خود ذمے دار ہوں گے اپنے اعمال اور عمل کے۔ انہیں اور کوئی تدبیر و نصیحت چاہیے۔ قرآن کی ہدایت پر اگر عمل نہیں کرتے تو نہ کریں مارے جائیں گے۔ روزِ قیامت پکڑے جائیں گے۔ پھر انہیں بجا نہیں بجا نہیں۔

ان کی سفارش کرنیوالا کوئی بھی نہ ہو گا۔

انسان یعنی فطرت میں اللہ کا بڑا ناشکرا ہے لور نافرمان بھی ہے۔ نادان بھی ہے اسی وجہ سے اپنی خلطیوں لور بھعل سے گھر اپی لور میلات میں چلا جاتا ہے اور جلد گھر اہ ہو جاتا ہے۔ کیا اس کو یہ معلوم نہیں کہ وہ کس گذارے پانی کے قطرہ سے بنایا گیا ہے۔ وہ ایک فیض ناپاک قطرہ نہیں تا جو بہاؤ یا جاتا لور دھو کر نکال دیا جاتا اور میٹ دیا جاتا۔ اللہ نے اسکو رکھا اور بنایا۔ نظر میں تبدیل کیا ایک حجر جو زمین کے اندر ڈالا۔ قدرت نے اس کی آبیاری کی وہ کوئی

۱۴۶

بن کر زمین کے اوپر آیا۔ قدرت کو پیدائش حیات زندگی کا سارا اختیار اللہ کو ہے۔ اللہ خالق اور مالک ہے۔ سب کی زندگی اُسی کی دی ہوئی ہے۔ ایک بے حقیقت شے عدم سے وجود میں آئی۔ کس نے اسکو لاکھڑا کیا ہے۔ اُسی طرح سوت کے بعد اللہ ہی مرتنے کے بعد ریزہ ریزہ سیٹ کر بے حقیقت خاک کے ذریعہ اور تکون سے انسان کو دوبارہ بیر سے زندہ کر کے اٹھایا گا۔ روز قیامت اللہ کی عدالت میزان پر اس کے اعمال نامے کا وزن ہو گا سب سے حساب و کتاب لیا جائیگا۔ اور پوچھا جائیگا۔ اللہ کے رسول کی بات تم نے مانی تھی؟ قرآن پڑھا تھا؟ لوگوں کے حقوق ادا کئے گئے تھے مظلوموں کے صالح انصاف و عدل ہوا تھا۔ ایک ایک نعمت کا حساب گین گین کر لیا جائیگا۔

ایمان و یقین بالغیب رکھنے والے صلح، متّی، مومنین اور مسلمین جن کے چہروں سے ایمان کا نور چمکتا ہوا، اجلا نور کا بر ساتا ہوا، دکتا ہر طرف بکھرا ہو گا۔ دوسری سے وہ پہچان لئے جائیں گے۔ امید بھرتے خوشیوں کے چہرے اور بہت سے چہرے اداں و ٹکنیں اور ناامید گھبڑائے ہوئے نظر آئیں گے۔ سیاہی چہروں کی بتاری ہو گی کہ اللہ کے نافرمان، شرک کافر و مجرم ہیں۔ جنہوں نے روز قیامت کو جھلکایا تھا اس کا یقین نہیں رکھتے تھے اور آج جسم کے حوالے ہو گئے ہیں۔ یہ بُرا سنتِ دن ان کے اعمال کے حساب و کتاب کا دلن ہو گا۔ اور اس دن کے لئے ان کے پاس کچھ بھی تو نہیں ہے۔ کوئی زاد راہ ساتھ نہیں ہے۔ یہ بیں وہ محروم صندقی اور متعین لوگ جیسیں روز قیامت کا یقین اور ایمان بالغیب نہیں آتا تھا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِذَا الشَّمْسُ كُوَرَتَ ۝ وَإِذَا لَجُومٌ أَنْكَرَتَ ۝ وَإِذَا الْجَنَّالٌ سِرَتَ ۝

نمبر ۸۱۔ الحکیم

قیامت کیتی ہو گی اور کیا دن ہو گا اس کا حال اور ستر کشی ہو رہی ہے۔ آسمان اور زمین کو چھوٹنے لگیں گے اور زمین اور آسمانوں میں ہر چیز لرز جائیگی۔ تارے ثوٹ ثوٹ کر

گرجائیں گے۔ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر اڑنے لگیں گے۔ سُندھ خشک ہو جائیں گے ہوائیں طوفانی اور ادھر شور مجاہی پھریں گی۔ جھلک کے وحشی جانور گھبرا کر آبادیوں کی طرف دوڑ پڑیں گے۔ انسان اپنی بیوی پسے مال متابع سب بھول کر حیران ہو کر دور کیا بھاگتا پوچھتا پھر لگا کہ یہ بت کیا ہو رہا ہے؟ کیوں ہو رہا ہے؟ کیا قیامت آئیوالی ہے۔ قیامت آگئی۔ انسان قبروں سے زندہ کر کے اٹھانے جائیں گے۔ آسانوں سے فرشتے روٹیں لا کر قبروں کی سکی سے ملا کر دوبارہ زندگی دے کر مردیوں کو جاتیں گے۔ علمیں اور بھین سے مارے اعمال کے دفتر اشکار آسان سے زمین پر لانے جائیں گے۔ ان کے مطابق ہر ایک سے پوچھا جائیگا کہ اس نے دنیا کی زندگی کیے گذرا تھی۔ مجرم ایک جگہ اکٹے کے جائیں گے۔ دونخ کی اچھی کو دھکایا جائیگا۔ جنت کو الگ رکھا جائیگا۔ اس وقت ہر شخص جان لے گا کہ اب اس کا کیا انجام ہونیوالا ہے۔ اس کے ساتھ کیا سلوک ہونیوالا ہے۔ انسان یہاں سے بگاہ کر ہمہ جاستا ہے۔ اس کے بعد قِلفہ حیات اور موت کو بیان کیا جا رہا ہے۔ (آیت ۱۶)

اللہ قسم کھاتا ہے ختن لور کنسٹنٹ کی۔ ختن کے معنی، میں بہاؤ کے بہتے رہنے اور مختلف رشت میں چھپنے اور نکلنے دو بنے ابھرتے رہنے کے ہیں۔ کنسٹنٹ۔ ایک مخصوص راستہ مقررہ پر ڈریکٹ پر چلتے دوڑنے رہنے کے ہیں یا کسی جگہ ہونی چیز کے ساتھ حرکت کرنے اور حرکت میں دبے رہ کر بھی تظر آتے اور بھی تظر ہیں آتے۔ اپنی رختار کے ساتھ تظر آنے اور چھپنے والے ان دو نوع اصطلاحات خاص کے اور بھی کسی معنی اردو میں محاوروں میں استعمال میں آتے ہیں۔ موت اور حیات کا ایک چکر (سرکل) بنائیتے ہیں کہ پیدا ہوتے ہیں پھر اس کے بعد مر جاتے ہیں پھر اس خاک سے دوبارہ پیدا ہوتے اور پھر مر جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ وقفہ و فنہ سے قائم رہتا ہے۔ اور زندگی الٹ پٹک کر بدلتی رہتی ہے۔ Cycle and Recycle

پار پار پیدا کرنا وغیرہ۔ اللہ قسم کھاتا ہے اپنی قدرت اور خالقیت والیت اور مالکیت کی کوہ قادر مطلق ہے موت کے بعد دوبارہ زندگی عطا کر نیوالا ہے۔ قرآن کا تظریہ حیات بعد الموت ہے۔ اس سے پہلے کی آیت ۱۵ میں اللہ کی قسم ختن کی اور آیت ۱۶ میں جوار کنسٹنٹ کی۔ دو نوع طبیعت ساتھ کی اصطلاح ہیں۔ ایک اپنی بناؤٹ میں ہو کرہ کے اطراف جو بے پناہ تو انہی کی قوت رکھتا ہے اپنے ساتھ دوڑتے الکٹرون اور نیوtron یعنی ختن اور کنسٹنٹ (خولوں کے گھوٹے جو جو لاریا جائیں اور اپنیں اطراف کھما گیا ہے) ایک ایسا دوڑخ والا نظام رکھتے ہیں جس میں ختن اور کنسٹنٹ کا سارا اراز پوشیدہ رہتا ہے۔ ایک کو توڑ کر تو انہی ماحصل

کرتے ہیں اور اس کی Re-cycling دوبارہ زندگی اور حیات کی قوت میں دوسری جگہ مسئلہ کر سکتے ہیں۔ اس کم جب ٹوٹتا ہے تو دھاکہ سے عظیم تباہی پھیلتی ہے ہر چیز بکھر جاتی ہے۔ اور پھر آن کو دوبارہ اکٹھا کیا جاتا ہے۔ ختن اور کنس کی دونوں اصطلاحیں قرآن کا ایک سربشرتہ راز ہے جو ایک دوسرے کو متواری کرتے ہیں۔ قرآن تو اس راز کو نظریے حیات اور موت اور نظریہ مقادیر Quantum Theory کو زندگی کے بنیادی عناصر سے ملاتا ہے۔ تو انانی کی زوردار حرکت کی سست کو کنس کہیں گے۔ میلی مواضع میں برقی روکی اشارات کی تسلیں کی راہ کو ختن کہیں گے۔ ان اصطلاحات کے معنوں میں قرآن کی اس اصطلاح کے معنوں کو اگر ظاہر کریں گے تو آیت ۱۵ اور ۱۶ کی تحریر یوں ہو گی کہ فرم ہے پہنچنے والے ختن کی اکافی قویٰ کی اور کنس قدر کی جو اسے مور کے مرکز کی اکافی میں پہنچنے اور پھینتے رہتے ہیں۔

ظلم نبوم کی اصطلاح میں ختن اور کنس آسانوں میں ستاروں کی جاں کو بیان کرتے ہیں۔ آسانوں میں بروج میں جو ستاروں کی سیڑیوں میں مقرر ہیں۔ ان میں ستارے دورتے چلتے گوش کرتے رہتے ہیں۔ سات ستارے زحل، مرخ، مشتری، زهرہ، عطارد و غیرہ ان برجوں میں اپنی سیدھی راہ سے دورتے چکر لگاتے رہتے ہیں اور دورتے دورتے یا کاک رک جاتے ہیں اور پھر الٹی جاں چلتے پھر الٹی سست میں دور نہ لگتے ہیں۔ جبکہ باقی ستارے شیرڑھے میرڑھے راستے پر بغیر سست کا خیال و لحاظ کئے ہوئے دورتے گوش کرتے رہتے ہیں۔ ان کو قرآنی اصطلاح میں ختن اور کنس کا نام دیا گیا ہے۔ یہ آسمان کا نظام بالکل الگ ہے۔ اور زمین کا نظام بالکل الگ ہے۔ لیکن حیات اور موت کا نظام دونوں جگہ ایک سا ہے۔ حیات کے بعد موت اور موت سے پھر زندگی دونوں جگہ زمین اور آسانوں میں چلتی رہتی ہے۔ ستارے مرتے ہیتے اور پھر دوبارہ پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ ان کی بھی حیات بعد الممات ہے۔

زمین پر انسان کی جاں اور روزانہ کی گردش مختلف انسانوں کی مختلف ہوتی ہے کچھ لوگ سیدھی راہ صراط مستقیم کو پسند کرتے ہیں فطری طور پر سیدھی سادھی راست بازی کی نیکی اور تقویٰ کی زندگی پسند کرتے ہیں۔ اور کچھ مزالج اور طبیعتیں شر پسند، چالف سست میں لوٹ مار۔ اور بدھی برائی ظلم و نااصافی، بار دھار، شور و غل کی زندگی پسند کرتے ہیں۔ ان کی زندگی کا طریقہ ہی خرابی فساد پیدا کرنا الٹی جاں چنانا ہے۔ موت تو سب کے لئے ہے سب کو فنا کھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ قسم سمجھاتا ہے اس بات کی کہ خدا اور قیامت کا قیام ضروری ہے۔ قیامت کو روز حساب کو ملت بھولو۔ سب کو ختن والوں کو اور کنس اور اس کے اطراف کنس کی

زندگی بسر کر نیوالوں سب کو روز حساب اپنا اپنا جواب دننا ہو گا۔ نیک اور بد دونوں ایسے کئے جائیں گے اور دونوں سے ضرور پوچھا جائیگا۔

اسلام سے پہلے زمانہ اٹ پٹھ رہا تھا۔ کوئی پستروں کو پوچھتا تھا لور کوئی سودج اور جاند کو۔ شرک اور کفر اور بت پرستی کی دنیا تھی۔ اللہ نے اپنے رسولوں کے ذریعہ اپنے رہنمایی سے دنیا کو محض ایسی کی مکالات کفر اور شرک سے نجات دے کر فوراً ایمان کے احاطے میں توحید اور رسالت میں لے آئے۔ ایک اصولی طریقہ پر سیدھی راہ مقرر کر دی اور شیرمی چال چلنے والوں کو سیدھا راستہ دکھایا۔ بدآیت اور نصیحت کی سیدھی راہ کی تسلیم اللہ کا رسول اور اللہ کی کتابت دستی ہے۔ یہ پیغام حق ہے۔ آسمانوں میں سیدھی راہ کا تھین کر دیا گیا۔ جانتے ہو۔ یہ پیغام کس طرح زمین پر آیا ہے اللہ کا ایک مختصر اور محبوب فرشتہ حضرت جبریل علیہ السلام جسکی بُرزگی و عظمت سارے فرشتوں میں تسلیم شدہ، عزت اور توکیر والا زبردست فرشتہ ہے جبریل علیہ السلام ایمن کھلاتا ہے۔ جو اللہ کے عرش سے قریب رہتا ہے۔ سارے فرشتے جس کا حکم مانتے ہیں اور اسکی عزیت و تکریم کرتے ہیں۔ لوغ محفوظ کی امانت اس کے ہاتھ زمین پر بھی گئی ہے۔ اس نے ہی اللہ کے محبوب رسول کو خار حما میں یہ پیغام پہونچایا تھا۔ حلم رکھا یا۔ نماز پڑھنے وضو کرنے کا طریقہ سکھایا اور دین اسلام کو اللہ کے رسول برحق تک پہنچا کر میکل کیا ہے۔

اللہ کے اس محبوب رسول کو جس کو مک ایمن سمجھہ کر پکارتے تھے آج اسکو مجنول دیوانہ کھلتے ہیں۔ وہ دیوانہ نہیں ہے۔ وہ تو فردانہ ہے۔ تم میں یکتا ہے۔ اللہ کا محبوب ہے۔ اللہ کے رسول نے اللہ کے فرشتے کو وحی لائے ہے پہلے بھی آسمانوں کے افق المیں پر فضاؤں میں اسکی اصلیٰ حالت اور اصلیٰ روپ میں اپنے پروں سیست جھوٹے اور لکھتے ہوئے دیکھا تھا۔ اور حیران ہوا تھا کہ یہ کوئی آسمانی مخلوق ہے۔ یہ کیمی ہوتی ہے۔ یہ سب غیب کی راز کی اور پر اسرار باشیں ہیں جو قرآن سناتا ہے۔ یہ حق اور کلتہ الحق ہے۔ یہ کوئی خیالی و ایسی تباہی کا بیان نہیں ہے جو تم اسکو سی ان کی کردو۔ اور انجان بن جاؤ۔ اور تو جہڑہ دو۔ تم کھماں بھکنے جاتے ہو کس وہم و گمان میں بھکتے جا رہے ہو۔ بتوں کے شرک اور کفر کی نجات میں پڑے ہوئے ہو۔ آؤ اس کلتہ حق کی طرف یہ تو ساری دنیا کے لوگوں کے لئے اللہ کی رحمت و برکت کا پیغام ہے۔ سلامتی اور راستی کی سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

تم کو اختیار ہے جس کا جی جا ہے اس طرف رُغبت کرے اس کلام کو سنبھال پڑھے اور

اس پر ایمان لائے اور اس دن اسلام پر قائم رہے۔ اس پر عمل کرتا رہے۔ تم وہ نہیں جاؤ کتے اپنے لئے جو اللہ بھی تمہارے لئے جاہتا اور پسند کرتا ہے۔ اللہ تمہارا خالق اور مالک ہے۔ تمہاری تقدیر میں بتائے والا ہے۔ وہ تم سے زیادہ بہتر تمہاری تقدیر جانتے والا تمہارے حق میں بہتر سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے۔ تم ایسے فیصلے نہ خود کر سکتے ہو اور نہ تمہارا علم ہے کہ تم اپنی بخلائی اور بہتری کی کوئی بات سوچوں اور بہتر سے بہتر عمل کرنے لگو۔

اس سُوْدَتِ الْكُورِ كو عچلے واقعہ حضرت ابراہیم مطہم کی ابتدائی سُریج اور اللہ کی تلاش کے وہ سیلے زناہ سے ملا دیا گیا ہے۔ جب شہر بابل میں ستارہ پرستی کا صائبی عقیدہ طالوگ ستاروں کو پوچھ رہے تھے اور حلمِ نجوم عروج پر تھا۔ فرضی خدا تعالیٰ پیغامات کا ہن بتوں کے بچاری بادشاہ کو سناتے اور فیصلے لوگوں کی موت اور حیات کے کرائے تھے۔ ابراہیم مطہم حق شناس اور تلاش حق کی جستجو میں ستاروں سے چاند سے کبھی مر عووب نہیں ہوئے تھے۔ ختن حکمن کی سیدھی راہوں اور شیر میں اللہ پلٹ راہوں کے رانچوں و گردشوں کی چال سے کبھی ستارہ اور مر عووب نہیں ہوئے اور نہ ان پر یقین کرتے تھے۔ ختم اور کامیں عجیب عجیب پیش گویاں سناتے تھے اور ابراہیم مطہم ان میں سے کسی کو نہیں مانتے تھے وہ تو ان ستاروں کے بنانے والے کو جانتا اور پہچانتا چاہتے تھے اور اس کی تلاش میں تھے۔ جو یا یابندہ۔ جس نے تلاش کیا وہ حق کو پہچانا۔ اور اللہ سے کہا اگر اللہ موت اور حیات کا مالک ہے تو پھر مجھے کہہ رکی مردے کو زندہ کر گے دوبارہ میرے سامنے جی اٹھا کر دکھلادے تاکہ میرا ایمان بالغیب میری ذات پر ایمان بالیقین ہو جائے۔ اور عین اليقین اور حق اليقین دیکھ پھونچے۔ اللہ نے ابراہیم مطہم سے کہا کہ چار پرندوں کی موت اور پھر دوبارہ ان کی زندگی کا کرشمہ دیکھو۔ ابراہیم مطہم کے ہاتھ پر آنکھوں کے سامنے حیات بعد الموت کر کے دکھلایا تسا۔ اس پہلی کڑی کے حوالے کو آخری کڑی سے جوڑ دیا گیا ہے۔ اس تاریخی حوالے سے اس سُوْدَتِ الْكُورِ میں اللہ کے محبوب رسول کو جو اللہ کی نامعلوم تلاشی میں اور توحید کی طلب میں خارج رہا میں مراقبہ میں پہنچا اونکھ رہا تھا۔ اللہ کا وہی معتقد اور معزز فرشتہ جو حضرت ابراہیم مطہم کو حق کی تلاش میں حق سکھایا تھا وہی جبریل امین خارج رہا میں اللہ کے آخری رسول کو آخری زناہ میں نہیں قرآن کی پہلی پانچ آیات اقراء پڑھا کر اور سکھا کر چلا گیا۔ اس طرح تاریخ قرآن مربوط ہو گئی اور پہلی سے جا کر مل گئی۔ اللہ کے رسول جانتا چاہتے تھے کہ یہ ماہ و سال کیا ہیں۔ ستارے سیارے کیوں چمکتے ہیں۔ روشنی منور جاندی کی طرح چمکتی ہے۔ ستارے کیا ہیں۔

کھیاں سے آئے ہیں۔ مظاہر فطرت میں غور و فکر کرنے والے کو راست اللہ کا پیغام توحید کی گیا اور قرآن نے حیات بعد الہات کی توزیع اور صفات مختلف طریقوں سے کر کے ان کو سمجھایا کہ موت کا ہے اور حیات کیا ہے۔ اور بعد الموت کی زندگی کا تصور اور نظریہ کیا ہے۔ قیامت کیا ہے۔ کیسی ہوگی۔ اس دن کیا ہوگا۔ سارا علم غیب جو حضرت ابراہیم علیہم نہیں جانتے تھے وہ اللہ کے آخری رسول کو گھول گھول کر صاف صاف بتادیا گیا اس طرح ابتداء اسلام اور انہیاں نے اسلام کی پہلی اور آخری کلیوں کو جوڑ دیا گیا ہے۔ ابراہیم علیہم کا ایمان اور اسلام اور اللہ کے آخری رسول کا ایمان اور اسلام دونوں ایک ہیں ہی اسلام دن صرف ابراہیم کھلاتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رَاذُ السَّمَاءِ الْفَطْرَةُ وَإِذْ أَكَبَ اَنْشَرَتْ وَإِذْ أَبْجَرَ فَرَتْ

نمبر ۸۲۔ سورہ القطر

رجس دن قیامت برپا ہوگی اس دن سب کچھ ختم ہو کر ایک العلاب عظیم ساری دنیا میں آجائیگا۔ یہ نظام سماں اور یہ سودج یہ آسمان اور چاند ستارے سب نظام درہم برہم ہو جائیگا۔ زمین پر نہ بہار ہوں گے نہ شیر حیوانات نہ سندروں میں پانی ہوگا۔ زمین صاف سطح چیل میدان ہو جائیگا۔ سب کچھ تباہ و فنا ہو جائیگا۔ قبروں کے مردے اس دن زندہ کر کے قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔ اگلے پھلے لوگ اور ساری قومیں گذشتہ زانوں کی سب اکٹھاترندہ کر کے اٹھائی جائیں گی۔

اے نادان ایمان! تو کس خیال اور دھوکے اور فربت میں ہے؟ قیامت کے بارے میں تیرا ایمان اور یقین نہیں ہے۔ تو اس دن خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا بت یقین آئیگا۔ پرانے افسوس اس دن کا۔ اس وقت یقین کیا فائدہ دے گا جبکہ تو وہ موقع اور مہلت ہاتھے سے گنو اچکا ہوگا۔ اور لب سی زندگی گذار اچکا ہے۔ اور اپنی موت مرچکا ہے۔ اب نہ زندگی ہے اور نہ موت کا فیصلہ ہوگا۔ کسی گھمنڈ اور غرور نے اور کسی بات نے تجھے روز قیامت سے دود رکھا۔ تو نے اللہ کی بات ہی نہیں مانی۔ ناشکرازہا ہے۔ نافرمان اور سرکش نافرمان اللہ کا رہا

ہے۔ قرآن بار بار بدایت و نصیحت کر رہا ہے کہ دیکھو قیامت ضرور آئیگی وہ دن برآست دن ہو گا۔ یوم الفصل، محا سبہ کا دن فیصلے کا آخری دن ہو گا۔ پھر بھی اس دن کو جھٹلایا گیا۔ اور اس پر نہ یقین آیا۔ اس آیت کو دوبارہ حدا یا گیا ہے۔ (آیت ۱۸) "وَالَّذِينَ مَا يَوْمَ الدِّينَ ۝ يَوْمُ الْحِكْمَةِ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْءًا ۝" سب کچھ جھوٹ جانا اور جھوٹ سمجھا اور آج یقین آیا۔ کمالو اپنا حساب و کتاب۔ دیکھو اپنا اعمال نامہ۔ زندگی بھر کے سارے کرتوں کرتوں اس میں جمع کرنے گئے ہیں۔ یہ دیکھ لو۔ ویدیو فلمیں اپنی آنکھوں سے۔ سُنْ لُوْدِیو ڈیپ اپنی بذبافی کے۔ پورے ریکارڈ نارے شبوٹ جمع ہیں۔ تم کس طرح انکار کرو گے اپنے اعمال کے حساب کو۔ کیا اب بھی تم انکار کرو گے اور ان کو جھوٹ جانو گے؟ اللہ کی پکڑ بڑی سخت ہوتی ہے آج فیصلہ ہو گا۔ ظالم اور مظلوم۔ دونوں سامنے ہوں گے اور دونوں سے پوچھا جائی گا۔ حق اور انصاف کا فیصلہ ہو گا۔ نیک و منقی پر تیز گار لوگ کامیاب ہوں گے جنت کے باخون کا اللہ سے ان کا وعدہ تعاوہ سب حسب وحدہ جنت کے باخون میں پہنچانے جائیں گے۔

غموم و گھنٹا، مشرک اور کافر سب ایک ماتھودوزخ کی آگ میں ڈالے جائیں گے۔ ظلم و زیادتی کسی کے ساتھ بھی نہ ہوگی۔ نہ امت و قرئ ماری ہن کے نصیب میں ہوگی وہ اپنا اپنا اعمال نامہ خود دیکھ لیں گے۔ کوئی ان کا مددگار اور سخارشی نہیں ہو گا۔ نفاسی کا عالم ہو گا۔ ہر ایک کو اپنی لکر ہو گی۔ اللہ کا فیصلہ ہو گا۔ اللہ کی مشیت اور منشاء پوری ہو کر رہیگی۔ وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَإِلٰهٗ لِلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا كَتَلُوا عَلٰى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝

نمبر ۸۳۔ المطفیفین۔

افوس ہے ان ذہنوں، خیالوں اور لوگوں پر جنہوں نے تھوڑے سے نفس کے حرص اور لمحہ میں اپنی آخرت کا سودا کر لیا تھا۔ دنیا کی سوداگری اور سودا سلفت میں بے ایمانی دھوکا و

فریب اور جھوٹی قسم کھا کر خراب مال فروخت کر دیا تھا۔ ناپ توں میں کجی بیشی اوزان و پیمائش
جاتے میں فرق رکھتا تھا۔ کیا وہ نہیں جانتے تھے ایمان اور یقین اس قدر کھڑوں تسلکہ رہا ہی نہیں
تھا کہ اللہ تو انہیں دیکھ رہا ہے سُن رہا ہے۔ غیب کی ساری خبروں کا اس کو علم ہے۔ یہ
سب کچھ دھوکہ فریب اور بے ایمانی اعمال نامول میں ہر روز درج ہو رہی ہے۔ اور کمی جاری
ہے۔ اسکی ویدیو فلمیں اور ویدیو شیپ تیار ہو رہے ہیں۔ روز قیامت وہ اپنے ہر عمل اور فعل
کے ذمے دار ہوں گے۔

اگر موت کا یقین ہوتا۔ آخرت کا یقین حکم ہوتا۔ اللہ پر ایمان بالغیب کا یقین ہوتا
ہے سارے کام کب کے ختم ہو جاتے تھے۔ دنیا سے خالی ہاتھ اور نفع۔ سوداں تجارت جائیداد
دکان سب کچھ چھوڑ کر جانا ہے۔ جو ناہنج و ناجائز دھوکے فریب سے کمایا ہے۔ پھر کس نے
سب کچھ جانتے بوجھتے ہو رہا ہے۔ ذخیرہ اندوزی ہو رہی ہے۔ قیستوں کا اتار چڑھاؤ ہو رہا ہے۔
آنکہ بند ہوتے ہی یہ سب مال و دولت دوسروں کا ہو جائیگا۔ ناہنج والے آپس میں بانٹ
گئے اور تقسیم کر لیں گے۔ قبر کے اندر جواب دہ صرف تم ہوں گے آخرت میں۔

جواب تم سے ہو گا۔
ذہن میں یقین رکھو وہ دن بُرا سنت دن ہو گا۔ یومِ حکم۔ انصاف بُت کے
ہو گا۔ ہر چیز کا وزن کیا جائیگا۔ اللہ کی عدالت میرزاں پر کسی کو بات کرنے کی جرأت نک
ہو گی۔ اللہ کے ہاں فرشتوں نے سمجھن اور علمیں کے محافظت خانے میں انسار کانے گئے ہیں جہاں
نیک لوگوں کے سارے اعمال نامے اور بد لوگوں، مجرموں ناظرانوں، ظالموں کے اعمال
نامے محافظت رکھے جائیں گے۔ جو موت کے وقت روح کیا تھا اللہ کے مترے کے ہوئے محافظت
فرشتے لا کر پہنچا دیتے ہیں۔ روز قیامت نہ تو دنیا کی طرح دندھی ماری جائیگی اور نہ وزن میں کمی
بیشی کی کوئی گناہش ہو گی۔ جو تم دنیا میں کرتے رہتے ہو۔ میرزاں برابر بُت کچھ توں توں کر
وزن کر کے الگ الگ بتادے گی اور اس کے فیصلہ پر ابدی ٹھکانے دیے جائیں گے۔ یاد
رکھو روز قیامت یقینی ہے۔ وزن کے پیمانے صحیح صحیح وزن کر کے بتادیں کے روز قیامت
کہ تم دنیا کے کاروبار میں کیا کرتے رہتے ہیں۔ قیامت کا انکار کرنیوالے اس روز پچھتا میں
گے۔ سب کچھ کیا دھراں کی غفلت لا پرواہی اور انکار کا نتیجہ تھا۔ نیک لوگ، کافروں،
گھنہماروں، مجرموں کو دیکھ رہیں گے اور افسوس ہو گا کہ ہر ایک کو اپنے اپنے پاداش عمل کی
سرما تو جلتی ہی ہو گی۔ وہی بُت ذمے دار ہوں گے اور اگر اس وقت مان لیتے جب اللہ کا

رسول یہ باتیں سناتا تھا تو آج یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا تھا۔ تم اس کو پچھلی لوگوں کی باتیں اور پڑائے قصے سمجھ کر مال جائے تھے وہ تو عبرت کے سین تھے۔ تم کو ڈرانے اور خبردار کرنے کے لئے سنائے گئے تھے۔ ان سے بھی تم نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ بات یہ تھی کہ دل سخت ہو گئے تھے۔ دلوں میں بیماری آگئی تھی۔ دلوں پر مُر لگ گئی تھی۔ بدایت و نفیت بے اثر بیکار ہو کرہ گئی تھی۔ ان سب کا انعام خارہ، تباہی و ہلاکت اور دوزخ کی آگ کی طرف ریجا یا جائیگا۔ تم کو یعنی آجائیگا انکار اور سر کشی کا انعام سمجھنے کے بعد علمیں میں نیک مسمی صالحیں کا وقت ہوگا۔ جس کی جزاء اور العلامات میں جست ملی۔ نہمازی اپنے چہروں کے نور سے جو پیشانی پر چمکتا رہیگا پہچان لئے جائیں گے۔ چہرے ہشاش و بشاش ان کی شر و بات سے تواضع ہو گی اور استقبال ہوگا۔ بہترین مquamات میں ہوں گے۔ دوزخی مجرم جب ان کے پاس سے گذریں گے تو ایکدوسرے کو پہچان لیں گے۔ آنکھوں سے اشارے کنائے میں ایک دوسرا کی حالت پر افسوس کریں گے اور سچھد خوش ہوں گے۔ دنیا کی زندگی وہاں یاد آئیگی جس کا آج یہ انعام ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رَاكَمَ اللَّهُ عَذَّلَ الْمُشْقَتَ ۝ وَأَذْنَتْ لِرَبِّهَا وَهَقَتَ ۝ وَإِذَا يَرْضُ مُدْتَ ۝

نمبر ۸۳۔ سورہ اتفاق

پھٹ جائیگا یہ آسمان اور پھٹ جائیگی یہ زمین، اس دن جس دن قیامت کا اعلان صور پھونک کر ہوگا۔ زمین لرز جائیگی اور لکپا کر اپنے اندر کے سارے دینیں نکال بآہر کر کے خالی ہو جائیگی۔ انسان زمین کی مٹی سے بنایا گیا تھا زمین کے اندر دفن کر دیا گیا تھا جوہ زمین کے اندر سے باہر زمین نکال پہنک دے گی۔ اے انسان! جھکو تب خبر ہو گی جب قبروں کے مردے سے زندہ کر کے دوبارہ قبروں سے باہر آئیں گے۔ اللہ کی عدالت میں حاضر کئے جائیں گے۔ اللہ کا دیدار کر آیا جائیگا۔ اس دن اللہ کی عدالت سب کے اعمال نامے باعثوں میں دیئے جائیں گے کہ پڑھ لو اپنے اپنے کرتوت جو تم نے اس دنیا کی زندگی میں دنیا سے کر کے آئے

ہو۔ ان پر مہارا یحیلہ سنایا جائیج۔ اس سے پہلے تم لو قیامت کا یہیں نہ اتنا ہوا اور نہ م اس
 کے لئے کبھی تیار نہیں کیجیے کہ حیات بھی کوئی چیز ہے اور آسیوالی سوگی۔ ۱۸
 فلا، قسم باشون (۱۶) وللیل و مادن (۱۷) والقر اذا نس (۱۸) لتر کبین عن طبقاً عن طبع (۱۹) پھر
 کیا ہوگیا تھا تم کو جو ایسا نہیں لائے تھے۔ اس وقت اور قرآن پڑھتے ہوئے سجدے کیوں
 نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر جیزاً یک اندازے سے، مقدار اور پیمائے سے بنائی ہے۔
 اور اس کے اندر اسکی حکمت کا نظام، ایک پروگرامگ کے ساتھ قائم ہے۔ آسمان طبع
 در طبع ساتھ حصول میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اور ہر طبع میں ایک ایک کام مقرر کر دیا گیا ہے۔
 اور آسمان کا پہلا حصہ جو ہم کو نظر آتا ہے اس کے حصے اور کام مقرر ہیں۔ طلوع فجر سے ہلے
 جبکہ اسکی ابتداء ہوتی ہے دن لختا ہے۔ پھر دوپہر ہوتی ہے دن اپنے انتہائے حرارت کے
 عروج پر ہوتا ہے۔ اور جب شام ہوتی ہے تو ڈھلتا ہے۔ جب غروب ہوتا ہے تو اس کی
 علاحت شفعت کی سُرخی کی ہوتی ہے۔ غروب آفتاب کا عکن سرخ نارنجی بُلا بلہ معلوم ہوتا ہے۔
 تو چاند کی صورت چاندنی میں تاروں کا سفر تاریک رات میں کس قدر بُلا معلوم ہوتا ہے اور پھر
 جب چاند چھپ جاتا ہے تو رات اپنے آخری پیر میں داخل ہو جاتی ہے تو صبح کا چوکیدار ستارہ
 نجم اثاقب رات گزرنے کی خبر کرتا ہے۔ اس کے اندازے پیمائے وقت سب مقرر ہیں۔
 اس کے اثرات زمین پر زمین کے بُشنے والی تخلیقات پر ویسے ہی وقفہ وقفہ سے ہوتا رہتا ہے۔ یہ
 پانچ بڑے مرکزی اہم مقامات اور اوقات ہوتے ہیں۔ اس لئے ان مقامات اور اوقات پر نماز اور
 سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اوقات مقرر کردیئے گئے ہیں تاکہ انسان امن و چین سے زمین پر
 رہے۔ انسان اپنی پیدائش میں معصوم ہوتا ہے بچپن اور لڑکپن میں وہ پیکھتا رہتا ہے علم
 حاصل کرتا ہے۔ صحبتوں کا فیضان حاصل کرتا رہتا ہے۔ جب وہ تیسرے حصہ عمر میں پہنچ
 جاتا ہے تو جوان ہو جاتا ہے۔ قوت، طاقت، ذہانت و عقل اور عمل کی توانائیوں سے بھر پور
 صاحبِ فیصل ہو جاتا ہے۔ ایک بھرپور زندگی بیوی بچے مال دولت جائیداد اتحاد اور حکومت
 شہرست حاصل کرتا ہے۔ پھر جو تھے مرحلے میں وہ شفعت کی سُرخی کی طرح ڈھلنے لگتا ہے جوانی کا
 حکم اور ضیر عمر میں بُاقی و چوند ہو کر تجوہ کار اور بُخت عقل کا مشیر۔ رہنماؤر دا شور عقائد کھلاتا
 ہے۔ پھر بڑھا پا آہستہ آہستہ آتا اور وہ قوت و طاقت کھوتا جاتا ہے اور کمزور ہو جاتا ہے۔ اور
 ساری توانائیاں اس کی خرچ ہو جاتی ہیں۔ قومی مصلح ہو جاتے ہیں اور موت کے بہنے میں
 پھنس جاتا ہے۔ یہ وہ اثرات ہیں جو زندگی اور عمر کے وقت کے ساتھ ساتھ بدلتے اور مختلف

مَدَارِجَ حَيَاةَ طَلَكَتْ رَبَّتْ بُوْبَيْ أَپَنِي مِنْطَقَيِ انجَامَ كُوْبَهُونَجَ جَاتَاَهَ - يَعْتَصِرُ اسْكَى دَاسْتَانَ حَيَاةَ اسْكَى كَيِ عَمَرُ اورَ حَيَاةَ كَيِ مِنْزَلِيِنَ - الَّذِي نَهَى هَرَ مِنْزَلَ حَيَاةَ مِنْ اسْكَى كَيِ لَيَهَ الْأَكَ الْأَكَ كَامَ ذَتَتَ كَتَنَ - اسْكَى ذَتَهَ دَازِيَانَ عَمَرُ اورَ وَقْتَ طَاقَتَ اورَ قَوْتَ كَيِ سَاتَهَ بَدَلَتِي رِبَّتِي، هَيْنَ - عَمَرُ كَيِ بَرَ حَالَتَ مِنْ اورَ هَرَ تَبَدَلِي مِنْ اسْكَى كَيِ لَيَهَ سَبَقَ، هَيْنَ - الَّذِي كَوْهَرَ وَقْتَ يَادَرَكَنَهَ اسْكَى سَعْلَقَ جَوَهَرَ بَرَكَنَهَ كَيِ فَرَهَوْرَتَ سَعْلَقَ - جَوَافِي كَيِ عِبَادَتَ اورَ رِيَاضَتَ نِماَزَ، زِكْرَةَ، رِوزَهَ - حَجَ اورَ جَهَادَ اسْكَى اهْمِيتَ بَهَيْ - اسْكَى وَقْتَ كَيِ عِبَادَتَ رِيَاضَتَ كَا صَلَهَ وَانِعَامَ بَهَيْ زِيَادَهَ بَهَيْ - بَرَحَاهَ بَهَيْ مِنْ صَحَتَ تَنَدَرَتِي جَوَابَ دَهَيْ جَاتَيَ بَهَيْ - كَمْزُورِي وَلَتَاهَتَ مِنْ اللَّهِ كَيِ عِبَادَتَ بَنَدَگِي پُورَمِي نَهَيْنَ ہَوَسَکَتِي - انسَانَ اگرَ اپَنِي اطْرافَ مَظَاهِرَ قُدُورَتَ کُو دِيَكَهَ اورَ سَيَكَهَ اورَ خُودَ کَيِ زَندَگِي فَطَرَتَ سَعْلَقَ هَمَ آہَنَگَ کَرَلَ تَوْزَنَگِي کَيِ ہَرَ طَبِقَ مِنْ لَوَرَ عَمَرُ کَيِ ہَرَحَسَهَ مِنْ آسَوَدَگِي صَحَتَ وَتَنَدَرَتِي عِبَادَتَ اورَ رِيَاضَتَ مُسْلِلَ قَائِمَ رِهَتِي بَهَيْ - پَرَ اسَكَى کَيِ بَعْدَ شَفَقَ کَيِ سُرْخِي لَوَرَ پَرَ دَنَیَا سَدَرَ خَصَتِي کَيِ گَصَنْتِي بَعْجَ جَاتَيَ بَهَيْ - اورَ مُوتَ مُنْظَرَ ہُوتِي بَهَيْ کَهَ چَلُوْچَمُورَوْ - اسَ جَيِ کَيِ جَنَجَالَ ہَمَکُو اپَنِي رَبَّ کَيِ طَرفَ - سَاتَهَ لَيَهَ لَوَاپَنَا اپَنَا توَشَهَ آخِرَتَ - زَلَوْرَاهَ جَوَچَمُورَ عَمَرُ کَيِ سَاتَهَ سَاتَهَ جَمِيعَ کَرَرَکَتَهَا تَاوِي نِيكَ احْمَالَ کَامَ آتَيَنَگَ - لَوَرَ کَوْفَی کَامَ، نَهَيْنَ آتَيَنَگَ - قَرَآنَ کَيِ نِصِيبَتَ جَدَلَتِي مِنْ اسْكَى آیَاتَ مِنْ خُورَوَهُکَرَ کَرُو - اپَنِي آخِرَتَ سَنَوارَ لَوَرَ - قِيَاسَتَ کَا یَقِينَ حَکْمَ رَکْمَوْ اسَكَى دَنَ سَارَ احَادَبَ وَکِتابَ اکِثْحَا ہَوَگَا -

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالسَّمَاءُ ذَاتُ الْبَرْوَجُ وَالْيَوْمُ الْمَوْعُودُ وَشَاهِدُوْ مَشْهُودُ

نمبر ۸۵۔ سورہ البروج۔

قَسْمَ ہے اسَ اللَّهِ تَعَالَیَ کَيِ قُدُورَتَ اورَ حَكْمَتَ اورَ صَفَتَ کَارِیگَکِی - آسمَانُوں مِنْ نظامَ شَشِتِي کَيِ قِيَامَ اورَ بَقاَ کَيِ لَيَهَ بُسْجَ اسْكَى مِنْزَلِوں مِنْ قَائِمَ کَيِ گَئَتَهَ تَاَكَهَ وَقْتَ اورَ نَانَهَ کَيِ مِنْزَلِيِنَ اورَ فَاصِلَهَ اسَ یَهَ شَمارَ ہُوْسَکَيِنَ - زَمِينَ وَالْوَلَلَ کَيِ زَندَگِي کَيِ جَهَا اورَ حَيَاةَ اورَہَ آسَانَ کَيِ قَائِمَ وَبَقاَ سَعْلَقَ مِنْ رِبُوطَ اورَ جَطِي ہُوتِي ہے - ایک دَنَ سَارَا نظامَ ارضِيِ وَسَادَويِ سَبَقَ

اور ختم اور خلاص ہو جائیگا۔ یومِ دن، وقت، زمانہ، ماہ و سال سب کچھ اس نظامِ شمسی پر
والستہ ہیں۔ جب یہ ختم تودیکھتے اور دکھانیو والا۔ بصاریت اور بصیرت والا سب نظامِ دہشم و
برہم۔ نہ شاحد کوئی دیکھتے والا اور نہ کوئی دکھانیو والا مشود باقی رہے گا۔ فقط اللہ کا نام باقی رہے گا۔
قیامت اس روز واقع ہو گی جب سوچ جلتے ماه و سال کی تبدیلیاں کرتے ہوئے ماہ ذی الحجه کا
جاند طیور کریں گا۔ اور ہلی تاریخ سے نوں ذی الحجه عرف کا دن ثابت و مشود گواہ ہو گا۔ اس روز
قیامت کا۔ جس دن قیامت ہوگی وہ دن جمعہ کا ہو گا۔

دشمن کی فتح عید کا دن ہوتا ہے۔ عظیم اجتماع والا دن لوگ جو حق در جو حق اپنے اپنے
رخیوں سے محروم ہو رہا گا۔ اسی میدانِ عید کاہ میں عیدِ الاضحی کی نماز مکرانہ کے لئے
جمع ہوتے ہیں اللہ کے حضور حاضر فی دیتے ہیں۔ یہ مثال سامنے رکھو۔

قیامت کا دن بھی یعنی روزِ عیدِ الاضحی دشمنِ ذی الحجه کی فربکا وقت اور جمعہ کا دن ہو گا۔
جب مردے قبروں کے زندہ کر کے میدانِ حرث میں جمع کئے جائیں گے۔ اور اللہ کی عدالت
میدانِ حرث میں ایک عظیم اجتماع ہو گا۔ اس طرح شاحد اور مشود عیدِ الاضحی ہو رہے مشردوں کو نوں
ایک میئے تمثیلات ہیں۔

اللہ کی عدالت میزانِ صفات میں سب سے پہلے مظلوموں کی دلواری اور فریاد سنی
جا سکی۔ جنہیں دنیا میں لوگوں نے ناحق تباہیا تھا ان پر ظلم کیا تھا۔ ان کا مال چیننا تھا۔ مگر
سے بیوطن کیا اور ان کی زینتیں بھی چھین لیں تھیں۔ اور ان کا حق مارا تھا اور ان کے حق
سے ان کو محروم کر کے ظلم و زیادتی کی تھی۔ انہوں نے مجبر ہو کر صبر کیا اور الخد پرست کچھ
چھوڑا تھا۔ آج بت سے پہلے ان کی فریاد کی جائیگی اور ان کا فیصلہ ہو گا۔ ان میں اصحاب
الاخذ کو فہرست میں لھول فریاد فرکھا گیا ہے۔ قوم سباؤ اے سع کے ہادشاہ نے ظلم و
زیادتی سے لپتی رکھا یا کو اگل کے یوشن گھومن میں جھونک کر ان کو جلا کر بسمک کیا تھا۔ اس
 مجرم پر کہ انہوں نے اللہ کی توحیہ کو ایک مانا تھا۔ اللہ کے سواہ کی بست کی لور ہادشاہ
وقت کی خداوتی کو عظیم نہیں کیا تھا۔ چونکہ وہ اگل کے گھومن میں جل کر خاک ہو گئے مگر اللہ کا
نام چھوٹا پسند نہ کیا تھا۔ اس نے قرآن نے ان کو گڑھے والے سومنیں یعنی اصحابِ الْأَخْذ
کے قب سے اس سعدت میں یکو کیا ہے۔ جملہ ہادشاہ وقت نے ان موسنوں کو جلتے اور
پکارتے ہوئے تماشہ دیکھا تاریخ قیامت ایسے گھومن کا ایسا ہی تماشہ مظلوموں کو دکھایا جائیگا۔

اللہ کا استمام ہو گا۔ دنیا میں صبر کرنے والوں کی طرف سے جو روز قیامت لیا جائیگا۔

اگر دنیا میں خالم اور قاتل، مجرم و گناہ کسی وقت بھی اپنی زندگی میں اللہ کی طرف خود کو رجوع کر لیتے ہوتے اور اللہ سے توبہ، معافی، استغفار و بخش طلب کر لیتے ہوتے اور راہ راست پر آ جاتے تو اللہ یقیناً با وجود ان کے ظلم، کفر و شرک اور قتل و غارت گری کے جرائم کو اپنی رحمت سے معاف کرتا اور بخش دیتا۔ اور ان کے مقامات اور درجوں کو بلند کر دیتا کہ بالآخر اپنے نے اللہ کو مان پیا ہے۔ اللہ سے مغفرت، توبہ و بخش ماںگی ہے اللہ تو خفیور الرحیم ہے۔ بے حساب بخشنے والا ہے۔ مگر ان ظالموں کو توبہ اور استغفار کی مہلت اور توفیق ہی اللہ کی طرف سے نہیں ملی تھی۔ اللہ نے فیصلہ سنادیا ہے کہ کوئی مرد ہو یا کوئی عورت خواہ کیسی ہی کیوں نہ ہو۔ وہ اگر ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کا یقین رکھے اللہ سے توبہ و مغفرت ہر وقت بخش طلب کرنے والے سب کو نہ صرف معاف کر دیا اور بخش عطا کر لیا بلکہ دنیا کے عذاب سے ناجہانی آفت و مصیبت سے اور دُکھ درد و بیماریوں سے انہیں محفوظ و مامون رکھ کر حفاظت بھی کر لیا۔ اور اگر کسی مرد اور عورت نے اللہ کی ان باتوں پر یقین اور ایمان نہیں لایا اور اللہ کی کتاب قرآن سے دور ہو گیا۔ نصیحت و ہدایت سے نہ سورٹ لیا۔ انہاں لاپرواہ بن گیا پھر اس کا انعام بھی اسکی دردناک موت سے عذاب قبر سے شروع ہو گیا۔ اگر اس نے معافی مانگ لی اور توبہ استغفار کر لیا اللہ نے اپنی رحمت میں اسکو رستی لیا، بخش دیا اور معاف کر دیا۔

کو گو! قرآن خبردار کرتا رہتا ہے۔ روز قیامت کی اللہ کی پکڑ سے زیادہ سخت پکڑ ہو گی۔ اس وقت کسی کو بھی اللہ نہیں چھوڑے گا نہ معافی ملے گی۔ معافی تو دنیا میں رکھی گئی ہے اور سرآ آخرت میں دیجا سکی۔ اللہ عرش کا مالک روز قیامت کا مالک یوم الدین ہے۔ جسکو چاہے معاف کرے جس کو جا ہے بخش دے۔ اسکی مشیت و رحمت جو چاہے کرے وہ مالک اور منتظر کل۔ اسکی مشیت رحمت سب کے لئے عام ہے۔ اللہ کو راضی رکھو۔ اللہ کو ناراً ض اور ناخوش مت رکھنا۔ کہ اسکی رحمت سے دور ہو جائے گے ظالموں میں شمار ہونے لگوں کے قرآن کی نصیحت ہدایت کو قبول کرو اس پر عمل کرنے رہو۔

وَالسَّمَاءُ وَالظَّارِقُ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الظَّارِقُ ۝ اَنْجَمَ الْاثَاقِبُ ۝

نمبر ۸۲ سورہ الظارق۔

وہ بصیر کا جو کیدار، اکیلا ستارہ، نجمِ اثاقب، جو آدمی رات کے بعد جب چاند چپ جاتا ہے اور ستارے تک کرسو جاتے ہیں تب وہ آسمان سے زمین کی بھگبانی کرنے کے لئے نکلتا ہے۔ اور مطلع الغیر تک چمکتا دمکتا رہتا ہے۔ تم ہر روز غور کے وقت اس کو دیکھ سکو گے اور جان لو گے کہ یہ حافظ اکیلا کیوں ہے۔ زمین ہی کی حفاظت کیوں؟ خود انسان کی حفاظت اور رنگرانی کے لئے اللہ نے اپنا پاک اسلام کر دکھا ہے۔ اسکی پیدائش کی گھری ہے لیکر موت تک اسکی حفاظت کا استظام کیا گیا ہے۔ حقیقت انسان کی ایک گندہ پانی کا قطرہ ہے۔ جو انسان کی ریڑھ کی ہمتی کے عین درمیان سے ایک سہو محلی نالی میں سے صلب بن کر گذرا ہوتا ہوا۔ لذت و کیف و سرور کے مرتے لٹانا ہوا۔ بہتا ہوا گذرتا ہے۔ اسی طرح عورت کی چباتیوں کی شریانوں سے کیف و لذت کی سیجان سے ہوتے کی رکھیں۔ یہ دنوں کے آپ کے ملاب سے وہ ایک دسرے گو قریب سے قریب پیش لیتے ہیں تاکہ جو مادہ منو یہ دنوں کے صلب و ترائب سے بچا گئے دورتے اچھلتے کو دتے ایک دسرے میں داخل ہوتا ہے اس کا لطف اور لذت دوبارا ہو جائے۔ دنوں جنتی تکین پائیں یہ ہے پیدائش انسان جس کی لذت و کیف و سرور میں نقطہ عدم سے وجود میں آیا۔ اور پھر وہاں سے پھیلا اور لپنی ارتقائی منازل طے کرنے لگا پھر لپنی تقدیر اور حیات لے کر اس دنیا میں آیا۔ کیا اللہ قادر مطلق نہیں ہے۔ جو اس انسان کو عدم میں کہیں موجود نہ تھا۔ اس طرح گھیر کر ایک جگہ لایا ہے۔ پھر وہ دوبارہ زندگی سے، موت سے، قبر سے زندہ کر کے اٹھا ٹھنڈے پر قادر نہیں ہو سکتا؟ وہ ضرور دوبارہ اسکو پسیر ک لائیگا (آیت ۸) اس دن جب قیامت قائم ہو گی لوگوں کے اعمال جانچے جائیں گے اور ان کا وزن کیا جائیگا اس دن کسی کی سفارش اور مدح کام نہ آسیگی۔ اس روز گردش آسمان دن رات

اور موسم کی تبدیلی صبح و شام ببدل جائیں گے۔ اس روز نہ سورج ہو گا نہ طلوع و غروب ہو گا۔ اور نہ زمین کی نباتات کھیت باتات جو سورج سے زندگی اور نوپاٹے تھے۔ وہ نہ ہوں گے۔ نظام دنیا ب خشم ہو جائیگا۔ فیصلہ کا دن اور پریشانی اور انجام سنانیوالا دن ہو گا۔ یہ بات جھوٹی، مذاق اور بنسی کی نہیں ہے۔ جو تم یقین نہ کرو۔ کرو کوش بچنے کے بجائے کی۔ اس دن سے اگر کوئی دل میں یہ سوچ رکھا ہے کہ اس دن سے بچ جائیگا۔ اللہ نے زندگی میں ہلکت دی ہے۔ نافرانوں کو کہ وہ اللہ سے معاف، مغفرت و بخش طلب کر لے۔ موت سے پہلے ہلکت ہی ہوئی ہے پھر موت سر پر آ جائیگی تو ہلکت بھی نہ ملے گی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ أَنَّهُ رَبُّ الْأَعْلَىٰ ۝
الَّذِي خَلَقَ فَنَوَىٰ ۝
وَالَّذِي قَدَرَ فَهْدَىٰ ۝

نمبر ۸۔ سورہ الاعلیٰ

تجده کی حالت میں سماں رب الاعلیٰ کی تسبیح پڑھا کرو۔ اللہ کی ذات پاک سماں ہے۔ جس نے ٹھیک ٹھیک انسان کو ہر حیثیت میں بنایا اور پورا کیا۔ پھر کمال کو پہونچایا۔ اور اس کی پدایت خود اس کے اندر نفس میں قلب میں۔ اور ذہن میں ایمان اور یقین کی رکھدی ہے۔ اگر وہ جائے تو سیدھی راہ پائے۔ انسان ہی پر کچھ موقوف نہیں ہے۔ جتنی مخلوقات ذی حیات اس نے پیدا کی ہے ان سب کا رزق بھی زمین سے پیدا کیا ہے۔ اور جو کچھ فضلہ، کچھ را، غذا کا باقی بجا وہ کوڑا کر کر کے دھیر میں چلا گیا اور زمین میں دبت گیا۔ زمین کی حرارت اس کو اپنے اندر جلا کر خاک سیاہ کرتی ہے۔ اور محفوظ رکھتی ہے۔ پھر وہ پاک صاف ہو کر ذخیرہ میں کی دولت میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور پھر بھی زمین کے اندر سے تیل اور گیش کا ذخیرہ بن کر رکھ آتا ہے۔

اسے اللہ کے رسول ہم تم کو اس کتاب سے وہ سب کچھ پڑھادیں گے جسے بتلادیں گے کہ اللہ کی مصلحت و حکمت و نشوائی کیا اس تنظام اس دنیا میں قائم ہے اور چل رہا ہے۔ زمین کے کرنے کا ہے وہ کچھ اُن کو کہا جائے۔ اُن کو کہا جائے۔ اُن کو کہا جائے۔

ہم تھاری ہر مشکل آسان کروں گے۔ قرآن کی ہدایت و نصیحت سے فائدہ اٹھاؤ بڑا کام آئیگی۔ جس نے اللہ کا ڈر اور خوف رکھا اور سمجھ گیا مقصد حیات کو ہدایت و نصیحت اُس کی سمجھ میں آگئی۔ پھر اُس کے لئے کامیابی ہے۔ جس نے کوشش ہی نہیں کی۔ سمجھنے ہدایت و نصیحت قبول کرنے کی وہ اپنا ہی آپ نقصان کر گیا اور گھر را ہو گیا۔ بے فیض رہا۔ جہنم کی آگ کی طرف جائیگا۔ جہاں نہ موت آئیگی نہ زندگی ملے گی۔

آیت ۱۲ سنور گیا وہ جس نے ہدایت قبول کر لی۔ پاکیزگی حاصل کی، تَرْكِيَّہ عقیدہ و تَقْيَین اور زندگی کو پاک و صاف کر لیا اور دن رات اللہ کے ذکر میں اللہ کی یاد میں زندگی گزاری۔ تَرْكِیَّۃ سے مراد زکوٰۃ، صدقہ و خیرات دیتا رہا گناہوں سے نجات مخترک پاکی حاصل کی۔ قد افلتے میں تَرْکِیَّۃ و ذکر اَسْمَمِ رَبِّہ فصلی ۵ نماز کی پابندی رکھی اوقات کے ساتھ اور اللہ کے حضور کھڑا رہا اور دعا میں کرتا رہا۔ تکمیراتِ عید میں کی ادا کیں۔ جمع کی نمازیں باجماعت پڑھی اور صدقہ فطرہ اور قربانی دیتا رہا۔ زندگی ساری اللہ کی اطاعت اور فرمان برداری میں گذاری اور آخرت کو سنوارا۔ والآخرة خير وابقى اس نے اپنی آخرت کی زندگی کو بنایا۔ یعنی دُنیا کی زندگی میں آخرت کی فکر کی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حَلَّ أَكْثَرُ حَدِيثِ الْعَاشِّةِ وَجْهَ يُونَيْزِ خَاشِعَةِ ۰ عَالِمَةٌ نَاصِيَّةٌ ۰

نمبر ۸۸ سورہ الغاشیہ

چھپا لینے والی۔ ڈھانپ لینے والی وہ کیا جیزے ہے جو ساری دُنیا کو چھپائے گی۔ قیامت اس دن گناہ کار مجرم و مشرک و بُت پرشت سب کے چھڑوں پر برشان ہوا سیاں ہوں گی، گھبڑاہٹ میں وہ اوہرا درہ بھاگ دوڑ رہے ہوں گے۔ میکے تھکے ہانپتے کانپتے دھلتی آگ کی طرف لیجائے جائیں گے۔ کتنے لوگ تھے جنہوں نے ساری زندگی دُنیا کی دُنیا سنوارتے سنوارتے دولت

رملی دنیا سے جو آخرت کی فکر اور سامان کرتے ہوئے۔ جہنم کی آگ میں جھوکنے گئے۔ وہ سخت جگہ جہاں نہ پہنچے کوپانی ملے اور نہ سکھانا۔ ایسی غذا جو قید یوں کو ملے جو نہ مٹانا کرے اور نہ فاقہ، صرف جھوک مٹانا کے اور زندہ رکھئے۔ جلا ایسی بھی کوئی زندگی، قید خانہ کی، نہ سکھانا اپنی پسند کا اور نہ پانی صاف سترہ پہنچنے کا۔ کیا زندگی افسرودگی غم والم والی جو کچھ کھا کر دنیا سے لایا وہی آخرت میں ملیجاتا۔ جس نے آخرت کے لئے محنت و کوشش کی اسکو آخرت ملیجی۔ جنت کے بااغات میں طحکانہ ملیجا جہاں عیش و آرام ہو گا کوئی لغو و مہمل بات سننے کو نہ ملیجی۔ چشمے ٹھنڈے ہستے پانی کے جہاں سے چاہوپی لو۔ تخت بیٹھنے کے آرام دہ شہرِ نعمتیں۔ بہترین مشروبات کی سبیلیں، بہترین فرش خانپچ اور قالین کے تمثیل کے گاؤں کیے ٹھیک لگانے کے اور نعمتیں ہی نعمتیں ہوں گی۔

اللہ کی قدرت کے کر شے چاروں طرف اس دنیا میں پھیلے ہوئے اللہ کی یاد اُس کی عظمت کو بیان کرتے ہیں۔ کیسی کیسی عجیب مخلوقات پیدا کیں کہ حیرت ہوئی ہے۔ اونٹ ہی کو دیکھئے کی طرح کا بے قابل ڈول جانور ہر چیز اسکی سب سے الگ سکھانا پینا۔ جنہی کرنے کا طریقہ سب سے نرالا۔ اور الگ۔ آسمانوں کی ساخت کیسی حیرت انگیز پہاڑوں کی بلند جگہیاں، آسمانوں سے باتیں کرتی ہوئی عجیب شکلوں کی کیفیت اور بناؤٹ کی، کہ عقل دنگ رہ جائے اللہ کی قدرت کے آگے جھک جاؤ۔ اسکی اطاعت فرماں برداری میں تجدہ کرو۔ اس کا ذکر اسکی یاد ہر وقت دل میں رکھو سمجھاولوگوں کو جقدر سمجھا سکتے ہو۔ تم کسی پردار وغیر تو نہیں بنائے گے کہ تم نہ مدد ہر نیوالوں کے ذمہ دار ہوں گے۔

قرآن کا کام ہدایت دنا پہنچا دنا تمہارے ذمے تھا۔ اب تمہارے ذمے ان سے محاسبہ کرنا اور پوچھ کچھ کرنا ہے سب سے حساب لینا ہمارا کام ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالْفَجْرٌ ۝ وَالْيَالِ عَشْرٌ ۝ وَالشَّفْعٌ وَالوَتَرٌ ۝ وَلِلَّمِإِذَا يَسْرِئِ

نمبر ۸۹ سورہ الفجر۔

نہ ہو وہ واحد اکیلا ہو۔ الشافع اللہ کا نام ہے شفاقت والا۔ شفاء صحت تندیرستی دینے والا اللہ کا نام ہے۔

قسم ہے دسویں ذلیل کی فر کی جو مزدلفہ میں عرفات کی شب گذاری ہے۔ اور دس راتوں کی قربت و نزویت ذکر اور کبیکت لنبیکت کی صدائیں جو گنج رہی تھیں اُس کی قسم جو ہر سال رحمتوں اور برکتوں بخششوں کے ساتھ آتی رہتی ہے۔

ان دونوں کی جو روزانہ جنت اور طاق تاریخوں کی راتوں میں عبادت میں گذرتی رہتی ہیں۔ نُزُولِ قرآن کی بارگفت راتیں اور نیلۃ القدر کی طاق ۲۶ ویں شب اور آخری رات ۴۰ ویں شب کی شب سے اہم قبولیت دعا کے لئے منصوص کر کے اتاری گئیں، ہیں کہ اللہ کے قرآن سے بدایت لینے والے بندے مومن مسلمانوں کی بخشش و مغفرت کیلئے رحمت اور قبولیت دعا کے لئے اللہ نے کھوں دی، ہیں۔ اگر عقل اور سمجھ ہو تو ان تاریخوں اور دونوں کو راتوں کو سمجھو اور ان کو اپنا لو۔ اور ان میں اپنی مغفرت و بخشش کی دعائیں کر کے خود کو جنم کے اور آخرت کے عذاب سے بچا لو۔

دیکھو نافرمان قوموں کا کیسا انجام ہوا۔ کیسے کیسے خوبصورت، شاندار جسم اور جامت کے، آنکھ ناک والے، حشین اور بہترین، ماہر فن و عقلمند داٹھور، فیٹن تاجر، انجینئر، بہترین حکمران ثابت ہوئے۔ عاد ارم کا خاندان جو ستوں بنا کر احثافت میں چاروں طرف سے محفوظ بنتیاں تھیں۔ پتھروں کو تراش کر محلات اور خوبصورت منزل بسیزیل بناتے اور شان و شوکت سے رہتے تھے۔ فرعون مصر کا حال اور اسکی شان آن و بان اس کے محل، اس کے سپری خیسے، جاہ و جلال کیا ہوئے۔ وہ لوگ ان کی وہ دولت سونا جاندی اور جو اہرات کے دھیر رجن پر ان کو نماز تھا۔ غمز اور محمد تھا کسی کو اپنے برابر مانتے ہی نہ تھے۔ آخر سب کو ہرگئے وہ سب کیا ہوئے ہے؟ یہ سب ظالم مفید شر و فساد پھیلانیوالے۔ دنیا میں کفر و شر ک بُت پُرسی کی بیانات میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اللہ کے نافرمان تھے اللہ کا عذاب مانگتے تھے۔ اللہ نے ایسی یہ خواہش بھی پوری کر دی وہ اپنے انجام کو پڑھنے۔ اللہ ضرور ظالموں کی محکات میں رہتا ہے۔ ان ریاستِ البارہ صادک

انسان کی فطرت عجیب ہے۔ ذرا سی نعمت خوشحالی میں اکٹ جاتا ہے آپے میں سما یا نہیں جاتا۔ مغروف و سرکش سو جاتا ہے اور مصیبت و پریشانی میں اللہ سے شکوہ و شکایت اور فریاد کرنے لگتا ہے۔ سکون چین کی صورت نہیں رکھتا۔ حقوق العباد یعنی بھوکوں کو سکھانا کھلانا۔

یہیوں بیسوالی خبر لیری کرنا، لوگوں کی پریشانیاں دور کرنا، اللہ کو بہت پسند ہے۔ اپنا مال دوسروں پر خرچ کرنے کی اللہ ترغیب دیتا ہے۔ اور اس کا صدر حمت و پیش وہ عطا کریگا۔ ہر انسان دولت جمع کرنے کا شوقیں اور لوگوں کے حقیق دبای کر ان کا مال ان کی زمین رچھین کر، چوری، ڈاکہ، فربت، دھوکے سے مال جمع کرتا رہتا ہے۔ سارا مال دھرا کا دھرا رہتا ہے جب موت کا وقت آتا ہے۔ دولت بال نے قبر میں کام آنسیوالانہ آخرت میں۔ وہاں تو نیک اعمال صلح و سُنّتی زندگی اور مال خرچ کر کے آنسیوالوں کو عزت دیجائیگی۔ جنت کے باغات اور انعامات ملیں گے۔ انسان اس یوم آخرت، روز قیامت میں عدالت میزان کی فکر کرے اور اسکی تیاری کرے کہ آخرت کے لئے اس نے کیا کھایا۔ اور کیا جوڑا اور کیا ساتھ لایا ہے۔

اے نفسِ مطینہ تو نے اپنے آپ کو دنیا میں ہر خواہش نفس سے لذت اور مرے سے صرف اللہ کی رضا کئے دین کے حکم قم کی پابندی میں سب چھوڑ دیا تھا۔ اپنی خواہشات کو قریان گردیا تھا۔ اور آج آخرت میں تیرے لئے نفسِ مطینہ کی خیر اور خوشخبری ہے۔ تو نے خود کو دنیا میں بچائے رکھا آخرت کی کمائی کی۔ اب اللہ کا حکم ہے تیرے لئے جنت کے جس دروازے سے چاہے جت میں داخل ہو۔ اللہ تجھ سے راضی اور خوش ہے اور تو میرے جتنی لوگوں میں جا کر شامل ہو جا۔ تو نے دنیا کو آخرت پر قریان کر دیا تھا آج آخرت میں تجھ کو ملیجی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلْدَ^۱ وَإِنْتَ عَلَىٰ بِهَذَا الْبَلْدَ^۲ وَالَّذِي وَلَدَ^۳

نمبر ۹۰۔ سورہ البلد۔

شہر کہ کی قسم، اسکی عظیت قدیم سے حضرت ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم، اسماعیل صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی بی بیا جہہ کی موجودگی سے آباد ہوئی اور یہاں زمزہم زمزہم نکالا گیا۔ یہاں اللہ کا پہلا مرکز عبادت، عین بیت المقدس کے نیچے ایک مرکز دنیا میں بسایا گیا۔ اسکی عظیت کی رثافی یہ ہے کہ یہاں دنیا

یہ بُرے پادری کا دل میں آپ کی نعمت پڑی۔ پر اسے اپنے بُرے بُرے کہا۔ آباد ہی آباد رکھما۔ بنو جریم کے لوگوں نے امکو زیست بخشی ایک تجارتی شہر کی بنیاد رکھی۔ اسی شہر مکہ میں اللہ کا صَبیت رسول آخِر پیدا ہوا اور یہاں اُس کا امتحان لیا گیا۔ اسی شہر میں قرآن کا نزول ہوا۔ اسی شہر سے رسول کی کفر و فریک کی نجاست ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دور کر دی گئی۔ شہر اللہ کے عبیث کے لئے کچھ دنوں کے لئے ۸۰ ہجری میں حلال اور جائز بنا یا گیا قتل و خون کیلئے جہاں اللہ کے دشمنوں کو اسکی دیواروں کے نیچے عربت ناک سزا ملی تھی۔ اسکی حرمت و عظمت، شان و شوکت اور تقدیس سب کچھ اللہ کی رحمت اور عنايت سے ہے۔ اُس کی قسم رکھاتی گئی۔ اور مبارک، میں وہ ماں باپ جنہوں نے رسول آخر کو پیدا کیا اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔

انسان سختیوں میں سے نکلا گیا ہے۔ ماں کے پیٹ سے نطفہ کی جو آزانش شروع ہوئی تو وہ موت تک برابر اس کے ساتھ رہی ہے۔ قیدِ حیات بند غم اصل میں دُو نوں ایک ہیں۔ موت سے پہلے آدمی کی آزانش اور امتحان زندگی خود لیتی رہتی ہے۔ اسکو طرح طرح سے آزاناتی رہتی ہے۔ انسان اپنی فطرت میں حاکم، مقتدر اور اعلیٰ قدروں کا دلاداہ ہوتا ہے۔ کبھی تو خود خدا بن جاتا ہے۔ اور دوسروں پر حکم چلاتا اور ان کو زیر کرنے میں خوش ہوتا ہے۔ ماں کی محبت دنیا کی طلب حکومت و انتدار کی خواہش و شہرت اور نام و نمود کی زندگی اس کی دلی خواہش اور آرزو ہوتی ہے۔ اسی میں اسکی زندگی گذرتی ہے۔ اور وہ اپنی توانیاں خرچ کرتا رہتا ہے۔ اور کسی کو کچھ نہیں سمجھتا۔ وہ چاہتا ہے کہ لوگ اسکو دیکھیں اسکی تعریف کریں۔ وہ خود بھی چاہتا ہے کہ دنیا گھوم پھر کر دیکھے۔ نفسِ مطمئن حاصل کرنے کا ذریعہ اسکھ اور ہونک اللہ نے دیے ہیں۔ ان ہی سے ساری نیکیاں اور ان ہی سے ساری براپیاں ہوتی ہیں۔ یہ دو گھاٹیاں، میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے فطرت خود اسکو رکھاتی رہتی ہے۔ آنکھیں نعمت، میں اللہ کی اور یہ نعمت اپنے لئے اور کھانے پینے عیش کرنے کے لئے وقف رکھاتی ہے۔ اللہ کی ساری نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت آنکھوں کی اور زبان کے ذائقہ لذت دنوں سے حاصل کرتا رہتا ہے۔ اسکو ہدایت اور وجدان دو گھاٹیوں کی طرف عورت سے چاہت، محبت، حسن و جمال سے، ذوقِ نظارہ جمال سے وہ لطفِ اندوز ہوتا رہتا ہے۔ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اسکی نظرؤں میں اس کے ہونٹ میں ایک احساس لذت اور ذائقہ تکمیل و اشتہاء لے کر پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ طوں طوں کرمائ کی چھاتی کے ابھرے ہوئے ہے کو منہ لگاتا ہے۔ چوں سے لگتا

نَعْتَ اللَّهُ كِي طرف سے ملی اور یہی نِعْتِ اسکی زندگی میں اسکو جوانی تک لطف و فائض اور مزہِ رُدِّیتی رہی ہے۔ زندگی میں مرد کے لئے عورت نِعْتِ ہے۔ اسکو آنکھوں سے اور ہونٹوں سے رغبت اور چاہت کے اظہار کا موقعہ دیا گیا ہے۔ پھر نیکی اور بدی دُونوں سجھادی گتیں ہیں کہ مذہب کے دین کے دائرہ میں وہ جو بھی عمل کریں گا اللہ کے نام سے ابتداء کریگا۔ وہ جائز اور حلال طریقہ ہے۔ اس کے برخلاف دین کے حدود توڑے گا وہ اس کے لئے ناجائز و حرام ہے۔ دو نوں طریقے اسکو سکھلا دیے گئے ہیں۔ یہ انسانی فطرت کی خواہشاتِ نفس ہیں۔ جن سے وہ صمطیمن رہتا ہے۔ آنکھ اور ہونٹ نفسِ مطہرۃ کے ذریعے تیکیں ہیں۔ انسان عیش کرے لطفِ اٹھانے اور اللہ کا شکر ادا کرے۔ غریبیوں کی مدد کرے، بھوکوں کو کھانا کھلانے، قحط سالی کے دنوں میں بھوک میں کام آئے۔ یتیم کی درگیری کرے، مدد کرے، محنتاں کو مدد دیے، اللہ پر ایمان لائے بالغیب۔ مصیبَت مشکلات میں صبر و ہمت سے کام لے اور صبر کی تلقین کرتا رہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اصحابِ الشہادت کی تعریف میں آتے ہیں جن کا ذکر بچھلی سورتوں میں اصحابِ الشہادت کے نام سے آیا ہے اور جو کفر اور شرک کریں گا وہ اصحابِ الشہادت کھلا دیجگا اور اصحابِ الشہادت میں شامل ہو گا اور اگل میں جائیگا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالشَّهَادَةِ وَصَحَّاهُ وَالقَرْأَةِ إِذَا تَلَهَا وَالنَّهَارِ إِذَا جُلَاهَا وَاللَّيلِ إِذَا يَغْشَاهَا

نمبر ۹۱ سورہ الشہادت

سورج کی قسم جو دن روشن کرے۔ اور چاند کی قسم جو رات منور کرے۔ یہ مظاہرِ قدرت ہیں۔ اللہ کے مظاہرہ قدرت نے زندگی کو سہارا دیا ہے۔ انسان کی زندگی قائم آباد ہوتی۔ اللہ کی نعمتیں انسان کو ملیں۔ چاند اور سورج قدرت کے مظاہروں کے کام ہیں اور ان کی ضرورت اہمیت ہے۔ اس دنیا کی آبادیوں کے لئے قدرت کی حکمت اور مصلحت کے انسٹیلامات اور تخلیقات ہیں۔ یہ زندگی چاند اور سورج کی مسنون ہے۔ اور اس کے اثرات انسانی

صحت پر دماغ اور دل پر اس لی لفیات پر مل رائے رہتے ہیں۔ سورج لے لکھے لے ساختہ آدمی اپنے کام کا جگہ میں اور صحرہ فیات میں گھر چھوڑ دتا ہے۔ پرندے گھوٹلا چھوڑ دیتے ہیں۔ سورج کی تمازت سے سمندروں میں زندگی لہروں میں قوتِ طاقت، موجود میں زندگی و تابندگی پیدا ہوتی رہتی ہے۔ سمندر ٹھہرے ہوئے صبح کے وقت چڑھنے لگتے ہیں۔ شامیں مارنے لگتے ہیں۔ اور اس کے ماحلوں تک گھس آتے ہیں اور پھر پلٹ جاتے ہیں۔ ان کی مشقیں کام شروع ہوتے ہیں۔ جب سورج دوپہر کو اپر ٹھیر جاتا ہے تو سمندر کا مد و جذب بھی ٹھیر جاتا ہے اور دریا اتر جاتا ہے۔ جب شام ہوتی ہے سورج چلا جاتا ہے جاند نکھا ہے تو پھر دریائی لہروں میں تموج اور حرکت پیدا ہوتی ہے۔ جوں جوں جاند کی تاریخیں اوپر ہوتی جاتی ہیں سمندر کا مد و جذب بھی چڑھتا جاتا ہے۔ اس سے دریا کی مخلوقات کو زندگی حیات۔ غذا اور بہت سے شغلے ملتے ہیں جو ان کی بقا کے لئے ضروری ہیں۔ یعنی نہیں بلکہ انسان کے دماغ پر اس کی نفیات پر، سورج کی شعاعوں اور جاند کی سورج جاند فی عجیب عجیب کیفیات و اثرات چھوڑتی جاتی ہیں۔ یہ رب اللہ کے کام ہیں۔ اسکی مصلحت اور حکمت سے کوئی چیز بھی اپنے فائدے اور حکمت سے خالی نہیں ہے۔

یہ جاند اور سورج۔ اندھیرا اور اجالا، دن اور رات، زمین اور آسمان سب اپنے اپنے کاموں میں مشغول اور مصروف رہتے ہیں۔ انسان کے خارجی اثرات کے علاوہ اندر و فی نفیاتی خواہشات اور اثرات، نیکی اور بدی، لذتِ ذات اور لطفِ مزہ، کیف و سرور سب ہی اپنی جگہ اپنی فطرت کی طرف مائل رہتے ہیں۔ گویا قدرت کا ایک نظامِ تخلیقات کی حکمت و مصلحت اور منشاء ہر جگہ رکھدی گئی ہے۔ جو الگ الگ اپنے کاموں میں مصروف ہے۔ جس طرح سمندروں پر، خشکی پر، ہواویں اور فضاؤں میں، جاند اور سورج تموج اور ارتعاش کی حرکتِ موجین کرتے اور اپنا اثر ڈالتے رہتے ہیں۔ اور انسانی حیات کو متاثر کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح انسان کے اندر بھی نفس کا سورجِ طہاری مارتا ہوا موجن رہتا ہے۔ جذبات انتہی، بھر کتے ہیں۔ غصہ، غیضہ و غصب، سختی، ظلم و زیادتی انسان کے اندر پیدا کرتے ابھارتے اور عمل پر مجبور کرتے رہتے ہیں۔ انسان کی نفیات اپنے اندر کی فعلیات و جذبات کے زیر اثر کام کرتی ہے۔ اسی طرح نفس کے اندر فرا رفت، رحم، محبت، عفو و رکذ، بخش، معافی اور مغفرت طلب کرنے کی خواہشات اندرے متناقضی رہتی ہیں کہ انسان کو سیدھی راہ پر قائم رکھنے اور چلانے۔ اللہ نے ان سب کے باوجود انسان کو اتنی قدرت دے رکھی ہے کہ وہ ان سب پر

خوب پا سے۔ سر اُت، بینی، ہمدردی، مروج اور محل، بوسی سکھات جو اس سے امداد رکھدی رکنی ہیں ان کو کام میں لانے اور ان سے فائدے اٹھائے۔ جو بھی اس طرح نیکی صفائی و پاکیزگی کی طرف اپنے نفس کو چلایا وہ پاک و صاف اور کامیاب ہوا۔

انسان اپنی سُرِ شَرِت میں فیلترت میں ہر دو طرح سے جکڑا گیا ہے۔ مگر اُس کو عقل و شعور، فہم و ادراک سے جذبات پر قابو پاتا بھی سکھا دیا گیا ہے۔ کہ اندر سے نفس کے کس جذبے کو کام میں لانا ہے اور کس کو چھوڑنا ہے۔ یہ فیصلہ خود اسکو کرنا ہے اور اپنی راہ زندگی متعین کرنا ہے۔ اس کے لئے بیروفی ہدایت و نصیحت اللہ کے رسول کی رہنمائی سے ملتی رہتی ہے۔ پیغمبروں نے لوگوں کو سمجھایا۔ ان کی رہنمائی کر دی کہ بُرائی کو چھوڑو اور نیکی کو پکڑو۔ نفس کے تھانے اکٹاتے رہتے ہیں بُرائی کی طرف اور بُرائی کی طرف۔ شیطان کے وسوے اپنیں بُرائی کی طرف لیجاتے ہیں اور بُرائی کراکر چھوڑتے ہیں۔ قوم شہود کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ صلح علیکم نے منع کیا تھا کہ اونٹ کو کچھ نہ کھو اور نہ تکلیف دو۔ مگر نفس کی شرارت نے انہیں ایسا نہ کرنے دیا بلکہ بُرائی کے لئے آگے بڑھایا اور لطفِ مژہ دل لگنی کی خاطر کہ تماشہ دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے۔ اللہ نے دکھادیا کہ نفس کی شرارت سے ساری قوم تباہ و بریاد ہو جاتی ہے۔ ایک نے سب کو ہلاکت میں ڈلوایا تھا۔

يَسْأَلُهُ أَنَّهَا الْحَقْرَنَ الْجَنْبَرَنَ

وَاللَّيلُ إِذَا يَغْشِيٌ ۝ وَالنَّهَارُ إِذَا بَلَقَٰ ۝ وَمَا خَلَقَ الذُّكْرُ وَالْأُنْثَى٤ ۝

نمبر ۹۲۔ سورہ وِللیل۔

رات کی قسم جب وہ چھا جائے اور گھپ اندر ھیرا کر لے۔ اس روشن دن کی قسم جو ساری دنیا کو اجالا کر کے روشن ہو جائے۔ اور تاروں کو چھپا دے۔ یہ وہ متناہ و حالات اور کیفیات ہی ہیں جو سب کچھ ہیں۔ مرد اور عورت دو مصناد جنسوں میں ہیں۔ ایک ہی مخلوق مگر ان کے درمیان تضاد اور ہبڑے ہبڑے کردیے کہ دنیا کا رو بار مرد اور عورت سے دنیا کی زندگی شعیشت و معاشرت سے، نسل انسانی کا پھیلاؤ اور آبادیاں و بستیاں آباد کرنا ہے۔

رَشْتَہ ہے۔ دُوْسِی ہے اور دُسُنی ہے۔ مُخالِفَت ہے استِحَام کے۔ نیکی ہے اور بدی ہے۔ اس طرح ایکدوسرے کا امتحان لیا جاتا رہتا ہے۔ آزمائش مرد کی اور عورت کی مقصد ہے کہ دیکھیں ان میں کون نیک ہے۔ صَمَّت، صَلَح، عَابِد، فَرَماَن بَرَدَار اور مطْبِع ہے۔ اللہ کے رسول کی اتباع میں سنت کی زندگی اختیار کرتا ہے۔ اور وہ کون ہے جو اللہ کا باغی، نافرمان، بُد کار، گُنہگار اور رسول اللہ کی حُسْنَت سے ہے مگر ان کی امت اسی سے دور ہو گیا۔ ہدایت رہنمائی دونوں کے لئے کھلی رکھی گئی ہے۔ قرآن ہر وقت ہدایت و نصیحت کے لئے کھلا ہوا ہے دیکھیں پڑھیں غور کریں راہ راست پر آجائیں۔ اللہ کا طریق خوف ضروری ہے۔ اللہ کو ماننا دل سے یقین کرنا ایمان بالغیث ہے۔ اس کے بغیر توفیق ہدایت نیکی نہیں مل سکتی۔ مرد اور عورت دونوں کے لئے دن کے اور رات کے الگ الگ کام فطرت نے متعین کر دیے ہیں۔ مرد کھانی کرے گا عورت تھہر کی بچوں کی دیکھ بھال کرے گی۔ چار دیواری میں زندگی کی ضروریات کا سارا انتظام کرے گی۔ رات کو مرد عورت آرام کریں گے اللہ کا شکر ادا کریں گے سب کو سب کے کام سمجھادیے اور بتکڑیے گئے ہیں۔

رجس نے حلال علیٰ طیب کھانی حاصل کی، بال بچوں کی ضروریات پر، ماں باپ کے حقوق پر خرچ کیا اور لوگوں میں لپنی کھانی بائیکتا ہے اور روز آخرت سے ڈرتا سے اللہ کے لئے مال خرچ کرتا ہے وہ نیکت صلح ہے۔ اور جس نے مال جوڑ جوڑ کر رکھا۔ بخالت کی۔ کسی کا حق ادا نہیں کیا اللہ کے احکامات کو جھٹکایا آخرت کا طریق خوف ذرا نہ رکھا۔ اُسکی راہ الگ سُو گئی حق دالے سے۔ جس نے بالغیث ایمان لایا تھا۔ اللہ سے آخرت سے ڈرتا رہتا تھا۔ اُسکی راہ جنت کے باغوں اور اعمامات کی اللہ نے مقرر کر دی ہے۔ اللہ کے ذمے پیغمبروں کی وساطت سے سب باتیں بھلی اور بُری نیکی اور بدی سب کچھ سمجھادیں تھا۔ اللہ کی کتاب کھلی رکھدی گئی ہے۔ جو دونوں راهیں کھوں کھول کر بتاتی ہیں فیصلہ انسان کو کرنا ہے آدم، آدمیت اور انسانیت کی راہ اختیار کرے۔ معافی و مغفرت توہہ و عاجزی والی یا شیطان کی راہ غردوں کی بُرداری۔ ہٹ دھرمی فراریت اُنکار والی۔

آخرت اسی لئے رکھی گئی ہے کہ اس زندگی کے بعد زندگی کا انعام بخیر ہو۔ انسان کامیاب رہے۔ انسان کے اختیار میں سب کچھ دیدیا گیا ہے۔ آخرت کو بستر کرے یا یہ آخرت کو بیکار کرے خراب کرے۔ خرابی سے اُنکی دُوزخ میں جائیگا اور یہ وہی کریں گے جو ہم

پڑیں سب، بدست، سرخ کا جر، سرخ ہوں گے۔ بیرونیے بسلاکے ہی رہا ہے لیے صدر رکھتی ہے۔ اور جو آخرت ہکا ڈر خوف رکھتا ہے زندگی میں اپنی آخرت سنوارتا ہے اللہ اسکو دُوزخ سے بچائے گا۔ جنت کے باغوں میں اُس کو پہنچا دیگا۔ اُس نے مال خیرات صدقات و زکوٰۃ کے اپنی مغفرت و بخشش کے سامان سے آخرت سنواری اور زندگی پاک صاف و ستری اخلاق اور شرافت نفس کی گذاری تھی۔ اللہ کی رضا اور رضی کے مطابق کام کرتا رہا۔ اللہ کی رضا خوشی بڑی چیز ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالصَّمْدُ ۝ وَاللَّلِيْلُ ۝ اَذَا سَجَدَ ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ ۝ وَمَا قَلَىٰ ۝

نمبر ۹۳۔ سورہ والصمد۔

قسم کھاتی گئی ہے دن کے چڑھنے اور آتاب تازہ بلند ہونے کی جب وہ عروج پر ہوتا ہے۔ اور اسی طرح رات جب پوری طرح چھا جاتی اور گھپ انہیں ہو جاتا ہے۔ چاروں طرف سے تاریکی گھیر لیتی ہے۔ اسی طرح انسان دن رات کے اثرات سے اپنی عمر کی شریعتیں بھی اسی طرح آہستہ آہستہ بڑھاتا رکپن، بچپن، جوانی کے بام عروج پر پہنچ جاتا ہے۔ اور خود مختار بن جاتا ہے۔ اسکی پختہ عمر اسکو ہر کام اور ارادے پر پورا پورا اختیار فرمتی ہے۔ اور وہ ہست طاقت، قوت و عزم سے گزٹا رہتا ہے۔ وہ صاحب خانہ بال بچوں کا لفیل اور ذمے دار بنتا ہے اور یہی اسکی اصل زندگی دیکھی جائیگی۔

اللہ کے رسول پر بھی ایسا ہی ایک ہی ایک وقت گذرا تھا جب وہ مکہ میں پیدا ہوا تھا۔ ماں بات کے سائے سے محروم ہو گیا تو اللہ اُس کا سہارا بن گیا تھا۔ دادا کے ساتھ کچھ دن گذرے تھے کہ ان کی حمایت سر پرستی سے محروم ہوئے۔ چھانے ساتھ دیا مگر تھوڑا۔ زیادہ سہارا اللہ کا تھا۔ اللہ نے بی بی خدجہ کے ساتھ انہیں کر دیا۔ گھر کی متائل زندگی میں چھین و آرام، سکون و راحت، بیوی کی محبت اور بیٹوں کی رفاقت اور سُنگت نے سارے غم بھلا دیئے۔ ساری کلفت و مصیبت آسان کر دی۔ یہ ان کی عمر کا بہترین وقت تھا۔ جب عمر ذرا پختہ ہو گئی چالیس سال ہو گئے تو اللہ نے ان کے ذمے چار کام لائے۔ غار حراء کا پہلا پیغام دیا

کہ اسکو پڑھ پڑھ کر لوگوں کو سنائیں۔ لوگوں کے عقیدے توحید پر پاک و صاف بنائیں۔ تزکیہ نفس اور پاک صاف سُمُری زندگی کا طریقہ سکھائیں۔ اور پھر لوگوں کو آنسو والی قیامت، روز حساب سے ڈرامیں کہ اس زندگی کے بعد دوسرا زندگی آخرت ہے۔ اس کا یقین کرائیں اُس کو سنواریں اور بہتر کریں۔ چوتھا آخری کام جنت کی خوشخبری سُنائیں نیک عمل کرنیوالوں کے لئے اللہ کے انعامات آخرت کی زندگی میں عطا ہوں گے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اللہ کے رسول نے یہ چاروں کام سمجھیرو خوبی انتہائی جانفشنائی سے مکمل کر دیے۔ اللہ نے ان کے کام کی سُنَدِ عطا کی۔ "الْيَوْمَ أَخْلَقَ لَهُمْ دِيْنَكُمْ وَرَضِيَّ لَهُمُ الْإِسْلَامُ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى نَّعَمَ بِأَنَّهُمْ مُّكْتَبُونَ" اللہ تعالیٰ نے آج تھہار ادنیں مکمل کر دیا ہے۔ ساری نعمتیں امت مسلم کے حوالے کر دی گئیں اور اللہ راضی ہوا اپنے رسول سے اور اپنے دین اسلام قبول کرنیوالے نیک امت مسلم کے لوگوں سے۔

یہی سُنَدِ صَدَاقَتِ کیا کافی نہ تھی کہ اللہ نے ایک اور وعدہ کیا کہ ایسا انعام وہ عطا کر یا جس کو پا کر اللہ کا حبیب خوش ہو جائے گا۔ "وَلَوْفَ قِيلَكَ رَبِّكَ فَتَرْضِيَ كَمْ مَرْدُوہ سُنَا پا۔ اور اس وعدہ کی تکمیل میں سورہ "إِنَّا عَطَيْنَاكَ الْكُوْثَرَ" نازل فرمائی۔ یہ انعام تھا اللہ کا آخری رسول رحمت پر بالکل اسی طرح کا انعام ہے جو شب سے پہلے رسول کو امام الانبیاء کو مکہ میں عطا ہوا تھا۔ اسلام۔ اسلام۔ اسلام کی خوشی میں آب زمزم کا کنوں حضرت اسْعَیْلِ ملکہم کے لئے رنگال کر دنیا والوں کے لئے شفاء و رحمت تندرستی کا انعام عام کیا۔ جو بھی مکہ میں آیا اس سے مستغایہ ہوا۔ یہ آب کو تمدنہ میں اس مقام سے ابھرے گا جس کنوں سے بی بی فاطمۃ الزہراؑ اپنے باتھوں سے پانی رکھنی تھیں۔ اللہ کے رسول نے خیرت کی فتح کے مال فتنے اپنی بیٹی کو کوئی لونڈی پانی بھرنے کے لئے نہیں دی تھی اور وعدہ کیا تھا کہ اللہ تمہیں بہترین اجر دیگا۔ رسول اللہ کی بیٹی کے لئے خدشت کیلئے ملزمه لونڈی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اللہ نے وہ بات سن لی تھی اس کی لاج رکھی۔ روز قیامت مدنہ کے صحن نبوی میں سے بی بی فاطمۃ کے کنوں سے خوض کوڑا بل پڑے گا۔ جنتی امیٰ رسول اللہ کے اس سے پانی پیئیں گے۔ ان کی اس دن کی شدید پیاس اس سے بچے گی۔ یہ تھا وہ انعام جو اللہ نے اپنے حبیب کو عطا کیا ہے۔

الْمُ شَرَحَ لَكَ صَدَرَكَ وَصَعَنَا عَنْكَ وَزَرَكَ الَّذِي اتَّقَضَ

نمبر ۹۳۔ سورہ الْمُ شَرَحَ

اے حبیبِ رحمت ہم نے تمہارا سینہ کشادہ کر کے رحمت و شفقت و محبت کے انوارِ اپنی سے بھر دیا ہے۔ اس وقت جب تم بھت چھوٹے تھے۔ ہم اس وقت سے تم کو اپنی نظروں میں رکھتے ہوئے تھے۔ ہم نے اس دل مصطفیٰ کو ہر قسم کی کدوڑت، بعض و کمین اور بجات کنڈگی سے بہت سلیے ہی صاف و پاکیزہ بنایا تھا۔ اسلئے کہ لوچ محفوظ کی امانت مقدس، قلب اطہر رسول پر اتاری جائیوالی تھی۔ جب سینہ کشادہ کر کے کھوٹ دیا گیا تو اپنے رفیق و معتمد فرشتے جبریل ملائکم کو تمہارے مرافقہ کی تباہیوں میں غارِ حراچکے سے داخل کر دیا کہ یہ بارِ امانت تمہارے قلب اطہر پر رکھتی جائے۔ یہ ابتدائی پانچ آیات کا بوجھ تم پر جھٹڑخ اثر کیا وہ ہم کو معلوم ہے۔ اور تم استھنِ گھبڑا لے اور خیران ہوئے تھے کہ بی بی غندبجھ نے تم کو دلاسا دیا تھا۔ ہم نے دو دعاۓ سال کا وقفہ رکھا پہلوی اور دو سُری وحی کے درمیان تاکہ تمہارا دل مُضبوط اور عادتی ہو جائے۔ اللہ کے نزول قرآن کا راستہ پیدا ہو۔

جس محنت و مشقت سے، ہست اور استھنال سے، صبر اور اولویت کے ساتھ تم نے یہ بوجھ برداشت کیا۔ اور لوگوں تک پہنچایا وہ سب اللہ کی نظروں میں ہے۔ اللہ نے ہر وقت تمہاری مدد کی اور تم کو دلاسا دیا اور ہست بندھائی۔ اللہ کا فرشتے جبریل ملائکم بھی تمہاری مدد کے لئے ہر وقت ساتھ ساتھ رہتا تھا۔ تم نے یہ ذمے دار تین غیر و خوبی ادا کی۔ اللہ نے اسکی قدر کی اور تم کو نوازا۔ تم سے راضی اور خوش ہوا۔ آپ کی وقعت و عزت اور نگرمم ساری دنیا جہاں کے لوگوں میں پھیلادی۔ زمانہ قیامت تک آپ کو یاد رکھے گا اور کبھی محمد ملائکم کا نام نہیں بھولے گا۔ دنیا کے مسلمانوں اور مشارق اور مغارب کے ایوانوں میں دن اور رات کے پانچ و دو تتوں میں، مسجد کی اذانوں میں، تمہارا نام بھی اللہ کے نام کے ساتھ بلند کریں گے۔ اور گواہی دین گے۔ نمازوں کی تکمیل اولیٰ میں تمہارا نام شامل رہے گا۔ ہر نماز میں درود و سلام کے بغیر کوئی نماز ہم قبول نہیں کریں گے۔ کوئی دعا تمہارے نام کے درود کے پڑھے بغیر

آسمانوں میں نہیں جائیں گے اور نہ قبیلیت کا درجہ پائے گی۔ لوگ جوں ہی تھہار انام گرفتاری جہاں بھی سن پائیں گے اپنی شہادت کی اثکیوں کو جو جم جو جم کر اپنی آنکھوں سے کھاتیں گے۔ عزت اور احترام کے لئے اور ہم ان کی بینائی و بصارت کو دوچند کر دیں گے۔ وہ کبھی دنیا سے اندھے اور نابینا خست نہ ہوں گے۔

مسیرے صیبیت تھہارے مشکل مرطے کے کٹھن دن ختم ہو گئے۔ اور تھہارا مشکل کام بھی آسان ہو گیا۔ وہ اللہ ہی تو ہے جو مشکلوں کے بعد آسانیاں فراہم کرتا رہتا ہے۔ اب یہ تھہارے آرام سکون و راحت کا زمانہ ہے۔ تم اللہ کی یاد اور ذکر بیسع میں وقت گذار تر ہو۔ اللہ کی رحمت و عنایت کی نظریوں میں اس وقت بھی تم اللہ سے قریب ہو اللہ کو یاد کرنے رہو۔

لِتَعْلَمَ أَقْدَمُ الْجَنَاحَةُ الْجَنَاحَةُ

الْتَّيْنَ وَالْزَيْتُونَ ۝ وَ طُورُ سِينَنَ ۝ وَ هَذَا الْبَلْدُ الْأَمِينُ ۝

نمبر ۹۵۔ سورہ والتفین۔

الْتَّيْنَ - والْزَيْتُونَ - وَ طُورُ سِينَنَ - وَ هَذَا الْبَلْدُ - ان سب کی قسم کھانی گئی ہے۔ نباتات، جمادات اور حیوانات کی تشوونما اور پرورش و پرواخت کے اندر اسکی ایک اپنی اصلی حقیقت اور فطرت ہوتی ہے۔ اور دوسری ظاہری علامت ہے۔ اسی طرح انسان کے لئے بھی دو ظاہری اور اندر وی خصوصیات جیسے نام و نسود، شہرت، شان و شوکت، خیر اور شر و نوں شامل ہیں۔ یونانی مذہب میں ارشٹو کا یہی دین فطرت تھا وہ کہتا تھا کہ انسان خیر صالح ہے۔ لیکن اسلام کہتا ہے اسلام دین فطرت ہے۔ یہ سورت فطرت انسانی کو بیان کرتی ہے۔ ثبوت اور گواہی میں ابھیر۔ وزیتون، کوہ سینانی اور شہر کم گوسائے لاتی ہے کہ ان سب کی حقیقوں میں جہانک کردیکھو تو کیا ہیں۔ مگر اور طور سینانی سے بہترین افضل مخلوق انسان کامل ہے۔ دنیا کے لوگوں کو انسانیت، شرافت، اخلاق کا درس دینے آیا ہے۔ طور سینانی سے توریت کا

گیا ہے۔ یہ سلسلہ ابراہیمی امت مسلمہ پر ختم کر دیا گیا ہے۔ انسانوں کی بہترین تخلیق کے ندوں نے اپنے سامنے رکھو اور ان کی پیروی کرو۔ تمہارا مقام افضل اور اعلیٰ ہے۔ زیارتِ الہی کا اور حاکمیتِ اعلیٰ کا ہے۔ اس کا حق ادا کرو۔ مسلمان دنیا کے لئے ایک بہترین انسان ہے۔ فراہم و اظلائق کا نمونہ ہیں۔ ویسے بنو۔ ارزشِ گری ہوئی ذلیل مخوق مت بن جانا کہ دنیا خاتمت کی نظر سے دیکھے۔ اُسلِ الالفیں کے لئے کوئی جگہ دنیا میں نہیں ہے۔ استے نجیبہ مت آجانا۔ انسانیت کے نام کو بڑھانے لگانا۔ انسان عظیم ہے پاک مطہر و منزہ ہے۔ حق پر ثابت اور قائم رہے گا۔ حق کی حمایت کرنا۔ صبر و ہست سے کام لینا اللہ کا سہارا اور توکل پکڑ کر رہنا۔ تمہاری ہدایت و نصیحت ایسی میں ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَقْرَأْ بِاَبْرَاهِيمَ رَبِّكَ الذِّي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاَنْسَانَ مِنْ عَلْقٍ ۝ اَقْرَأْ وَرَبَكَ

نمبر ۹۶۔ سورہ العلق۔

نزولِ قرآن کی پہلی وحی کی یہ پانچ آیات ابتداء دین اسلام کی ہے۔ دین کی فضیلت علم ہے اسی لئے انسان کو روز اذل سے علم سکھایا گیا ہے۔ "وَعِلْمَ الْاَسَاءَ كُلُّهُ"۔ پہلا علم اپنے رب سے تعارف ہے۔ حضرت ابراہیم مطہوم کے سب سے بہلے جب معرفتِ الہی حاصل کرنے کی کوشش کی اور جستجو میں کامیاب ہوئے تو اللہ کا پتہ معلوم کریا۔ اللہ کی ذات اور صفات کا جب عینِ الحقیقتیں اور حق القصین ہو گیا تو پھر انہوں نے معرفتِ الہی میں خود کو پُرد گر دیا۔ اور اللہ کے حوالے ہو گیا۔ اللہ کا بندہ بن گیا۔ یہ علم اور عرفان تھا۔ اس کے لئے تعلیم اور رہنمائی خود اندر سے ملتی رہتی ہے۔ بشر طیکہ آدمی اپنی ذات کا عرفان رکھے اور جانے۔ خود کو پہچانے کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ اور اس کا مقصد سمجھات کیا ہے۔ اس دنیا میں کم طرح رہنا ہے اور کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے۔ یہ باشیں رہنماء کے بغیر معلوم نہیں

انسان کے لئے علم ضروری ہے۔ دین کا علم آخرت کا علم ہے جو ابدی زندگی ہے۔ چنانچہ سب سے پہلی وحی کی پانچ آیات پہلا علم سکھاتی ہیں۔ قلم ہی کے علم سکھایا اور پڑھایا جاتا ہے اور علم کو محفوظ کیا جاتا ہے تاکہ اسکو یاد رکھا جائے۔ قرآن کوچ نفوت میں نور سے اور نور کے قلم سے لکھوا کر عرش پر محفوظ کرایا گیا تھا۔ پھر اس کا نزول ایک رات آسمانوں پر ہوا۔ پھر وہاں سے تصورِ اسلام وحی کے ذریعہ کہ میں انتارا گیا تاکہ لوگ اپنے خالق واللک سے واقع ہوں اس سے تعلق اور رشتہ قائم رکھیں۔

انسان اپنی فطرت میں بحوال جانے والا ہے۔ عملی کرنیوالا اور سرکش مغز و راجح ہوا ہے۔ یہ اسکی فطرت ہے۔ اسکو شدید راہ پر رکھنے کے لئے ہدایت اور یادداستے رہنا ضروری ہے۔ بغیر ہدایت کے کوئی بھی چیز اسکو شدید راہ پر نہیں رکھتی۔ کوکتے رہنا پڑتا ہے اور شمع کرتے رہنا ہوتا ہے۔ اس کے لئے معلم، ہادی و رہنماء رسول کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ ضرورت اس طرح پوری ہو رہی ہے۔ ایک ہادی رہنماء معلم بنایا جا رہا ہے اور اسکو یاد دلایا جائیا ہے کہ اس زندگی کے بعد موتِ للذی ہے قبر کی زندگی ہے اس کے بعد آخرت کی زندگی ہے۔ ہدایت قبول کرنا نہ کرنا انسان کے اختیار، عقل اور سمجھ و ارادہ پر منحصر ہے۔ انسان اس معاملے میں خود رہنماء بنایا گیا ہے۔ بعض طبیعتیں فریضت نفس میں زیادہ تیز واقع ہوئی ہیں۔ ہر اچھی چیز کی خلافت کرتے رہتے ہیں۔ حق کو جھٹکاتے رہتے ہیں۔ سرداران قریش میں ایسے بستے سے لوگ تھے جو اپنے آبائی دین و مذہب اور رسم و رواج کی پابندی کو چھوڑنے تیار نہ تھے۔ ہر طرح سے پیغمبر اسلام کی خلافت کرتے تھے۔ نیکی سے روکتے تھے۔ ظلم و زیادتی سے کام لیتے تھے۔ اللہ سب کچھ اور پرے دیکھتا رہتا تھا۔ اسی لئے آخرت کا ایک دن یوم الحساب رکھا گیا ہے۔ اس دن ہر ایک سے ضرور پوچھا جائیگا۔ اسے رسول آپ اللہ کی عبادت میں سجدوں میں اپنا وقت گزاریں۔ لوگوں کی پرواہ نہ کریں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبُّنَا اَنْزَلَ النٍٰہٗ فِی لِیلٰۃِ الْقَدْرِ
وَمَا اُدْرَا کَمَالِیلۃِ الْقَدْرِ ۝ لِیلۃِ الْقَدْرِ.....

نمبر ۹۔ سورہ لیلۃِ القدر

لیلۃِ القدر کو تین بار دھرا یا گیا ہے ہر ایک کے حروف تین تین آپس میں ملا کر ضرب دو تو جانتے ہو۔ لیلۃِ القدر کس کو کہتے ہیں۔ $(9 \times 9 = 81)$ حساب کاؤ تو ۲۷ تاریخ کی گذرزی ہوئی شب ماہ رمضان کی یہ وہ تاریخ قرآن ہے جب قرآن کا نزول شروع ہوا تھا۔ سورہ الفجر کی تیسرا آیت والی تقریباً ۱۵ آیت کی تعداد کرتی ہے۔ ماہ رمضان کے آخری دفعے کی جفت اور طاقت راتیں جن میں نزول قرآن کی تاریخ لکھتی ہے۔ وہ شبِ قدر ہے۔

یہ لیلۃِ القدر غار حرام میں ٹھیک ان چالیس راتوں کے پلے کے بعد آتی ہے جو ماہ شعبان کی چودھویں شب، شب پرأت سے شروع ہوتی ہیں۔ جس کا ذکر حکم والی سورت الدخان میں کیا گیا ہے۔ یہ بڑی مستبرک اور مبارک رات ہے۔ چالیسویں شب نزول قرآن کی بھن والی، یادگار منائے والی رات ہے۔ جس کا اہتمام اس سلسلہ دینِ حنیف ابراہیمی میں ہر سال عہد نبوی سے لے کر آج تک مسلسل پڑتاک طریقہ سے کیا جاتا رہا ہے۔ چالیس راتوں کی عبادت روزہ نماز۔ شبِ بیداری سے عبارت ہے۔ یہ چالیس دن رات کی عبادت ہزار راتوں کے عبادت و ریاضت کے سجدوں کے برابر قرار دی گئی ہے۔ یہ اس رات کی عظمت کی نشانی ہے۔ اس کی قدر کرو۔ ماہ رمضان کے جس نے تیس روز رکھے اور ماہ شعبان کا چودھویں شب کا ایک بھی نقل روزہ رکھا اسکو اللہ کی رحمت چالیس شب کی عبادت اور چالیس روزوں کا ثواب عطا کرنے ہے۔ یہ قرآن کے نزول کی رحمت و برکت کی یادگار ہے جو لوچ محفوظ سے بڑی حکمت اور رحمت کے فضلے کے بعد اور خاص اہتمام سے اتنا ری گئی ہے۔ اس رات کی دعائیں بہت مستجاب ہیں۔ اس ایک رات کے سچے چالیس راتوں کے سجدوں کے برابر انعامات کے سحق قرار دیے گئے ہیں۔ یہ قرآن کا عظیم رحمت ہے اور شان نزول کی یادگار کی برکت ہے۔ مانگو مغفرت بخش صفائی جوقدر مانگ سکتے ہو آج کی شب بے حساب مغفرت و بخشش عام ہے۔ آسمانوں سے فرشتوں کا نزول عشاء کے وقت سے مطلع فجر کے طلوع ہونے تک ساری رات جاری رہتا ہے۔ دعا مانگنے کا حوصلہ چاہیے اور دینے والا بے حساب عطا کرنا

لَمْ يَكُن الَّذِينَ كَفَرُوْنَ اَهْلَ الْكِتَابَ وَالْمُشْرِكُوْنَ مُنْفَلِكِيْنَ حَتَّىٰ

نَبْرَهُ - سُوْرَهُ الْمِيْنَهُ

قرآن ایک کتاب کی شہل میں دنیا کے سامنے رکھی گئی ہے۔ اسی سے پہلے انہیاد ملکتم پر کوئی کتاب نہیں انتاری گئی تھی۔ صرف صحیفے تھے اور آق میں۔ لوٹیں کندہ کی ہوئی قرآنی رسم آیات تھیں۔ حضرت ابراہیم ملکتم کو دس صحیفے ملے تھے اور حضرت موسیٰ ملکتم کو بھی اسی قدر صحیفے ملے جس کی تصدیق قرآن کی سورت نمبر ۸ سوہرہ اعلیٰ کرتی ہے۔ زیور صرف مناجات تھیں۔ اور دعائیں تھیں۔ آخری رسول رحمت کے لئے ۱۱۳ سورتیں اور پر سورت میں کئی آیات دین ایمان اور توحید کو بیان کرتی اور نصیحت و پذایشت کے دفتر دلائل و برہان کے ساتھ کھوٹی ہے کہ انسان کا قلب و ذہن کتاب کی تعلیمات کو دل سے قبول کر لے۔

جب یہ کتاب آئی تو پھر اہل کتاب کی ساری کتابیں اور صحیفے ش منوع کردی گئیں اسلئے کہ سارے ادیان و کتابیں ایک ہی تعلیم، توحید و رسالت کی سناتے تھے۔ اسلام۔ اسلام۔ اسلام۔ کی سب کفریں تھیں جو اس کتاب اللہ میں سودی کی ہیں۔ یہ کتاب قیامت تک باقی رہیگی اور سارے جہانوں کے انسانوں کے لئے ہے اور ان سے راستِ مقاطب ہوتی ہے۔ اللہ کی خالص بندگی کرنا کتاب کا اصل موضوع بھث ہے۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ حج اور جہاد کتاب کی بنیادی تعلیمات ہیں۔ یہ پانچ ارکان دین ہیں اور یہی دین قائم اور دین القیمة کھلاتا ہے۔ جس نے اس اصول پر زندگی گزاری وہ اللہ کا پسندیدہ اور محبوب بندہ ہو گیا۔ اللہ کی رضا اور خوشنودی اس کے حصے میں آئی۔ جس نے انکار کیا دین کا، اسلام کا، اللہ کے رسول کا، اس کے لئے گمراہی اور صلالت عذاب جسم ہو گا۔ ان میں اہل کتاب یہودی اور عیشائی بھی شامل ہیں۔ جنہوں نے دین اسلام کو دل سے نہیں مسلم کیا اور اپنی بات پر مجھے رہے۔ یہ بدترین مخلوق ہو گئی اللہ کی۔ نیک پارسا اور مستقی لوگ ایمان والے ہی اللہ کی پسندیدہ قوم اور بہترین اللہ کی مخلوق ثابت ہوتی ہیں۔ ان کے لئے اچھا بدله اور صلہ اور جنت کے انعامات ہیں۔ انہیں حضرت کے باغوں میں بہتے چشمول میں رکھا جائیکا جنت عدن جہاں ہے۔ جہاں ہمیشہ ہمیشہ کی

زندگی اور ابدی راحت ہوگی۔

اللہ ان سے راضی ہوا اور یہ اللہ کے پسندیدہ راضی بندے ہوئے ہیں۔ یہ صدھ ہے ان لوگوں کیلئے جو اللہ کا ذر خوف ہر وقت دل میں رکھتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِذَا زَلَّتِ الْأَرْضُ زَلَّتِ الْحَاءُ وَ اخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَنْقَالَهَا

نمبر ۹۹۔ سورہ الزلزال۔

جب قیامت واقع ہوگی تو زمین میں زلزلہ آئیگا اور زمین چاروں طرف سے ہلا迪 جائیگی تاکہ اس کے اندر کی ساری لامائیں ذخیرے باہر نکل آئیں اور وہ بالکل اندر سے خالی کر دیا جائیگی۔ کچھ بھی باقی نہیں بچے گا۔ اپنا سارا بوجہ اندر کا حوالے کر دیگی۔ اس دن حیران و چریشان انسان بچے گا یہ کیا ہوگیا ہے؟ کیا قیامت آگئی اور قیامت کی خبر چاروں طرف پھیلاوی جائیگی۔ یہ اللہ کا وعدہ تھا اللہ کا حکم تھا کہ ایک دن قیامت کا مقرر کر دیا گیا ہے۔ قبروں کے مردے دوبارہ جی اٹھیں گے اور اپنی اپنی جماعت کی ٹولیوں میں جو مختلف جرام و آلے تھے ایک جگہ اکٹھا کر کے لائے جائیں گے۔ وہ شب اپنے اپنے اعمال نامے اور کرتوت جو انہوں نے اپنی دنیا کی زندگی میں کئے تھے وہ شب ثبوت کے ساتھ دکھلانے جائیں گے۔ ایک ایک نیکی اور بدھی کا وزن ہو گا اور ان کا شمار ہو گا ناصافی کی ساتھ نہیں ہوگی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْعَادِيَاتِ صَبَّاجًاٰ فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًاٰ فَالْمُغْرِيَاتِ صَبَّاجًاٰ

نمبر ۱۰۰۔ سورہ والعادیات

سچار سارے سورے اپے ہلتے ہیں ایتھر کے لئے اور، یہ رے اسارے پر دن پر پڑے
رُلھکتے مز سے بہت بہت چھاگ نکالتے اور آوازیں نکالتے اپنے سوون کی شوکر سے گرد و عبار
بکھیرتے، سوون کی نعل کی رگڑے پتھر سے ٹھوکر کر کر چھکاریاں جاتے معرکہ حق و باطل
میں مجادلوں کے ساتھ اپنی بھی جان لڑا دیتے ہیں۔ یہ تو ایک حیوان ایک گھوڑے کی مثال
ہے۔ یہ وفادار گھوڑے اپنے مالک کے حکم پر اپنی جان دیدیتے اور اپناست کجھ نثار کر دیتے،
اسلئے کہ وہ ان کا مالک ہے آقا ہے۔ کھانے کو دانہ گھاس دیتا ہے، سردمی و گرمی سے بجائے
کے لئے چھت کا سہارا دیتا ہے۔ پانی پلاتتا ہے اور ان کو چین سے حفاظت و لامان سے رکھتا
ہے۔ اس جانور کی مثال کو سامنے رکھو۔ انسان کو ذرا دیکھو وہ اپنے آکا مالک و خالق، رازق،
الرحمان اور الرحیم کا قدر وفادار ہے۔ تابعد اہم و اطاعت گذار ہے۔ اس کے حکم پر چلنے والا
ہے؟ دونوں میں انسان اور حیوان ہونے کا فرق ہے۔ انسان احترف اعلیٰ اور افضل ہے مگر
اس کے سارے کام اسفل الافلمیں کے اور نافرمانی و سرکشی و بغاوت کے انکار کے۔ جب کہ
گھوڑا حیوان ارذل تخلوق گھاس کھانیوالا ہے اس کے کام میں اعلیٰ فرانس کی اداسیگی میں وہ پیدا
ہے۔ حق نک علکی میں سجا ہے۔ وفاداری اور اطاعت تابعداری میں اول اور جان قربان
کر دینے والا ہے۔ ان دو مثالوں میں غور کرو۔ سوچو!

انسان اپنی فطرت میں رب کا ناشکرا، نافرمان اور بھولنے والا ہے۔ اللہ اس کے ہر عمل
کو دیکھتا اور اسکی ہر بات ستارہتا ہے۔ اس کو صرف مال جمع کرنے اور مال کھانے کی فکر دن
رات ہوتی رہتی ہے۔ حلال حرام جائز ناجائز ہر طریقے سے کھاتا اور کھاتا ہے۔ مال کی محبت اور
دنیا سے رغبت میں اللہ اور اس کے احسانات کو بھول گیا ہے۔ اللہ کا ناشکرا اور نافرمان ہو گیا
ہے۔ زندگی بہت تھوڑی ملی ہے۔ وہ بہت کچھ دنیا داری روپیہ پیسہ کھاتے اور دوسروں کے
حقوق چھین لینے میں اور سرکشی و نافرمانی میں گذاری ہے۔ جب وقت پورا ہو گیا تو ناکام و
نامرد دنیا سے رخصت ہو گیا۔ قبر کی تاریکی و خشت میں جب آنکھ کھلی قبر کے منکر و نکھیر کے
سوالات ہوئے تو سمجھرا گیا۔ بہبیت و خوف میں زبان نک نہ کھلی جواب کیا دیتے۔ کیا تھا اور کیا
کھما کر ساتھ لے گئے تھے۔ کچھ پاس نہ تھا۔ نہ تو شہ آخرت اور نہ زادراہ سفر۔ آدمی کو جاہینے کے
زندگی سے فائدہ اٹھائے۔ قرآن کی نصیحت و بدایت رہنمائی میں وقت گذارے۔ ہر وقت
اپنی موت کو یاد رکھے کہ ایک دن مرنا ضرور ہے۔ اللہ کے پاس جانا ضروری ہے۔ اس کے
لئے اسی دنیا سے سب کچھ کھا کر ساتھ لیجانا ہے۔ دنیا میں رہتے ہوئے آخرت سنوارنا ہے۔
آخرت کی فکر کرنا ضروری ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

القارعة ۰ مَا الْقَارِعَةُ ۰ وَمَا أُولَٰئِكَ مَا الْقَارِعَةُ ۰

نمبر ۱۰۱۔ سورہ القارعہ -

وہ لکھرنا فے والی اور زور و شور مجا کر آندھی اور طوفان بن کر لوگوں کے قدم دھکانیوالی۔
قیامت کی ہوا میں قیامت کے آئے کی خبر دیگی اور اس روز قبروں کے مردے زندہ ہو کر
حضرات الارض کیڑے مکوڑوں پروانوں کے غول کی طرح میدانِ حشر میں جمع کئے
جائیں گے۔ پہاڑ روئی کے گائے کی طرح نرم اور رینہ رینہ ہو کر ان ہواویں میں منتشر ہو جائیں
گے۔ لوگوں کو ان کے اعمال نامے دھانے جائیں گے۔ ان کا وزن اللہ کی حدالت سیز ان پر
ہو گا۔ جس کا وزن زیادہ ہو گا اسکی نیکیاں بھی اُسی قدر زیادہ ہوں گی۔ جس کا حکم وزن ہو گا وہ مارا
جائیگا۔ اس کا ممکانہ دوزخ ہو گا۔ دوزخ کیا ہے ماہیہ نام ہے اس کا۔ ماہیہ جانتے ہو کیا ہے اگل
دھنکتی ہوئی شعلہ بر ساتی ہوئی، بگولا سرخ سائیں سائیں کرتی ہوئی اگل۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الْحُكْمُ لِلّٰهِ أَكْثَرٌ ۰ حَتَّىٰ زَرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۰ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۰

نمبر ۱۰۲۔ سورہ الشکار۔

ہلاک ہو گئے خود برد ہو گئے دنیا کے عیش اور نفس کی ترغیبات اور لذتوں میں۔ نفس
کی خواہیات کثرت نے مارا اور بڑی بیداری سے مارا۔ صحت و تندستی بریاد ہوئی اور دکھ
بیماریوں نے جگہ پائی۔ زندگی جنت بنانے کے لئے دی کئی تھی اسکو دوزخ اور جسم بنالیا تا
اور زندگی گھشتی رہی۔ عیش اور عیشت نے ذرا خبر ہوئے تک نہ دی۔ جو کچھ اپنا کھایا ہوا
جس کو کھانا کیا تو اس کا جنم بھی مچھن، لاتھا۔ حرث و طمع لکھ

حود عرصی کا جو پھر پاس حاصل تھا۔ لوگوں نے وصول رکیا۔ ہاتے! اُنہوں نے ہلاکت میں۔ ذلت و خواری میں سب چھوڑ دیئے۔ اب موت انتظار میں گھاٹ لگائے بیشی ہے اور کہہ رہی ہے کہ اب چلنا ہے۔

قبر انتظار میں ہے۔ جہاں جا کر ہی معلوم ہو گا کہ عذاب کیا ہوتا ہے۔ قبر کے منکروں نے تیر کیا کیا پوچھیں گے۔ کاش! یہ علم اور معلومات یقین کی حد تک پہلے سے حاصل ہوتے تو آج یہ بد فتنہ دن موت کا یوں نہ گذرتا ہوتا۔ یہ خوف و در موت کا اور یہ تہائی موت کی ساتھ نہ ہوتی۔ آج معلوم ہوا کہ بیوی اور پیپے مال دولت کچھ کام نہ آئیں گے اور نہ ساتھ کی کے ہونگے۔ حال ہاتھ کفن میں باعث باندھ کر جانا ہے اگر معلوم ہو جاتا تو کچھ تیاری کر لیتے۔ غفرت مسافی بخش ہی موت سے پہلے اللہ سے گھٹکڑا کر رورو کر مانگ لیتے۔ اب کیا ہو گا۔ قبر کا عذاب آخرت کی پہلی سرزل ہے اور پھر آخرت یوم القيامت، اور یوم الساب کا، دوزخ کا عذاب، اگل جنم کیا معلوم نہ تما کہ آخرت میں زندگی کی پر ہر نعمت کا سوال ہو گا۔ دولت کہاں سے اکریں کی تھی اور کہاں خرچ کیا تھا۔ جوانی کی طرح گذاری اور کہاں برپا دکی۔ اللہ کا شکر ادا کیوں نہ کیا تا جب کہ ہر نعمت ملی ہوئی تھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْعَصْرُ^۱ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُرُّ^۲ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلَاتَ

نمبر ۳۵۰۔ سورہ العصر۔

یہ زمانہ مقابیہ اور مبایقت کا ہے۔ یہ دنیا انقلاب و تغیرات کا سیلاب ہے۔ ہر دور گھائی کا سودا ہے۔ زمانہ دور تما آگے بڑھتے رہتا ہے۔ زمانہ کدم ہو یا جدید، وہ وقت اور فاصلے لہنی گردشون کے طے کرتا ہوا آگے کی طرف جاتا رہتا ہے۔ انسان ہر دور اور ہر زمانے میں وہی آدم اور وہی آدم کی اولاد ہے۔ جس کا علم یقین ایمان اللہ کی توحید پر اور عقیدہ آخرت پر قائم رہا ہے۔ اور اپنے صلح نیک عمل کرتا رہا ہے۔ انسان کو قوموں کے عروج و زوال کی تاریخ قرآن سناتا ہے۔ جو عبرت کے سبق ہیں۔ ان کے انجام اور ہلاکت کے قصے سناتا

ہے اور اسکا نتیجہ اُن کی جگہ ہے۔ وہ شخص نقصان اکھایا جس نے غفلت، سُستی اور کامیابی، دکھانی اور بُدایت و نصیحت قرآن سے دور رہا اور اسکو نہ پرکھا اور نہ اس پر عمل کیا۔ زندگی کا حاصل صبر ہے۔ ضبط و تحمل و برداشت سے آگے بڑھنا ہے۔ اللہ پر توکل اور نماز سے سہارا لیتے رہنا ہے۔ حق پر رہنا ہے اور حق کی صمایت اور حق کی خواہی دیتے رہنا ہے۔ اللہ کی مدد اس کے لئے ہو گی۔

یہ دنیا تغیرات زنا نہ کے سیالب میں بہہ رہی ہے۔ ایک زنا نہ کذرتا ہے تو ماضی اسکی جگہ لے لیتا ہے اور یاد گار بن جاتا ہے۔ اس میں عبرت کے سبق ہوتے ہیں۔ حال موقع فرامہ کرتا ہے کہ ماضی سے شبن لے کر حال کو درست کریں تاکہ آخرت آنسو والی سُدھر جائے۔ اگر زنا نہ کے ساتھ ماتھ انسان بھی بہتارے تو خارے میں جلا جائیگا۔ اس کے اندر بہت سی خوبیاں اور نیک صفت صلاحیتیں ہیں جو ورشہ میں لے کر آیا ہے۔ علم سے اسکو جلا بنشنا اور علم سے فائدہ اٹھانا ہے۔ اگر وہ بھی آخرت کے لئے کچھ کر جائے، اعمال صالح اختیار کر لے۔ قرآن سے روزانہ نصیحت بُدایت اسکو ملتی رہے تو قدم قدم پر رباني الہام سے اچھی نیک توفیق سے کھیض پاتا رہیگا اور دوسروں کو بھی فیضیاب کرتا رہیگا۔ دین حق ہے۔ قرآن کلمہ الحق ہے۔ زندگی کلکتِ القوی ہے۔ صبر منزہوں کا وہ راستہ ہے جو ہستے سے اللہ کے سہارے طے ہوتا ہے۔ حق اور صبر جب دونوں ایک جگہ ہو جاتے ہیں تو وہ مسلمان مثالی بن جاتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيْلٌ لِكُلِّ هَمْرَةِ الْرَّوْدَةِ ۝ الَّذِي جَمَعَ مَا لَوْ عُدْدَهُ ۝

نمبر ۱۰۳ سورہ الحمزہ۔

ہائے افسوس! انسان کی کم فہمی اور نفس کی خرابیوں میں بیکار ہنے والوں کے لئے یہ ایک تنبیہ ہے۔ انسان کے اندر چھوٹی چھوٹی کمزوریاں ہوتی ہیں جو اسکو گار و بار حیات میں

رنگر نہیں آتیں۔ لیکن وہ معاشرے میں فاد و فتنہ پیدا کرتی رہتی ہیں۔ دلوں میں بغض، حسد، لعن و طعن، اور عیوب کو پھیلاتی رہتی ہیں۔ ایک مُونَم اور مسلمان کو انسانیت کا، اخلاق و کردار کا مکمل نمونہ ہوتا چاہیے اور ان چھوٹی چھوٹی کھنزوریوں پر نظر رکھنا ہے اور ان کو چھوڑنا ہے۔ دیبا کی حلقت، حرص، دولت کھانے اور دولت جمع کرنے کو لوگوں نے اپنی زندگی کا حاصل سمجھا ہوا ہے۔ ساری زندگی اسی حرص اور طلب میں گذرا گئی۔ مرتبہ وقت کچھ ہاتھ نہ آیا۔ کہایا جمایا ہوا دوسروں نے اسکالیا اور خرچ کر لیا۔ اعمالِ مرزاوے کے لئے اور سرزا مرزاوے کے لئے نامزد ہو گئی۔ کیا لایا روز قیامت میں جواب دہی اسکو کرنی ہے۔ حلال و حرام جائز اور ناجائز کا ثبوت دنا ہوگا اور پھر حاصل کچھ نہیں ہوگا۔ دوزخ کی آگ چاروں طرف سے پیش لے گی۔ انجام آگ ہی میں جانا مرنا جینا اور پھر مرتے رہنا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَكْمَلُ تَرْكِيْفٍ فَعَلَ رَبُّكَ بَاَصْحَابِ الْفِيلِ ۝ اَكْمَلَ يَجْعَلُ كَيْدُهُمْ.....

نمبر ۱۰۵۔ سورہ الفیل۔

کیا لوگوں نے اور شرکت کے سرداروں نے اپنی آنکھوں سے نہیں دکھلایا کہ پاٹیوں کی زبردست طاقت والی فوج کا کیا انعام ہوا۔ جب وہ اللہ کے گھر خانہ کو ڈھانے کے ارادے سے نکلا تھا یاد رکھو یہ اللہ کا گھر ہے جو مالک کائنات زمین اور آسمان ہے۔ اس گھر کی حفاظت اس کے ذمے ہے جو کوئی آئندہ اور کسی اس بات کی جرأت یا خیال نہک اپنے ذہن میں لے لئے سکا کہ وہ اس شر اُس کا سکون خراب کر لیا یا یہاں بُرائی بدکاری، بد انسی اور فاد کی ریت اور ارادتے سے آئے گا وہ ہلاک کر دیا جائے گا۔ بالکل اسی طرح جس طرح باقی والوں کی فوج کا انعام ہوا تھا۔

اللہ کی قدرت اور رحمت اس گھر کی محافظت ہے۔ اللہ کے پرندے طیور و حیوں اور ابامیل اللہ کے حکم کے پابند ہیں۔ وہ آسانوں سے تباہی لا کر تھیں نہیں کر دیں گے اور جس نماگ کھتیں گے۔ شرکت کا تھدی اور احترام ضروری ہے۔ اسکی میقات حدود مقرر کر دی

گئی ہیں۔ کوئی نبی اور ناپاک اس طرف کا رخ نہ کرے۔ یہ جگہ قطع زمین پر مشعر المرام بنادی گئی ہے جس کا احترام ہر حالت میں ہوگا۔

لِتَعْلَمَ أَيُّهُمْ أَنْجَاهُ الْجَنَاحَيْنِ

الْأَيْمَنُ قَرِيشٌ ۝ مَلْفُومٌ رَحْلَةُ الْشَّاءِ وَالصَّيفِ ۝

نمبر ۱۰۶۔ سورہ قریش۔

اہل مکہ اور خصوصاً قریش کے قبائل کے لئے موسم کی شدت کے تغیرات نے ان کے سفر اور تجارت کے قافلوں کی مشکلات کی سزا توں میں انہیں کیسا دشوار گذار بنادیا تھا۔ سنت رکمی کا موسم تھا۔ اللہ کی رحمت اور مشیت نے کس کو مرکز عبادت بنادیا تھا۔ زمرہ مکہ کا کنوں تھا، ریگستان بے آب و گیاہ میں ان کی پیاس کی شدت اور قافلوں کی ضرورت کو آسان بنادیا گیا تھا۔ مرکز عبادت سوداگروں کے قافلوں کی مُسْرِزل قیام بن گئی۔ قافلے یہاں اترے اور شہر نے لکتے اللہ نے پانی زمین سے اور آسان سے بارش سے غذا کی ضروریات اور انہاں کے حیوانوں کے لئے چارہ گھاس پھونس کھجور کے درخت لذید پھل ان کو کھانے کو دیے۔ اور بھوک اور پیاس کا سماں کر دیا گیا۔ پھر شہر مکہ کو امن و عافیت ملکوں و رحث مرکز عبادت کی جگہ بنائے جیں، ملکوں و آرام و اطمینان بخشنا۔ ان سب تعزیتوں کے باوجود کیا وہ اللہ کی توحید و رسالت پر ایمان بالغیت نہیں لائیں گے؟ اللہ کو واحد اور اللہ الصمد نہیں تسلیم کیں گے؟ اللہ کے ٹھکر گذار بندے نہیں بن جائیں گے؟

مکہ کے اطراف فارس اور روم والے اپنی پسی قوت و طاقت سے ایک دوسرے کو زندہ و زبرد کر رہے تھے۔ بیت میں عیاشیوں کے گور نے قصر ایت کی تبلیغ و اشاعت میں قوت اور طاقت آذنا رہے تھے۔ اور درمیان میں اہل مکہ امن و عافیت کی پر ملکوں جگہ میں سارے ہنگاموں سے بے خبر اور بے گلر پسی امن و عافیت جیں کی زندگی گذار رہے تھے۔ کیا یہ ان پر اللہ کا کرم و احسان نہیں کہ ان حکم کے بخارتی قافلے سردویوں میں مشرق کی طرف اور گریبوں کے موسم میں مغرب کی طرف خلکی کے راستوں سے پر امن گذار رہے تھے۔ کسی نے ان کی طرف

اُرْثتَ الدِّنِي حَيْكَلَتْ بَالدِّينِ ۝ فَذَالَّكَ الَّذِي يَدْعُ اِلْتِسِيمُ

نُبُرَے ۱۰۔ سورہ الماعون۔

جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ دین اور مذہب کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ نیکی اور بدی کا کہیں کوئی فیصلہ نہیں ہونیوالا اور نہ قیامت کبھی آئیوالی ہے۔ ان جھٹلائے والے اور انکار کرنیوالے لوگوں کا انجام اسی دنیا میں دیکھنا۔ آخرت تو اس سے زیادہ عذاب کی ہوگی۔ دین کی حقیقت کیا ہے۔ اللہ کا ذرخوف رکھنا اور اسکی اطاعت اور بندگی کرتے رہنا ہے۔ یہ حقوق اللہ ہے۔ اللہ کا حق ہے۔ کہ خالق اسکی بندگی کریں۔ دوسرا حقوق العباد ہے۔ انسانوں کا حق انسانوں پر۔ خصوصاً بے سہارا اور غربت، یتیم جن کے سہارے اس دنیا میں نہ ہوں۔ بیوہ اور مسکین و محتاج ان کی خبر گیری ان کی مالی مدد کرنا۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ یہی شب کچھ دین ہے۔ مذہب کی اچھی اچھی باتیں ہیں۔ اسی کا نام دین ہے اسلام ہے۔ جو یہ سکھاتا ہے۔ صرف نمازوں پڑھنا پرانج اوقات کی پابندی کرنا اور باقی چیزوں کو چھوڑنا اور جو جئیں آئے کر گذرنا یہ دین نہیں ہے۔ دن تو پورا پورا اسلام میں اور اسلامی زندگی کے طریقوں کو قبول کرنے اور عمل کرنے کا نام ہے۔ نماز کا جب کہیں ذکر ہو تو زکوٰۃ کا ذکر بھی ساتھ ساتھ آیا ہے یعنی نماز اور زکوٰۃ دونوں لازمی ہیں۔ نماز اللہ کا حق ہے زکوٰۃ حقوق العباد، غربت، غریا، مسکینوں، یتیموں اور مُقللوں کا حق ہے۔ زکوٰۃ کے آٹھ مددات ہیں۔ جہاں زکوٰۃ خرچ رکھا تیکی اس کی فہرست سورہ العِرَان میں گناہی کی ہے۔ نماز اور زکوٰۃ دونوں بڑی اہم ریاستیں ہیں۔ اس کے بعد صدقہ و خیرات آتے ہیں۔ لبنتی کھانی میں دوسرا ہے مستحقین کا حق بھی شامل رکھو۔ لوگوں کو دیتے رہا کرو۔ ان کی ضرورتوں میں ان کا ہاتھ بٹاؤ۔ بعض اوقات معمولی معمولی چیزوں کو برتنے اور استعمال کرنے کی چیزوں کی ایک دوسرے کو ضرورت ہوتی ہے وہ وقت ضرورت لوگوں کو ضرور دیا کرو۔ ان کی ہر طرح مدد کرو۔ بعض لوگ پڑوس میں ضرورت مندوں کو نہ ک۔ آٹھا۔ پانی وقت ضرورت مانگنے پر نہیں دیتے۔ یہ اسلامی کھانی چارہ کے خلاف ہے۔ اگر لوگوں کی معمولی معمولی ضرورت پورا کرنے سے ایک مسلمان دنی

بُهانی کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے تو انسانی سُمُّ دردی دوستی میں اس کو کرتے رہنا ہے، تاکہ دوستی محبت و علقات استوار ہوں۔ اور معاشرہ اُن و سلاستی سکون اور محبت کی جگہ بن جائے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ رَأْنَا أَعْطِينَاكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْخُرُ ۝

نمبر ۱۰۸ - سورہ الکوثر -

کوثر کے معنی خیر کشیر کے ہیں۔ خیر کشیر میں دنیا اور دنیا دونوں جگہ کی بہترین معمتوں کا حاصل ہو جانا ہے۔ اللہ کے رسول سے سورہ والصفی ۹۲ ویں سورت کی آیت ۵ میں وعدہ فرمایا گیا ہے کہ (اللہ تعالیٰ تم کو آگے عطا کرے گا اسی نعمت جو تم راضی اور خوش ہو جاؤ گے جو دنیا اور آخرت دونوں جگہ کام آئیوالی نعمت ہے) اس سورت میں اس کا ذکر ہے۔ وہ حوض کوثر ہے۔ حوض کوثر کا ذکر احادیث میں بھی آیا ہے۔ کہ جنت کی نیزہ سکتبیل ہے اس سے ایک نیزہ مدینہ میں نکالی جائیگی۔ اس کنوں میں سے جس کنوں سے اللہ کے رسول کی چپتی بیٹی بی بی فاطمہ پانی بھرا کرتی تھیں۔ اللہ کے رسول نے کوئی خادمہ یا والوند میں ان کو مال رفتے سے نہیں دی تھی۔ جب خیر قبح ہوا تھا۔ بی بی فاطمہ کی خواہش بھی تھی کہ گھر کی ضرورت کا ہانی وہ خود مسجد نبوی کے صحن کے کنوں سے اکلنی نکالا کرتی تھیں اور ان کے ہاتھوں میں گھٹے آگئے تھے۔ اللہ نے ان کے صبر کو قبول کیا۔ اللہ کے رسول کو انعام میں حوض کوثر عطا کیا۔ جو بی بی فاطمہ کے کنوں سے ابٹے گا۔ یہ حوض کوثر میدان خر کی گرمی کی شدت میں اُسی موصوں کو پیاس میں اس کنوں سے پلاٹے گا یہ روز قیامت اور آخرت کا انعام ہے۔

اسے اللہ کے حبیب اس بہترین انعام پر تم اللہ کا شکریہ ادا کرو۔ اس کا بہترین طریقہ اللہ کا ذکر، اللہ کی یاد، نمازوں کا پڑھتے رہنا، اللہ سے قرب اور نزدیکی اختیار کرنا، اور قربانی دے کر خوشی اور شکر کا عملی مظاہرہ کرنا اللہ تعالیٰ کا بہترین انعام ہے۔ یہ حوض کوثر ہمیشہ جاری رہیگا۔ روحانی اور معنوی دونوں حیثیتوں میں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی یہ انعام تھا اس کا اپنے آخری رسول کے لئے تحفہ ہے۔ میدان خسر میں کامیاب آئیوالوں کے لئے

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے سب سے پہلے نبی امام الانبیاء کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہم کو مکہ میں آپ رَمَضَم کا انعام دیا تھا کہ وہ پہلا انعام تھا۔ دنیا والوں کے لئے اور ہر اس شخص کے لئے جو وہاں اللہ کے گھر کے طواف اور عبادت کے لئے وہاں آئیں اور اس رَمَضَم سے شیراب ہو گا اور تینی حیات اور تینی صحت زندگی کی فرحت پائیں گا۔

اللہ اپنی نعمتوں سے اپنے ہر مومن بندے کو نوازتا ضرور ہے لیکن ہم ان نعمتوں کی نقد کرتے ہیں اور نہ اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اللہ نے نعمتوں پر شکر ادا کرنے والوں سے وحدہ کیا ہوا ہے کہ نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہو گے تو اور زیادہ نعمتوں عطا کرے گا اس کا طریقہ نماز، زکوٰۃ، روزہ، نماز شکرانہ، ذکر و تسبیح، شناور اور حمد صبح و شام اللہ کو یاد کرنا ہے۔

دِسْتِمْرُ الدِّينِ الْجَنِيْنِ

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا إِعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ وَلَا أَنْتُمْ

نمبر ۱۰۹ - سورہ الکافروں۔

کافروں سے جو دن اسلام کو نہ اللہ کا دن مانتے ہیں اور نہ اس کو قبول کرتے ہیں ان سے دور ہو جاؤ۔ اللگ ہو جاؤ۔ وہ مومنوں کے مسلمانوں کے بھائی نہیں ہو سکتے اور نہ ان سے دُوستی و تعلق استوار رکھو۔ وہ تمہارے کسی کام نہ آئیں گے۔ تم کے دشمنی کریں گے۔ ان سے کہدو کہ تمہارا راستہ اللگ ہے اور ہمارا دن کاراستہ، اسلام، کفر و شرک سے اللگ ہے۔ توحید اور رَسَالت پر ہٹ کر کوئی اور طریقہ منصب جسمیں خدا کی عبادت نہیں وہ مسلمان قبول نہیں کریں گا۔ کفر اور شرک کرنے والوں کو اللہ کبھی مُحافَف نہیں کریں گا۔ یہ دن اسلام بالکل انوکھا اور مثالی دن ہے۔ مکملۃ الحق کی بات کرتا ہے سچا دن ہے۔ انسان کو خدا کے قریب لانا ہے۔ اللہ اور بندہ کا رشتہ مسبوٰط قائم رکھتا ہے۔ مالک کا تعلق اس کے بندہ سے جوڑتا ہے۔

یعنی وہ خاص بات تھی دن اسلام کی کہ دنیا کے چھ بڑے مذاہب کی موجودگی میں لوگوں کی تسلی اور تشفی نہیں ہو رہی تھی کہ ان مذاہب اور ادیان میں کوئی دین حق ہے اور مجھ کے کو قسوا کر رہا کہ کوچھو ہر یوں عقائد ہیں، اختلاف ہو رہا ہے۔ حَسَب اسلام آتا

دین من متن لو بتائے سکھائے لے لے کے کہ اسلام ایک اللہ کی عبادت رئے کا نام ہے۔ یہی حق ہے اور یہی حق ہے۔ لمبداً ایک خدا کی بندگی کرنے اور سکھانے والا دین اسلام ہے جو دین خدا کی توحید اور رسالت کی نعمتی کرتا ہے وہ دین نہیں ہے وہ مذہب ہے طریقہ اور مسلک ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَأْيَتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ ...

نمبر ۱۱۰ - سورہ النصر-

اعلان نبوت ۶۱۰ء میں انسانی زندگی کا ایک عظیم انقلاب تھا۔ اللہ کے رسول کے ذمے اللہ تعالیٰ نے چار کام لگائے تھے۔ تکوٰت آیات، تزکیہ نفس، معلم کتاب اور تعلیم حکمت یہ بنیادی فرانض ہونپے گئے اور تبلیغ کے کام نے تیرہ سالوں میں قلب و ذہن کو بدل کر رکھ دیا۔ لا اور اللہ کا فرق لوگوں کو سمجھا دینا تھا ان کے ذہنوں کو خدا کی طرف رجوع کر دینا تھا۔ یہ تحریک آسمانوں سے نازل کی گئی تھی۔ اللہ کے رسول کے طریقہ نے لوگوں کے دلوں کے اندر ایک ذہنی انقلاب برپا کر دیا جس کی اوپر سے سند قبولیت عطا ہوئی۔ آنکھ لکھم دیکھم اور پھر پروانہ واپسی کا سامنہ ۶۲۳ء میں بھیجا گیا۔

اسے اللہ کے صیب اب تھا را کام اور تبلیغی شش پورا کر کے تم نے دکھادیا ہے البتہ تم سے راضی اور تھا رے کام سے خوش ہوا۔ اب تم تیاری کرو ہمارے پاس آنے کی اور آجائو۔ (اذَا جَاءَ) اور جب آنے لگو تو آنے سے پہلے اپنی عفو و بخشش دو گذر اور مغفرت طلب کرتے ہوئے آنا (فَسَعِّيْ بِمُحَمَّدٍ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرَهُ اَنَّهُ كَانَ تَوَابًا)۔

اللہ کے رسول نے اپنی پوری پوری تیاریاں کر لیں۔ سب حساب و کتاب و نیا و الوت کا صاف و ستمرا کر دیا۔ صبح و شام انتہے بیٹھنے ہر وقت استغفار۔ مغفرت و بخشش کے لئے پڑھتے ذکر و تسبیح زیادہ ہوئے لگی تھی۔ مرض الموت کا احساس ہوئے لگا تو اپنے یار غار کو سب باتیں سمجھادیں۔ جست مصلیقیج میں زیادہ جانے لگے تھے۔ سابقوں الالوں اور اصحاب مومنین اور صحابہ کی قبروں پر فلاح خوانی کرتے اور ان کے لئے مغفرت و بخشش کی دعائیں کرتے کہ انہوں نے

زندگی میں ان کا بھر پور ساتھ دیا اور تعاون رکھا تھا۔

جب مسجد نبوی میں اپنا آخری طبے دیا تو صحابہ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ جنگ اُحد کے شہیدوں کیلئے دعائیں کیں اور دیگر مر نیوالوں کی مغفرت کی دعائیں کیں۔ اور اپنے صحابہ کی تعریفیں کیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت اور دوستی اور رفاقت کو سُر اپا۔ پھر عام لوگوں سے مخاطب ہوئے ان کی تعریف کی اور مسلمانوں کو حق دیا کہ وہ اللہ کے رسول سے اپنا اپنا حق آکر بر سر میر طلب کر لیں۔ اور نے لیں یا اللہ کے رسول کو معاف کر دیں۔

فرمایا میرے بعد قبر پرستی ہرگز کرنا جو موم درپیش ہے اسکو اُدھوراً مات چھوڑو۔

پیغمبر ۱۲ اربعین الاول ۲۵ تاریخ ۱۱ ھجری مطابق ۳۲۴ عیسوی اللہ کے رسول کی زبان رُخت پر آخری الفاظ تھے۔ نہیں۔ لیکن۔ "مع الرفیع الاعلی اللسم فی الرفیع الاعلی" کہہ تاریخ ولادت ۵۶۹ عیسوی ۱۲۰ اپریل مطابق ۹ ربیع الاول اللہ کے رسول کی وفات کے بعد رسول اللہ کی سیرت طیبہ احادیث نبوی لورہ آن ہماری حدایت اور رسمائی کرتے رہیں گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَسْتَ يَدَ ابْنِي لَهُبَ وَ تَبَّهْ مَا أَغْنَى عَنْهُ مَاهَةٌ وَ مَا كَبَ طَ

نمبر ۱۱۱۔ سورہ الحب

ابولہب حضور ملکیتہم کے حقیقی چچا تھے ان کا اصلی نام عبد العزیز بن عبد الملک تھا۔ جو اللہ کے رسول کے دادا تھے۔ ان کے انتقال کے بعد حضور ملکیتہم ابولہب کی سرپرستی میں آگئے۔ اللہ کے حضور نے ابتداء و تھی کے حکم کے مطابق اپنے خاندان والوں، رشتہ داروں عزیزوں کو کوہ صفا پر بلایا اور اعلان نبوت کا پیغام پہنچا دیا تھا تو ابولہب بہت خطا ہوئے انہیں برا بھلا کھا اور جمیع کو اپنی سرپرستی سے نکال دیا کہ وہ ان کے عقائد رسم و رواج اور بآپ وادا کے مذہب کے خلاف دیوارے پن کی حرکتیں کر رہا ہے۔ اس واقعہ کے بعد ان کی دشنی اور عداوت میں اضافہ ہوتا گیا۔ حضرت عبد اللہ کا یتیم اب ابولہب سے کر حضرت ابوطالب کے سمجھ آگئے جنکی سرپرستی کے سوا، کو حاصل رہی، اور ان

کی حمایت میں وہ رسول رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ابوہبیث کو ان کے عمل اور ظلم و زیادتی کے سبب اپنے حساب میں رکھا۔ چونکہ وہ قریش کے سردار کے بیٹے اور قبیلے کے سردار تھے ان کا اثر و سورخ اور ان کی سرداری نے اللہ کے رسول کو بہت پریشان رکھا تھا۔ لوگوں نے بھی دل کھوں کرستا یا۔ ابوہبیث سے زیادہ ان کی بیوی ام جمل بھی ان کی مخالف ہو گئی تھی۔ راستے میں غلطیت گندگی اور کانتے بخیرتی تھی، اللہ کے رسول کو کسی نہ کسی طرح بد نام اور پریشان کرتی، پھر پیشکشی اور گالی گلوچ کرتی رہتی تھی۔

یہ سورت ان دونوں میاں بیوی پر اللہ کے حساب کا نزول ہے۔ دونوں کے دنیاوی انجام کی خبر دی گئی ہے۔ عنقریب وہ رسول اور بد نام ہوئے گے اور برپا ہو جائیں گے۔ قرآن کی پیشگوئی صحیح ثابت ہوئی دونوں کا عبرت ناک انجام کر والوں نے دیکھا۔

حق کے خلاف جس نے بھی آواز اٹھائی اور حق کی مقابلت کی اور حق کا راستہ روکا وہ نامرد اور ناکام ہوا۔ اللہ نے کبھی اس کو معاف نہیں کیا اسکو دیا ہی میں عبرت ناک سرزادی اور وہ رسول ہوا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ^۱ وَلَا إِلَهَ مِثْلُهُ^۲ هُوَ الْعَزِيزُ^۳ وَهُوَ الرَّحِيمُ^۴

نمبر ۱۱۲۔ سورہ اخلاص۔

اللہ تعالیٰ خود اپنا آپ تعارف کروارتا ہے۔ کہ وہ بالکل اکیلا ہے۔ واحد ہے۔ اور یکتا ہے۔ الوت ہے۔ وہ اسکو کہتے ہیں جس کے مقابل کوئی دوسرا اس جیسا نہ ہو۔ اکیلا، انوکھا۔ واحد کی تعریف میں ہے۔ اللہ کی دوسری خصوصیت الصمد ہے۔ وہ بنے نیاز ہے۔ ساری مخلوق اللہ کی نیاز مند محتاج اور ضرورت مند ہے۔ خالق اور رب کائنات اکیلا وہ اللہ ہے۔ اللہ اکیلا ہے۔ واحد ہے۔ خیر کا خالق ہے۔ سارے اچھے صفات اور اچھے نام اللہ کے لئے ہیں۔ وہ

الذات، سُتی کا تصور قدیم سے چلا آرہا تھا۔ لوگوں نے اللہ سے متعلق عجیب عجیب تصورات فائِم کرنے تھے اور ان کو پوچھنے لگے تھے۔ کہ یہ ان کا خدا ہے۔ لیکن یقین و ایمان ہر وقت متزلزل ہو جاتا تھا۔ جب ان کا شک و شہر صحیح ثابت ہو جاتا۔ پھر وہ حق کی تلاش میں دوسرا خدا بنایتے تھے۔ اس طرح عقائد ہمیشہ بدلتے گے۔ خدا کا تصور کبھی مندروں میں پہنچا۔ کبھی صلوٰات میں گیا اور کبھی گرجا گھر والی کی تصوروں میں جگہ پایا۔ ایک ہر جانی کی خاطر دینکو کتنے گھر رہتے۔ مسجدیں لا جھوپ بُنیں اور سینکڑوں مندر بنے لیکن خدا کا کہیں بھی پستہ نہ لگا کہ وہ کہاں ہے۔ کس طرح کا ہے۔ کیسا ہے۔ اللہ کا احسان اور کرم ہے کہ نزول قرآن کے ساتھ ہے سے پہلا تعارف اللہ نے خود اپنا کرایا۔ کہ وہ خالق الٰہ واحد ہے۔ اکیلا ہے۔ سورہ فاتحہ اسی کی تعمید و تعریف میں آئی ہے۔

یہ توحید کا پیغام ازل سے ابد تک رہتا۔ یہ کائنات ساری اس کے تدبیر حکمت اور مصلحت سے ایک خاص انداز سے لپسی پر گرامنگ سے خود بخود چلتی رہتی ہے۔ اور جب یہ پر گرامنگ خود بخود ختم ہو جاتا مگر اللہ کے حکم سے اللہ کی مرضی سے بت کچھ ختم اور خلاص ہو جاتا۔ قیامت برپا ہوگی۔ یوم الحساب ہوگا۔ یوم التقاہ میں محلا یا۔

عرب اپنے آپ کو اور دوسروں کو نام و نسب ہی سے جانتے پہچانتے تھے۔ اس نے عربوں کے لئے جب قرآن کا نزول ہوئے تھا تو اللہ تعالیٰ نے خود کو اپنے نام سے اور اپنی صفات صمد سے تعارف کرایا۔ اسماء الحقی میں صفاتی ناموں کا بار بار ذکر آتا ہے۔ کیونکہ لوگ جو صرف الا کو جانتے تھے لا الہ کی حقیقت پر غور و مکر کبھی نہیں کی کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ عرب کی قدیم شاعری میں اللہ اور الا کا غالباً تصور فرود تھا وہ اس سے زیادہ الا کو نہیں جانتے تھے۔ جب اللہ کے اسم کے ساتھ الْرَّحْمَنُ اور الرَّحِيمُ آیا تو یوں یہ کوئی ہے۔ اللہ کے ساتھ ان کو کیوں ملایا ہے۔ ہم سوائے الا کے کسی رحمان اور کسی رحیم کو نہیں مانتے تھے۔ اور یہ بات قرآن نے بتائی کہ صلح ہدیبیہ کے وقت جب معاہدہ صلح لکھا جانے والا تو کاغذ کے سر حروف پر "بِاسْمِ رَبِّكَ" لکھوا یا کیا تھا۔ بسم اللہ الْرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ لکھنے پر اہل کہ کو اعتراض تھا۔

جاہل عرب الرحمن کا نام پہلی بار عیسائیوں کی کتاب سے ملتے لگے تھے اور اسکو نبیل کا خدا سمجھتے تھے۔ چونکہ عیسائیوں نے بہت بعد میں توحید کے حقیقتے کو گذھ مدھ کر کے اسکو تثییث کے خداوں میں (اللہ، فرشتہ اور صیہ) میں تبدیل کر لیا تھا اس لئے وہ اس کو بالکل

الرحمن کو سجدہ کرو تو بولے یا الرحمن کون ہے۔ قسم اللہ کی ہم تو صرف اللہ ہی کو جانتے ہیں۔

قرآن نے اپنا تعارف الرحمن اور الرحیم سے کرایا کہ شب سے زیادہ ضرورتوں کے مطابق ہر ایک کو دینے والا الرحمن ہے اور شب سے زیادہ گناہوں کو معاف کرنیوالا نہش عطا کرنیوالا وہ الرحیم ہے۔ یہ دونوں صفات اللہ رحمۃ العزت کی ہیں۔ اللہ ہی اللہ اکیلا ہے۔ یہ بات شب سے پہلے سورہ فاتحۃ الكتاب میں واضح کی گئی۔ اس طرح اہل کتب یہودی اور عیسائی شب سے پہلے ان صفاتی ناموں سے واقع ہوئے تھے۔ اس سے ملنے والے کچھ نہیں جانتے تھے۔ یہودی صرف ”رب“ کے نام سے واقع تھے۔ توریت میں اس کا بار بار ذکر آیا ہے۔ ہندوؤں کی کتابوں میں خدا کے بہت سے نام ہیں الگ الگ مندوں میں الگ الگ بتوں کے الگ الگ نام کے مندوں ہیں اور اس طرح مینکروں ہیں۔ رُزْخُت کے مدہب میں خدا کے دونام ملتے ہیں احمد بن اور یزادان۔

شب سے اعلیٰ اور صفاتی خوبصورت پیارے نام دین اسلام میں اللہ کے ہیں۔ اللہ کو رجھ صفت سے بھی پکارو وہ سمجھتا ہے، وہ اسکا مستحق ہے اور لائق ہے۔ وہ خالق مالک قادر مطلق ہے۔ اس کے صفات کی کوئی تعریف ہوئی نہیں سکتی۔

قرآن کی ہر آیت اپنے رکوع پر کوئی نہ کوئی صفاتی نام پر ضرور ختم ہوتی ہے۔ اللہ نور ہے۔ نور السوأت والارض ہے۔ طاقے والوتر ہے بے جوڑ ہے اس کا نافی کوئی نہیں ہے۔ مبداء نور ہے شعل طور ہے۔ تجلی ہے، نور علی نور ہے، توحید ہے، باند و بالا تصویر اللہ احمد اللہ الصمد سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔

صمد ایک بلیغ اشارہ ہے جسیں اللہ کی ساری صفات جمع ہیں وہ خود اپنا آپ وارث ہے۔ عرب لفظ میں صمد کے معنی وہ پتھریں سنگ لاق زین چکان جہاں بارش کے سیلاب کا اثر یا سمندر کا پانی اس کے اوپر چڑھنے کے۔ محفوظ و مامون جگہ جہاں لوگ جان بچانے کے لئے دوڑ دوڑ کر اسکی طرف آئیں اور وہاں پناہ ڈھونڈیں۔ اللہ شب کو مصیبت سے بچانیوالا حافظہ رہفیظ ہے۔ صمد کے دوسرے معنی سے نیاز۔ غنی۔ لاپروا۔ اسکی کوئی حاجت اور ضرورت ہی نہ ہو۔ صمد کے تیسرا معنی بُرذگی و شرافت اعلیٰ اقدار درجہ کمال کی ہے۔ جسکی مثال اور ضرب المثل کوئی نہ ہو۔ ایک چھوٹے سے حرف اور لفظ میں فصاحت اور بلاغت کی بے مثال معنی جس میں قرآن کا بیبورڈ کھدایا گیا ہے۔ جس سے ایک چھوٹی سی آیت اخلاص احمد اور

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ

نمبر ۱۱۳ - ۱۱۴ سورہ علیٰ

یہ دو نوں آخری سورتیں تسمہ قرآن ہے۔ اسلام مکمل کر دیا گیا ہے۔ اللہ کی ساری مخلوقات کو دین اسلام کا پیغام مکمل کر کے پہونچا دیا گیا ہے۔ اللہ کے رسول کو اسکی شدید تسلیم فارغ انتصیل عطا ہوئی۔ کوثر کے انعامات سے نوازا گیا ہے۔ قرآن کریم کا اصل کام تزکیہ نفس، پاکیزگی اور اخلاق سکھانا انسان کے نفس سے شر کو خارج کر کے خیر اور فراہم نفس میں داخل کرنا ہے۔ نفس کی خواہشات بے تحاشا ہونے ہی کیوجہ سے انسان گھر اہم ہوتا رہتا ہے۔ جنت آسمان میں آدم اور حوا کے لئے کوئی نعمت نہیں ملی ہوئی تھی جو شہرِ قمیمہ کے درخت کا بچل کھایا تھا۔ یہ انسان کا نفس ہی تو تھا جو اندر سے ابھارتا۔ اگر اس کا تر غیبات دیتا رہتا ہے۔ لہذا قرآن کے پیغام کے آخری حصے میں اس کی اہمیت اور اس کی ضرورت پر توجہ دلانی کی ہے۔

وہن ایمان کی سلامتی اور حفاظت کے لئے شرِ نفس سے بچنا بہت ضروری ہے۔ نفس پر قابو رکھنا ہوگا۔ انسان اپنی فطرت میں معصوم ہے اس کے اندر نفسِ رکھ دیا گیا ہے۔ نفس خیر بھی ہے اور شر بھی ہے۔ بغض۔ حد۔ کینہ عداوت۔ شر ارت اور انسجام اس کے اندر جو غصہ کیوجہ سے پیدا ہوتا ہے وہ شر ہے۔ شر کو بجا کر رکھو۔ دنیا میں اللہ نے ہر طرف خیر پہی خیر۔ فائدے، نفع اور شفاء، رحمت و برکت پیدا کی ہے۔ اس کو شرِ نفس سے خراب نہ کرن۔ اگر خیر کو چھوڑ دو گے تو شر اس پر قابض ہو جائیگا۔ قتل و فاد، ظلم زیادتی، قتل و غارت گئی ہوگی پھر اسکی سزا بھی ضرور ملے گی۔

اللہ نے خیر اور شر دو ٹوں ساتھ ساتھ پیدا کئے ہیں۔ انسان کے اندر دونوں صفات رکھ دی گئی ہیں۔ "فَالْمَهْمَةُ فِي الرِّبْرَأْ وَالْعَوْنَاحِ" نیکی شرافت بھی سمجھا دی گئی اور غصہ۔ بغض۔ عداوت۔ حد۔ جلن بھی سمجھا دیا گیا ہے۔ انسان کو دونوں پر اختیار دیا گیا ہے۔ علم سے نصیحت و بدایت سے اسکی رہنمائی بھی کردی گئی ہے۔ قرآن نے سب کوچھ کھوں کھوں کر

سمجھا دیا ہے۔ سانپِ رینگنے والا زہر میلہ ہے۔ شیرِ درندہ ہے اور وحشی پھار مخانیوں والا ہے۔ اللہ نے حیوانوں میں بھی زہر جیسا تریاق پیدا کر دیا ہے۔ یہ ان کا دفاعی نظام ہے اگر ان جانوروں کو چیزوں کے اور ان کو ماروں گے، بلوچہ ستاؤ گے، اور پریشان کرو گے تو یہ اپنے بیوائے کے لئے تم کو دیکھنے کے، پھار کر کھانیں گے۔ اگر تم انہیں کچھ نہ کھو گے اور نہ پریشان کرو گے تو یہ تم کو کچھ نہیں کھیں گے تم سے ڈر کر پہلو بچا کر تکل جائیں گے۔ یہ فطرت کا قدرت کا نظام ہے۔ خیر کا سلوك سب کے ساتھ رکھو۔ ان کا فسر۔ زہر۔ وحشی پن اور جنگلی پن تہارے خیر کے بھی کام آئیگا اور تم کو فائدہ پہونچائیگا۔ اگر تم ان سے نیکی اور فراہم کا سلوك کرو۔ خیر اور فردوں نوں اس دنیا کی ضرورتیں میں۔ ایک دوسرے کے ساتھ ان کا چنان ضروری ہے۔ ان کے شر سے بچوں کے خیر سے کفغ حاصل کرو۔

انسان کا شر تمام حیوانوں سے بہت زیادہ ہے اور زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ شرِ نفس انسان سے بچنا ضروری ہے۔ اس لئے کہ شرِ محض، کے ساتھ اسکی عقل سوجھ جو جھنگھن۔ اور منصوبہ بھی اس کے ساتھ عمل میں رہتا ہے۔ وہ بُرانی جو سوچ سمجھ کر کسی کو نقصان پہونچانے کے ارادت سے اور نیت سے کیجا تی ہے وہ زیادہ خطرناک اور تباہ کن ہوتی ہے۔ اسلئے قرآن انسان کے شر کو شرِ النفاسات سے بچنے کی نصیحت کرتا ہے۔

حدہ ایک آنکھ ہوتی ہے جب انسان کے نفس اور قلب و ذہن میں اسکی چمگاریاں سلکتی رہتی ہیں تو وہ استقامت چاہتی ہیں۔ استقامت در استقامت یہ سلسلہ دراز ہوتا جاتا ہے۔ خاند ان قیلے تے و رستغ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے قرآن کی نصیحت ہدایت ہے کہ حدہ سے بچو۔ کیونکہ اور بعض سے بچو۔ عداوت و استقامت سے بچو۔ اسکی ترکیب قرآن نے تجویز کی ہے۔ صرف صبر سے کام لو و تو اوصو بالحق و تواصو بالصبر "اللہ پر اپنا معاملہ چھوڑ دو۔ اگر اللہ کو لپٹنا رشب جانتے اللہ پر ایمان بالغیث رکھتے ہو تو اللہ اپنے صبر کرنے والے بندوں کے ساتھ ہوتا ہے "إِنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُرْسَلِينَ" اللہ ظالموں سے ضرور استقامت لے گا وہ زبردست ہے۔ اس کا استقامت بھی زبردست ہو گا۔ ظالم زندگی بھریا د کریا اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دونوں جگہ اور اسکی نسل بھی رسول یاد رکھتے گی۔

تہاراً استقامت صرف دنیا کے لئے اسکی ذات تک مدد و درپیگا یہ کوئی سزا تو نہیں ہوئی۔

ظالم کر زیادہ سے زیادہ سزا دینا چاہتے ہو تو صبر کرو۔ برداشت کرو اپنا حساب اللہ پر چھوڑو۔

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ إِلَهِ النَّاسِ ۝

نمبر ۱۱۳ سورہ والناس

انسان جب با اختیار مالک آتا بن جاتا ہے۔ دولت۔ حکومت انتدار قوت اس کے پاس ہوتی ہے تو دوسرے انسانوں کے لئے وہ خود خدا بن جاتا ہے۔ ملک انسان بھلا دیتا ہے۔ ملک صاحب۔ ملک جی۔ یعنی بہت بڑے عزت دار زمیندار جاگیر دار امارات شروٹ طاقت قوت والے اور پھر وہ اپنی غریب برادری اور رعایا پر ظلم و شتم کرنے لگتے ہیں۔ اپنی ائمہ کے لئے اپنی خود غرضی اور نفع کے لئے بیوتوں رائی کے لئے دوسرا کے کی عورتوں کو اپنے قبضے اختیار میں رکھنا ان کا حق ہوتا ہے۔

پھر وہ انسانوں کے خدا بن جاتے ہیں الہ انسان۔ اور جب ایسا ہوتا ہے تو شیطان بھی شیطان صفت کارند ہے اور مشیر اور خوشامدی بھی دنیاوی نفع اور الچ میں اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ اور ایک شر نفس کے ساتھ کی انسانوں کے شر اور شیطان کے شر اور وسوسے سب مل کر ایک عظیم طوفان ظلم و زیادتی کا برپا کر دیتے ہیں۔ جنگل کا قانون ہوتا ہے جو زبردست ہے اس کا زور چلتا ہے۔ جو مجبور اور بے بس ہے ظلم کی چکنی میں پڑا جاتا ہے۔

اللہ نے قرآن کے ذریعہ بدایت اور نیشنٹ کی سے کہ جب بہت سے شر ایک جگہ جمع ہو جائیں کوئی قانون اور استظامی اور عدلیہ بھی تھا را سہارا نہ بن سکے۔ انصاف کہیں نہ ملے تو پھر تم سے اس دنیا میں ظلم و زیادتی اور نانا صافی ہوتی رہیں گے۔ اگر تم کچھ نہ کر سکو تو پھر صبر و رہست سے کام لو۔ اللہ کا سہارا مصبوغی سے تمام لو۔ دن رات بصیر و شام اللہ کو یاد کرستے رہو۔

اللہ اپنے یاد کرنیوالوں کی غیب سے اپنے فرشتوں کی مد سے حفاظت نگرانی کرتا رہتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ اللہ کو مانو۔ اللہ پر ایمان بالغیث اور روز آخرت پر یقین حکم شروری ہے۔ پھر آسمان والا تم زمین والوں کا سولا۔ مرنی اور مددگار ہے تم کو دلی بات کا ذر خوف نہیں ہو گا۔ وَا نَسْمَ الْأَعْلَوْنَ إِنَّنَمْ مُؤْمِنِينَ ۝

قرآن کی آخری ساتوں منزل کا خلاصہ محتاویں۔

قرآن کی ساتوں منزل سورہ ق۵۰ ویں سورت سے سورہ الناس ۱۳۳ سورتوں میں زندگی کے آخری منزلوں کا ایک پروگرام مرتب کرتی ہے اسی پر آب عمل کرتے رہنا ہے۔ سابقوالي مغفرۃ من ربکم ۵ دوڑو۔ جلدی کرواب وقت بہت تھوڑا ہے رجیع کرلو اپنے آپ کو اپنے اللہ کی طرف۔ گذا کر اس سے معافی مانگو۔ نیکم جاؤ کو محکم کو باندھوا ہو گو کہ آب رات کم ہے۔

سورہ ق۔ ابتدائی آیت موت کا منتظر قبر کے اندر کا حال بیان کرتی ہے۔ انسان کا ضمیر اور مر جسم میں سے بنایا گیا ہے اسی لئے مر نے کے بعد می کی امامت می کو واپس ہو جائیگی۔ مٹی برہہ جسم کو جاٹ کر ختم کر دتی ہے۔ وہ اس کا حصہ ہے اور جو باقی بجا کر چھوڑ دتی ہے وہ اس کا حصہ نہیں ہوتا۔ وہ لوح محفوظ کی امامت ہوتا ہے وہ قبر کی می کے ذراں میں منتشر ہوتی ہے۔ وہ کیا ہے اگلی سورت القیامہ میں ذکر ہے جیتنا کہ کوڈکا۔

اس سے اگلی سورت کے آخری حصے کی آیت ۱۶ سے ۲۲ تک موت کے وقت کا منتظر پیش کیا گیا ہے کہ جب وقت اجل پورا ہوتا ہے تو آسانوں سے دو فرشتے زین پر مر نیوائیے کے بستر مرگ پریا جاتے ہیں وقت کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ دیوار کی گھری میں ہمک چلتی آواز کرتی وقت بتائی جاتی ہے جوں ہی وقت پورا ہوا روح قبض کر کے اوپر آسانوں میں پہنچا دیتے ہیں کیونکہ وہ لوح محفوظ کی امامت تھی جسم خاکی کو حارضی طور پر عطا ہوئی تھی۔

سورہ والذاریات۔ یہ ہوا ہیں، میں قیامت کی۔ قیامت کے آئے کی خبر دیتے والی ہوا ہیں اس کے بعد تو بہ کے دروازے بند کر دیتے جائیں گے۔ قیامت آئے کے بعد قبروں کے مردمے دوبارہ زندہ کر کے میدانِ حرث میں جمع ہوں گے۔ نیک اور سُقی فرمان برداروں کی الگ

جماعت ہوگی۔ مگذبین گمراہ لوگ الگ جماعت میں قطار اندر قطار کھڑے کے جائیں گے۔ سورہ والطور۔ کامیابت و کامران وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے روز قیامت کا یقین اور ایمان بالغیث رکھا تھا۔ اس دن کے آفے کے پہلے درتے رہے تھے اپنی آخرت کو سفارت کے اور بناتے رہے تھے۔ ان کے لئے زیادہ غم اور فکر نہیں کرنی ہوگی ان کے پاس زادہ آخرت ہے پوری تیاریوں کے ساتھ وہ آئے ہیں۔

عمر کے آخری حصے میں آنیوالوں کے لئے انتباہ اور قرآن کی نصیحت ہے۔

قرآن کا اختتام ساتویں منزل قرآن پر ہو رہا ہے۔ یہ سوا جار پاروں پر محیط ہے۔ اس کی ابتداء سورہ الجبرات ۳۹ ویں سورت کی آخری آیات سے مسلم کون ہے موسیٰ کی کیا تعریف ہو رہی ہے۔ یہ فرق بنا دیا گیا کہ ہر شخص مسلمان تو ہو سکتا ہے مگر موسیٰ قرآن کی اصطلاح میں نہیں کہا جاسکتا۔ مسلمان اور موسیٰ ہوتا بیک وقت ضروری ہے۔

قرآن کا موضوع اور خاطب انسان ہے۔ انسان لپی پیدائش میں معصوم ہے وہ بعض اپنے حرکات و مکنات سے اور حمل سے پہچانا جاسکتا ہے کہ وہ کیا انسان ہے؟ نیک خلقت شریف موسیٰ مسلمان ہے یا منافق ریا کار۔ یا مشرک بُت پرست ہے۔

انسان کو اس درجہ زندگی میں ہمیشہ ایک رہبر ایک ایسے آدمی کی تلاش رہی ہے۔ جو اسکے لئے پڑھ کر اس کو صراطِ مستقیم پر کھڑا کروے اور وہ اسی راہ پر چلتا رہے۔ لیکن اب وہ زنانہ ختم ہو گیا ہے۔ اب اس دنیا میں کوئی ہادی اور رہنمای نہیں آیا۔ صرف امام میں قرآن مجید ہی دنیا کے مسلمانوں کی رہبری اور رہنمائی کے لئے کافی ہے۔ اس خاکی خیر کو ہمیشہ اکیرہ کی خاصیت بخشنے والی صرف ایک ہی چیز ہے وہ ہے قرآن مجید جو اس کے دل کا حصہ کوں۔ خیال کی راحت اور قلب کا چین میا کرتا ہے۔ انسان کو وارمن کم گفت کی لذت فراہم کر دیتا اور بلند یوں نک پہنچا سکتا ہے۔

انسان کی زندگی کو غور سے دیکھو وہ کل سات مرحلوں میں پیدائش سے موت تک سفر کرتی رہتی ہے۔ اگرچہ زندگی بُت متصر ہوئی ہے مگر اسقدر ہٹکت اور وقت ضرور دہتی ہے کہ انسان اپنے ہر مرحلہ سفر میں لپی مرضی اور خواہش و جستجو سے مبت و عقل و لکر سے لپی منزل کا ہر راستہ آسان سے آسان تر بناسکتا ہے۔ ہر مرحلہ پر اسکو یہ احساس ضرور ہوتا ہے کہ وہ کہاں شیرا ہوا ہے۔ جب زندگی سفر کرنے ہوئے چھو میزبانوں سے گذر جاتی ہے اور جب عمر ساٹھ سال کی ہو جاتی ہے تو اسکو موسیٰ ہوتا ہے کہ کتنا عرصہ بیٹ گیا۔ اور اسکو خیر بھی نہ ہوئی۔ ساری زندگی عصیانِ آکوڈہ گناہوں اور نافرمانیوں کی بیٹ میں ہے۔ آخر اس کا کیا کہے گا؟ موت کا کیسے مقابلہ ہوگا؟ قبر میں کیسے اترے گے؟ وہاں کیا جواب دو گے؟! ساری عمر بال بیوں کی فرمائشات پوری کرنے میں حلال و حرام کھانے کھانے میں گذر گئی۔ لغوات اور لہو و لعب میں انتی فرمٹ ہی نہیں ملی کہ زبی قرآن کو کھوں کر دیکھا اور نہ پڑھا کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے۔ نہ قرآن کی تلوث ہو سکی اور نہ اللہ کی عبادت اور زندگی اور نہ ماں باپ عزیزو اقارب کے حقوق العباد بھی پورے ادا کر سکے۔ ہائے! عجز و رہنمادگی! اب احساس بھی ہوا تو

کہ جب صحت و تشریفی خراب ہے۔ قوی مصلح ہو کے بیماریوں نے چاروں طرف سے
اچھیرا آئے۔ اب کیا کرنے سے ستر سال کی عمر ہو رہی ہے۔ نہیں معلوم کہ وقت پورا
مہوجائے اور یہاں سے کہت رخصت ہوتا ہے۔

اب ایک صورت اور بلکہ سماں ہمارا توبہ کا کھلا ہوا ہے۔ اپنے اللہ سے توہ اور استغفار
ماںگ لواس وقت اور مہلت کو فتنت سب موالہ کی رحمت سے مایوس بالکل نہ ہونا۔ دن رات
توہ کرتے رہو۔ اللہ کا ذکر اللہ کی یاد اس کی بخشش صبح و شام کرتے رہو۔ اس میں بلا سکون بٹتا
ہے۔ اس عمر کے آخری حصے میں ساتوں منزل میں بھی کچھ کر سکتے ہو اور گھر میشے مسجد میں
چاکر کر سکتے ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَنَكُنْ مِنْكُمْ أَمَّةٌ يَدْعُونَ
إِلَىٰ أَخْيَرِ وَيَا مَرْوَنَ بِالْمَعْرُوفِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَولَئِكَ
هُمُ الْمُفَارِحُونَ

صَدَقَ اللّٰهُ الرَّحِيمُ